فضل کریم سائیٹ ملک پور

مقیاسُ الحنفیت

مجتہدِ زمان پیرِ طریقت مناظرِ اعظم
ابو عبدالوہاب مولانا محمد یوسف

المقیاس پبلشرز
۴۔ دربار مارکیٹ ○ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق صدق الله العظيم

مقياس الحنفية

في رد

أهل الغرابة والبدعية

marfat.com

مقیاسِ حنفیت

حقانیت کا طور ہے مقیاسِ حنفیت
علمِ نبی کا نور ہے مقیاسِ حنفیت

گستاخِ دل سے دور ہے مقیاسِ حنفیت
ایمان کا سرور ہے مقیاسِ حنفیت

ہے شورِ محشر جس سے بپا کذب و کفر میں
ہاں دافعِ فتور ہے مقیاسِ حنفیت

لاریب اس جہاں میں ہیں ظلِ عمرؓ عمرؒ
اسلام کا شعور ہے مقیاسِ حنفیت

نکبت کے غار میں کیا اس نے دیوبند
سچائی کا ظہور ہے مقیاسِ حنفیت

میدان میں جب آ گئے جہالت پر پڑی
برہانِ حق کا نور ہے مقیاسِ حنفیت

جس سے نمایاں ہوتا ہے فیضانِ بہشتِ نور
وہ خاورِ طہور ہے مقیاسِ حنفیت

آغوشِ سنیت کی جو زینت سدا رہے
وہ پاکباز حور ہے مقیاسِ حنفیت

جلتے رہیں گے جس میں سدا رفض و نجدیت
شعلہ فشاں تنور ہے مقیاسِ حنفیت

یہ حجت تمام ہے قربانِ دجل پر
مہتاب شرقپور ہے مقیاسِ حنفیت

marfat.com

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

اور آپ کہہ دیجئے حق آیا ہے تمہارے رب کی طرف سے جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے انکار کر دے،

پ ۱۵ / ۴

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ شَعْرَۃً یَقُوْلُ مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِّنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ کے پاس ایک بال تھا، فرماتے تھے جس نے میرے ایک بال کو تکلیف دی تو اس پر جنت حرام ہے۔ (کنز العمال ۲۶/۲۶۱) کنز العمال ۱/۱۷۱

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِشَعْرَۃٍ قَالَ مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِّنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ لَعَنَ اللّٰہُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اڈیشن ستائیس واں ـــــ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

قیمت ـــــ روپے

ناشر

محمد عبدالوہاب، محمد عبدالتواب، ظل عمر صدیقی

(۱) دارالقیاس، اچھرہ لاہور

(۲) القیاس پبلشرز مزنگ روڈ بار مارکیٹ، لاہور

marfat.com

فہرست کتاب مقیاس حنفیت

۱	تبعیض بمعاملت کی حقیقت
۲	مقلد بھی دہلی ہو سکتا ہے۔
۵	عبدالوہاب نجدی دیوبندی کے نزدیک اچھا آدمی تھا
۷	اور فیصلہ فقہاء احناف
۸	وہابیوں کے مدرسہ میں تعلیم
۱۰ تا ۱۲	حرمین شریفین پر وہابیوں کا قبضہ مضر نہیں
۱۳	ائمہ حرمین میں نجدی کی اقتدا
۱۵	عورت کا دودھ
۱۶ تا ۱۸	مسئلہ استمداد
۱۵	تعدد شیخ
۱۶ تا ۱۸	ثبوت عرس
۱۹	مسئلہ استمداد و اختیار نفع و نقصان
۲۱	ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم
۲۲	آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم
۲۲ تا ۲۴	تحقیق نذر و نیاز
۲۴ تا ۲۵	بحث ما اہل بہ لغیر اللہ
۳۶	نذر کے اصطلاحی معنی
۳۲	تحقیق نذر
۳۷	نذر کے متعلق فتوٰی خداوندی
۳۹	نذر از روئے حدیث شریف
۴۱ تا ۴۱	فرق صنم و وثن
۴۲	ایفاء نذر
۴۳	بحث من دون اللہ
۱۹	مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ کی تحقیق
۵۴	لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ
۱۰۱	حَتّٰى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ
۶۴	عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ
۶۹	اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ
۷۵	لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ
۸۳	لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
۸۹	كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ

marfat.com

۹۲	ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ	۱۴۰	وہابی کی امامت
۹۷	اَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	۱۴۹	یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیأاللہ کی تحقیق
۹۸	وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ	۱۵۰	میلاد شریف کی تحقیق
۱۰۱	یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ	۱۵۱	ختم برطعام
۱۰۷	کفار کی آیتیں خارجی مسلمانوں پر چسپاں کرنیگے	۱۵۲	مسئلہ استمداد
۱۱۰	یعوق ونسر وغیرہ بت تھے۔	۱۶۱	کانگرسی مودودی دیوبندی سب ایک ہیں۔
۱۱۴ تا ۱۲۸	صفات من دون اللہ وعباد اللہ	۱۶۲ تا ۱۶۴	دیوبندیوں کی مطابیت
۱۲۹	من دون اللہ قرآن شریف میں کئی معنی سے مستعمل ہوتا ہے	۱۶۵	مسئلہ تقلید
۱۳۱	من دون اللہ مع اللہ	۱۶۹	تقلید وجوب اجتہاد
۱۳۲	لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ	۱۷۴	غیر مقلدین کا نام ونشان نہ تھا
۱۳۴	تحقیق عبادۃ	۱۷۷	ضرورت مجتہد
۱۳۶	اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ کی تحقیق	۱۷۸	قیامت کے دن امام کے نام سے پکارہوگی
۱۳۸	احبار ورھبان وعلماء	۱۸۲	صحابہ کرام بھی مجتہد تھے۔
۱۳۹	احبار ورھبان واولیاء اللہ	۱۸۳	تعریف تقلید
۱۴۰	تحقیق لفظ رب	۱۹۱	فقہاء کی رائے میں غیر مقلدین کی حقیقت
۱۴۱	صفات الٰہیہ مجازاً دوسرے پر اور اس کے متعلق	۱۹۲ تا ۱۹۴	وہابی اور حنفی کا فرق اور مسلہ امکان کذب
	حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فیصلہ	۱۹۵	دیوبندی کا خدا عالم الغیب نہیں۔
۱۴۲ تا ۱۴۵	تحقیق لفظ الٰہ	۱۹۶	دیوبندی کے نزدیک قرآنی فصاحت
۱۴۶	بزرگوں کی دست بوسی وقدمبوسی اور ان کے سامنے دوزانو بیٹھنا۔	۱۹۷	دیوبندی کلمہ
		"	اجرائے ثبوت کی ابتدا دیوبندی نے کی
			دعوئے رسالت

marfat.com

۱۹۸	ہر ایک دیوبندی رحمۃ للعالمین ہے۔	۲۱۴	دیوبندی معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام کو شیطان کہہ سکتا ہے۔
۱۹۹	دیوبندی کعبہ	۲۱۶	تحقیق عبد النبی
۲۳۰	دیوبندی کا مقام حج گنگوہ ہے۔	۲۱۷	دیوبندی کے نزدیک ذکر حسین علیہ السلام سے ذکر اسمٰعیل بہتر ہے۔
"	میلاد شریف پر دیوبندی فتویٰ اور اسکا جواب	"	ہندو کی پکی ہوئی شیرینی دیوبندی کے نزدیک حلال اور گیارھویں حرام
۲۰۱	ثبوت میلاد شریف	۲۱۸	ہندو کے سودی روپے کے پیاؤ کا پانی دیوبندی کو ثواب
"	فضیلت تقویۃ الایمان	۲۱۹	دیوبندی کو حرم کی سبیل کا پانی حرام
۲۰۳	اختیار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم	"	دیوبندی کو چمار کے ہاتھ کا رس میٹھا
۲۰۵	ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا	۲۲۰ ۲۲۸	تحقیق فاتحہ و گیارھویں
۲۰۶	حیات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیوبندی عقیدہ	۲۲۸	دیوبندی کا اپنا فتویٰ اپنے متعلق
۲۰۷	ماں سے نکاح کا دیوبندی اختراع	۲۲۹	کتے کی تحقیق فقہ دیوبندی
"	عزت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم دیوبندیوں کے نزدیک	۲۳۱	تصوف دیوبند
"	مَرَّ مَيِّتٌ اَنَّهٗ يَسْقُطُ	۲۳۵	اولاد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف
۲۰۸	دیوبندی علم آدم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُستاد بنتے ہیں	۲۴۴	مماثلت کا جواب
۲۰۹	دیوبندی اعمال میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بسا اوقات بڑھ جاتا ہے۔	۲۴۵	ولدیت کا جواب
۲۱۰	دیوبندی کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم جیسا علم غیب تو معاذ اللہ کتے بلے کو بھی ہے۔	۲۴۷	بشر من البشر کا جواب
۲۱۲	دیوبندی کے نزدیک شیطان لعین کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔	۲۴۸	تحقیق نور
۲۱۴	دیوبندی کے نزدیک صرف ہمت کا جواب اور تصور شیخ کی تحقیق۔	۲۵۱	استدلال نماز احمدیت

marfat.com

۲۵۸	نور کے متعلق حافظ محمد لکھوی کا فتویٰ	۳۱۶	تحقیق قُلْ اِنْ اَدْرِیْ
۲۶۰	اول نور از اکابرین دیوبند	۳۱۹	تحقیق اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ
۲۶۱	نور کے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا فتویٰ	۳۲۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ما فی غد اور ما فی الارحام کا علم غیب پیدا ہوتے ہی بیان فرما دیا۔
۲۶۲	بشر کہنے والے پر فقہائے احناف کا فتویٰ	تا ۳۲۲	
۲۶۳ تا ۲۷۴	ادلہ حاضر و ناظر از قرآن شریف	۳۲۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے علم ما ذا تکسب غدا اور ما فی الارحام کا علم غیب بیان فرمایا
۲۷۵	دلائل حاضر و ناظر از احادیث		
۲۸۰	وقت مخصوصہ کو بھی آپ کی قوۃ ناظرہ کا ہونا	"	خداوند کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی تمام بادشاہیوں کا علم غیب عطا فرمایا۔
۲۸۳	حاضر و ناظر کے متعلق نواب صدیق حسن غیر مقلد کا فتویٰ		
۲۸۴	دلائل حاضر و ناظر از اقوال بزرگان		
۲۸۵	حاضر و ناظر کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ		
۲۸۷ تا ۲۸۹	فیصلہ حاضر و ناظر از اکابرین دیوبند	۳۲۵	ابراہیم علیہ السلام کا دعویٰ علم غیب لدنی
۲۹۰	بحث علم غیب	۳۲۶	حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم ما مضیٰ و ما فی غد و ما فی الارحام کو بیان کرنا
"	تحقیق لفظ نبی		
۲۹۱	لفظ غیب کی تحقیق قرآن شریف	"	حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ما فی الغد و ما فی الارحام کا علم حاصل تھا۔
۲۹۲	اور علم غیب از قرآن شریف		
۲۹۷	تحقیق قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ	۳۲۷	حضرت خضر علیہ السلام کو بھی علم غیب حاصل تھا علوم خمسہ سے علم ما فی غد و ما فی الارحام بھی حاصل تھے۔
۳۰۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نفع و نقصان پر نہ ایمان لانے والے پر مفسرین کا فتویٰ		
۳۰۵	تحقیق وَلَوْ کُنْتَ اَعْلَمُ الْغَیْبَ	۳۲۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ما ذا تکسب غداً کی اطلاع دینا
۳۰۸	فیصلہ خیر از قرآن شریف		
۳۱۲	فیصلہ سور از قرآن شریف	۳۲۸	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم ما فی الغد اور

marfat.com

	سابقہ ارحام تموت کا علم حاصل تھا اور حدیث لا یعلم ما فی غد	۳۴۵	علم نزول غیث
		۳۴۷	بحث علم قیامت
۳۴۹	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم ما فی الارحام اور ماذا تکسب غدا اللہ سابقہ ارض تموت پر ایمان نہ رکھے وہ از روئے حدیث مرزائی ہے	۳۴۸	اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ کا فصل ذکر
۳۵۱	آپ کے علم ما فی الارحام پر منافقین کا اعتراض اور آپ کا ان کو بیان فرما کر لاجواب کرنا۔	۳۵۴	قیامت کے متعلق کفار کا سوال کرنا استہزاء تھا۔
۳۵۳ ۳۵۴	امام و پیر، پیشوا و بزرگان دین کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے	۳۶۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم قیامت حاصل تھا
۳۵۵	منافقین کو آپکے علم غیب کے انکار کرنے پر مسلمانوں نے خدا اللہ نے علیحدہ کر دیا۔	۳۶۱	اہل اللہ کو علم قیامت حاصل ہے۔
۳۵۶	دیابیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لانے سے کونسی چیز مانع ہے۔	۳۶۳	فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ کی تحقیق
		۳۶۵	مِنْ بَلْہَ مَا اَطْلَعْتُمْ عَلَیْہِ کا جواب
۳۵۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ما فی الارحام کے ذرے ذرے اور دن دن کی اطلاع ہے۔	۳۶۷	اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ کی تحقیق
۳۵۸	بعض کو روح کا علم بھی اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے	۳۶۸	خداوند کریم نے قیامت کی تعین ظاہر فرمادی
۳۵۹	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم ما فی الغد و ما فی الارحام قیامت تک کے حاصل ہیں۔	۳۷۹	علم کلی از احادیث صحیحہ
		۳۸۱	قیامت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم بہت قریب ملاحظہ فرما رہے ہیں
۳۶۲	علم ما فی الارحام آپ کے غلام بچوں کو حاصل ہے	۳۷۲	علم کلی رب العزت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دست سے عطا فرمایا۔
۳۶۳	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علم ما فی الارحام تھا	۳۷۵ ۳۷۸	علمت ما فی السموات و ما فی الارض الی حدیث کے اسمار رجال کی تحقیق
		۳۷۹	قیامت جمعہ کے دن ہو گی۔

marfat.com

۳۸۴	صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ آپ کو علم قیامت حاصل ہے	۰	آپ کے جوڑے پاک بے قدر کو دور کرانے کے واسطے حضرت جبرئیل تشریف لائے۔
۳۸۴ تا ۳۸۶	علوم خمسہ کے متعلق بزرگان دین کا عقیدہ۔		
۳۸۶	لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ کی تشریح	۴۱۳	ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ کی تشریح
۳۸۷	وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَاْیٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا کا بیان	۴۱۵	مسجد کی خادمہ کا جواب
۳۹۱	اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کا جواب	۴۱۶	صعصعہ کے قول کی تشریح
۳۹۴	وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کا جواب	۴۲۰	دَفْنٌ فِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ کی حقیقت
"	وَمَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ کا جواب	۴۲۲	اصیحابی اصیحابی کا جواب اور بحث اسماء رجال حدیث
۳۹۵	وَسَلَامٌ لِمَنْ لَقِیَهُمْ عَلَیْكَ کا جواب		
۳۹۷	اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ کا جواب	۴۲۶ تا ۴۲۸	وَلَمْ یَشْعُرْ اَنَّهٗ عَبْدٌ کی تفصیل اور مختار کل کے دلائل
۳۹۹	ذوالیدین کی حدیث کا جواب		
۴۰۱	دجال کا علمی حیثیت سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر مخفی کا دعویٰ	۴۲۹	مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کی شرح
۴۰۲	بحث نسیان	۴۳۳	بحث علم قیامت
۴۰۳	ستر شہداء کے واقعہ کا جواب	۴۳۴	قیام حشر
۴۰۵	آپکو ستر صحابہ کرام کے شہید ہونے کا پہلے علم تھا۔	۴۳۵	میدان حشر کا نقشہ
۴۰۶	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بہتان کا جواب	۰	حشر میں کفار کی حالت کا نقشہ
		۴۳۷	شب معراج میں علم قیامت کا تنازعہ
۴۰۹	آپ کو حضرت صدیقہ کی پاکدامنی کا پہلے علم تھا۔	۴۳۹	غیر مجلین کے سوال کا جواب
۴۱۰	مَطْعُوْنٌ فِیْ عَیْنِیْكَ کا جواب	۴۴۱	فَلَا اَدْرِیْ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ کا جواب
۴۱۱	علم بمعنی اظہار بھی مستعمل ہوتا ہے۔	۴۴۲	بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ کی تشریح
۴۱۲	لَا تُخْبِرُنِیْ اَلَا نَ کا جواب		

marfat.com

۴۴۴	میری امت کو حساب میرے ہاتھ میں دے دے کی تشریح	۴۶۹	علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم از تفاسیر
		۴۷۲	فقہ اکبر کی عبارت کا جواب
۴۴۷	بوقت وصال افطار میں تین دفعہ غسل فرمانے کا جواب	۴۷۶	شامی کی عبارت کا جواب
۴۴۸	مُرُوْا اباکم کا جواب	۴۷۸	ادلہ استعانت
۴۵۰	حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پتر لانے کی حقیقت	۴۸۰	مومن کی حیات و ممات یکساں ہے۔
۴۵۱	تین دن حاضری نہ دینے والے کے متعلق سوال وجواب	۴۸۱	آپ کا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا
۴۵۲	ایک نئی قبر کے متعلق سوال کرکے قبر پر آپنے جنازہ پڑھایا۔	۰	آپ کا ہر قبر میں پیش ہونا اور اعانت فرمانا
۴۵۳	ہر جنازے کو آپکا دریافت کرکے نماز پڑھانا	۴۸۲	کفار کو شیطان کی ہر وقت امداد
۴۵۴	لَمْ یُشْعِرْ اَنَّہٗ عَبْدٌ کی دوبارہ تشریح	۴۸۰	حضرت آدم علیہ السلام آپ کے وسیلہ سے دوبارہ مقبول ہوئے۔
۴۵۵	اصحابی کی عیب جوئی کا جواب	۴۸۴	آپ کے وسیلے سے ایک نابینے کا صحیح ہونا
۴۵۶	بسم اللہ سورتوں کی فصل ہونے سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے اس کا جواب	۰	غائبانہ استعانت سے نابینا کا بینا ہونا
۰	بچے رونے کا جواب	۴۸۵	بعد از وصال آپ کا دنیا و آخرت میں غائبانہ امداد فرمانا۔
۴۵۷	جوتوں کی آہٹ کا جواب	۴۸۶	آپ کے اسم پاک کی دوہائی سے بیمار کا تندرست ہونا۔
۰	بستر پر کھجور ملنے کا جواب	۰	آپ کا ہماری پشتیبانی فرمانا
۴۵۹	خاصین کی ہشیاری کا جواب	۴۸۷	اہل اللہ کو غائبانہ جس مشکل کے لئے پکارا جائے حاجت روائی فرماتے ہیں۔ سنت ہے شرک نہیں۔
۴۶۰	عِلْمٌ لَا یَنْفَعُ کا جواب		
۴۶۱	آپ کا نسب کو بیان نہ کرنا عدم علم پر دال نہیں اور تُرُوْنَا بَیْنَ ذَالِکَ کَثِیْرًا کا جواب		
۴۶۲	علم غیب از احادیث		

marfat.com

۴۸۹	حاجات کے لئے قبلہ رو ہونے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب
۴۸۹	نذر و نیاز اور قبر پر اجتماع اور عبادت کا ثبوت۔
۴۹۲	نذر و نیاز اچھا ڈھونگ اور دھاگہ
۴۹۳	مولود کی میت میں بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا
۴۹۵	پیروں بزرگوں پیغمبروں کو پہلا پھل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا
۴۹۶	بزرگوں کا نذرانے پر ختم پڑھنا اور اسکو باقی طعام میں تبرکاً ملانا
۴۹۸	طعام پر ختم پڑھنا اور بعد ازاں کھانا
۴۹۹	دن مقرر کر کے نیاز پکانا اور پس و پیش نہ کرنا۔
۵۰۰	تنگی میں بھی پیشوایان کو صرف کر کے راضی رکھنا
۵۰۲	البرکۃ مع اکابرکم حدیث ہے
۵۰۳	بوقت بیعت پیر طریقت کو ہدیہ پیش کرنا
〃	اور ان کا قبول فرمانا سنت ہے۔
۵۰۵	فضیلت جمعرات
۵۰۹	فضیلت دودھ
۵۱۰	فضیلت حلوا و شہد
〃	فضیلت گوشت
۵۱۱	پراٹھ پکا کر بزرگ کی نذر کرنا اور ان کا قبول فرمانا
〃	گٹھلیوں یا کنکریوں کیساتھ درود و وظیفہ پڑھنا
۵۱۵	میت کو دفنا کر اس کے سرہانے سورہ بقرہ پڑھنا
۵۱۶	چھوڑی کا ثبوت
۵۱۸	میت کے لئے فاتحہ خوانی کا ثبوت
۵۱۹	فاتحہ کے بعد دعا خیر
۵۲۰	صلوۃ فریضہ کے بعد جہر آواز سے صلوۃ و سلام
۵۲۱	دعا بغیر صلوۃ مردود ہے
۵۲۲	نماز صلوۃ و سلام نہ پڑھنے سے آپنے ایک اصحابی کی نماز مردود کی
۵۲۴	بغیر درود شریف دعا مردود ہے
۵۲۶	ثبوت الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
۵۲۶	جمعہ کے دن کثرت درود شریف
۵۲۷	درود شریف کے تارک کو جنت کا راستہ نہ ملے گا
۵۲۹	الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنے سے زیادہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔
〃	دعا بعد جنازہ از قرآن شریف
۵۳۲	دعا بعد جنازہ از تفاسیر

۵۳۵	دلائل دعا بعد جنازہ از احادیث
۵۳۷	دعا سے روکنا حماقت ہے۔
۵۳۸ تا ۵۴۱	تقدس حرمین شریفین
۵۴۲	وہابیت
۵۴۳	وہابیوں کے خدا کا مقام
۵۴۴	غیر مقلدوں کی توحید و قرآن
۵۴۶	زیارۃ روضہ اطہر اور ولی مذہب
۵۴۸	بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی مذہب
۵۵۰	زیارہ روضہ اطہر و حنفی مذہب
۵۵۴	لا تشد الرحال کا مطلب
۵۵۷	سفر روضہ اطہر
۵۵۸	لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا
۵۵۹	لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا
۵۶۰	اداب قبر
۵۶۱	غیر مقلدوں کی فقہ کے مسائل
۵۶۰	حنفی فقہ کے جوابات
۵۷۰	وہابیوں کا عمری کہلانا
۵۷۱	وہابیت
۵۷۲	دار الندوہ کی میٹنگ
۵۷۳	تاریخ وہابیہ
۵۸۲ تا ۵۸۳	ذکر کلمہ طیبہ با الجنازہ
۵۸۵	حیلہ اسقاط
۵۹۰	قبر پر تلقین
۵۹۲	ارشادات حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ
〃	استمداد از یا رسول اللہ کے متعلق آپ کا فتویٰ
۵۹۵	حاضر و ناظر کے متعلق آپ کا فتویٰ
۵۹۶	حیات انبیاء اللہ پر آپ کا فتویٰ
۵۹۷	دست بوسی و قیام
۶۰۰	تقبیل ابہامین
تا	
۶۰۴	تمت بالخیر

marfat.com

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

اقبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ عَلٰی عَبْدِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا یَارَبِّ ذَالْجَبَرْ وَافْضَلْ صَلِّ عَلَیْہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً سَرْمَدِیَّۃً لَا اِنْقِطَاعَ لَھَا وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ اٰمَنَ بِھَا اما بعد فقیر نے سائلین فرقہ وہابیہ کے اعتراضات کے مختصر اجوابات پیش کئے ہیں بعد ازاں مضلاً تحریر ہیں۔

سوال ۱۔ تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثبوت دیجئے۔

جواب۔ تبلیغی جماعت وہابیت کے اصل کی دو فرعین ہیں۔ دیوبندی اور وہابی۔ دونوں کی مجلن مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے۔ کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو رفع یدین کرتے ہیں، اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ٹانگیں چوڑی اٹنشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب تبلیغی جماعت اگر وہابی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ کسی اہل السنت والجماعت کے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے اُن کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا۔ کسی سُنی سے آپکی رفاقت کیوں نہیں۔ کند ہمجنس باہمجنس پرواز نمبر ۴۔ ان کے اشکال و اطوار ان کی وہابیت پر واضح دلیل ہے۔ جو کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

marfat.com

سوال ۲:- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے مدعی کو وہابی کہنے کا آپ کے پاس کونسا مقیاس حنفیت ہے۔

الجواب :- حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجیہ اور حنفی اہل السنت والجماعت جیسا کہ آج کل بھی احناف کی دو نو قسمیں موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض دعوے کافی نہیں بلکہ حنفیت اعتقاد اور اعمال احناف کے متوازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہی مرجیہ حنفیہ وہابیت کے عقائد کو عمدہ سمجھ کر یکجان دو قالب بن گئے۔ (فتوی رشیدیہ جلد اول ص۱۱۹۔ فتوی رشیدیہ جلد دوم ص۸۸) محمد بن عبدالوہاب کے معتقدین کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سراپا یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔

سوال :- عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب :- محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احناف سے دریافت کرلیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن الوہاب کیسا آدمی ہے۔

رد المختار جلد ۳ ص۴۲۶ } محمد بن عبدالوہاب اور اس کے معتقدین کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ اگر حنفی کہلانا چاہتے ہو تو تم فقہا کے عقیدہ سے خارجی کہو۔ ان کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور عامل بالحدیث سے نوازکر ان کے عقائد کو اپنا عقیدہ کیوں بناتے ہو

سوال ۳ - وہابیوں کے مدرسے میں پڑھتے رہے ہو۔ آپ کے استاد بھی وہابی ہیں۔ اور وہیں نماز پڑھتے رہے ہو۔

الجواب :- واقعی میرا حصول علم تمام وہابیہ سے ہے۔ وہ وہابی آپ کی طرح توہین انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ امکان کذب باری تعالے کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کتابیں دیکھ لیجئے میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے وصول سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتوی بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کرلئے تو خدا نے فتوی کی ہمت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت

marfat.com

بھی عنایت فرمائی۔ اور جب مرشدِ کامل غوثِ اکمل بن کے کرم نے بک آباد کیا ہمارے نے نظرِ کرم فرمائی تو باطل کو فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ سے درست کرنے کی قوت بیانیہ بھی بخشی جس سے آپ کو بھی حصہ ہے۔ لیکن یہ خدا داد نعمت وہبی نہ ہے جو ولی کامل کا عطیہ ہے۔ یہ کسبی چیز نہیں۔ اگر میرے راہبر مجھے منظورِ نظر نہ فرماتے تو عقیدہ شائد درست نہ رہتا۔ بلکہ خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بعید ہے۔ جب مرد کامل کی نظر ہو جائے تو بندہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تھاما کیونکہ کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی میں میسر ہوا ہے۔

دوسرا جواب:۔ آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ علم ظاہری کا حصول عقائد کو نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولاً مرد وہابی ہو تو وہابیت میں شک نہیں یا آپ کی طرح مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ کا پیرو ہو تو یقیناً وہابیت کا مجسمہ ہے۔ فقیر نے آجتک کسی مسلمان کو خنزیر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالےٰ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا فرمادے تو میں ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ الانعام کے ال تعریف نے حکم عام کر دیا ہے جو عمل اور دے قرآن کَالْاَنْعَامِ ثابت ہو وہ جو بھی کرے یہ حکم اُس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔ کسی کا نام تو کہا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سننے سے رنج ہوتا ہے تو آپ یقیناً اسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۴:۔ حرمین شریفین زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً کے متولی آجکل وہابی ہیں اُن کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہو اور یہ مقاماتِ مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز خود بھی تم نے (یعنی محمد عمر نے) ایک دن جامع مسجد دیوبند میں نماز ادا کی ہے۔ کیا وہ اُس وقت پلید نہ تھی۔ نیز جماعت تبلیغی کی مسجد میں شب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا حرمین میں سویا نہیں جاتا وہاں وہابی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب:۔ خدا کے فضل و کرم سے حرمین شریفین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے وہ اُس کو پاک کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہابیوں کا وہاں جانا مضر حرمین نہیں۔ کفار کے قیام سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پلید نہیں فرمایا جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دیتا رہا ہوں وہابیہ اور دیوبندیہ اُن مقاماتِ مقدسہ کو چھوتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی پچیس کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے اُن کے پیچھے اقتدا نہیں

marfat.com

کی۔ بلکہ تتبع سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کرواتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا بھی یہی وطیرہ رہا۔ اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں نماز گزارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فتوے سے از روئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرف کے وہابیہ نے چوٹی سے ایڑی تک زور لگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ محمد عمر علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اُس وقت ہماری طرف سے اُن کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجدیہ وہابیت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو اُن کو کہا جاتا۔ کہ ہم یہاں بغرض زیارت حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو سمندر پار پہنچنے پر فتوے دیا جا سکتا ہے۔ اس جواب سے سوائے خامرشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جو میرے مقتدی ان کی اتباع میں نماز پڑھنے والے موجود ہیں۔ وہ اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ الجھیں گے۔ جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے۔ آخری اعتراض کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک جاری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں جنبی آدمی غسل کرے تو شرعاً پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بنیت طہارت داخل حرمین ہو تو پاک ہو سکتا ہے۔ پہلے بیت اللہ میں بُت تھے۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ جیسا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔ اور روضہ اطہر کے اندر تو نجدی نہ داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔ اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالےٰ نے ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہوا ہے نجدی وہابی دیوبندی تو روضۂ اطہر کے قریب نہیں بھٹک سکتا۔ کیونکہ اُن کے دل میں شیطان نے یہ جما یا ہوا ہے۔ کہ اگر تُو روضہ اطہر کے قریب گیا تُو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو وہابی دیوبندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائیگا۔ اسی عناد کی بنا پر دور رکھتا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو شرک کے فتوے دلواتا

marfat.com

ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر پیران کی گیارھویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ حقیقۃً اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے نجس باطنوں میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی وہاں اللہ تعالےٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام مطہر کو تم جیسے منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ اُدھر شیطان اپنے عناد سے گمراہی میں پیچھے کھینچتا ہے اِدھر ربّ العزت اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نااہل سمجھ کر پیچھے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور ربّ العزت وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ کا قانون سنا کر بلا پیل اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ کا حکم سنا دیں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اُس کا اعادہ کر لیا تھا۔

سوال نمبر ۵: آپ کے مقتدی پہلے جا کر نجدی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا اُن کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

جواب: کیا آپ کے پیچھے جو حنفی غلطی سے نماز پڑھنے جاتا ہے تو آپ اُن کو پہلے توبہ کروا کر مقتدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مقتدی میرا پختہ معتقد بنتا ہے وہ خدا کے فضل و کرم سے خود بخود وہابیت سے تائب ہو کر ہی متقل ہوتا ہے۔ مجھے توبہ کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فقیر کا مقتدی کبھی قرنِ شیطان کا مقتدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرماوے اور اُس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جانے والا ہے۔

سوال نمبر ۶: عورت کے دودھ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب: عورت کا دودھ واقعی حرام ہے اور احناف کے نزدیک بعد از حولین اس سے اجتناب لازمی ہے اور حنفیوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک داڑھی والا آدمی عورت کا دودھ پی سکتا ہے۔ وَیَجُوْزُ اِرْضَاعُ الْکَبِیْرِ

marfat.com

وَلَوْ كَانَ ذَا لِحْيَةٍ وَلِحْيَةٍ والے کو عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ دیکھئے

روضۃ الندیہ ص۲۳۶ بلاشک آپ دونوں کاموں سے استفادہ فرمائیں۔ جب آپ حکم الٰہی حولین کاملین کو چھوڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عورتوں کے متعلق احکاماتِ شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ چڑاتی ہو۔ کیا یہ کفرانِ نعمت نہیں ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چین سے تو بھی نماز کی طرف مائل ہو گی۔ پھر اگر بچے کی والدہ کو موسم سرما میں دو لباس کی توفیق نہ ہو تو مقام پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو کر نماز ادا کر سکتی ہے۔ اگر باعث سردی خطرہ لاحق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر نچوڑ کر بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔ گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ورنہ کپڑے سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر جوابات۔ اب بعد ازیں مدلل سنیئے

---

marfat.com

"دیوبندی وہابی" (محمد عمر کو مخاطب ہو کر) تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

محمد عمر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ" اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہر مسلمان کو اپنی خداوندی کے صفات حمیدہ پر بلا نسبتہ عیب ایمان رکھنے کی توفیق عنایت فرماویں اور نبی اکرم نور مجسم محمد عربی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی بلاشبہ طاقت بخشیں اور ہر کفر و شرک و بدعت سے محفوظ رکھے کیونکہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے مُنا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے وہابی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ و وہابیہ نے مسلمانانِ دنیا کے اکابرین و صالحین متقدمین و متاخرین کے صحیح عقائد پر طعن و تشنیع اور جرح قدح کر کے کفر کے فتوے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور مشرک اور بدعتی کے خطابات سے ان کو کوسا ہے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے سُنیئے:۔

---

marfat.com

دیوبندی	وہابی
(۱) تذکیر الاخوان مصنفہ اسماعیل صاحب دہلوی ص۳۲	تجھ سے مانگے جو غیروں سے مدد — فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد دوسرا اُس سا نہیں دنیا میں بد — ہے گلے میں اس کے حبل من مسد سب سے اُس پر لعنت و پھٹکار ہے

(۲) تذکیر الاخوان صفحہ ۹۳
مصنفہ مذکورہ بالا
مُردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے۔

محمد عمر:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ اجْتَبٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ تمام عقائد کا جواب پہلے قرآن کریم پھر حدیث صحیح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعد بزرگان دین سے پیش کریگا۔

قرآن کریم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ — اس آیت سے ثابت ہے کہ مومنین صالحین ہر وقت
مومن مرد اور عورتیں ان کا بعض بعض کے مددگار ہیں کہ یہ ۱/۱۰ — ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

(۲) وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی مائدہ ۶ — کیا اللہ تعالےٰ نے یہاں شرک کا سبق دیا ہے۔ جو نیکی پر مدد
اور تم ایک دوسرے کی امداد کرو نیکی اور تقویٰ پر — کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

طبرانی صغیر ص۲۰۱
حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی قال حدثنا عامر بن سیعد ببغداد حدثنا یحیی بن سلیمان بن نضلۃ الخزاعی حدثنا محمد بن فضلہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علی ابن الحسین حدثتنی میمونۃ بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات عندھا فی لیلتھا فقام یتوضأ للصلوٰۃ فسمعتہ یقول فی وضوئہ لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا فلما خرج قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتک تقول

marfat.com

(۴) تقویۃ الایمان صفحہ ۵ | سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور اُن سے مُرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

فِیْ مَنَامَاتِكَ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ ثَلَاثًا كَانَكَ تُكَلِّمُ اِنْسَانًا فَهَلْ كَانَ مَعَكَ اَحَدٌ فَقَالَ هٰذَا رَاجِزٌ یَسْتَصْرِخُنِیْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اُٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سُنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک لبیک تین دفعہ فرمایا (یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا) اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں۔ کہیں دوسری جگہ بھی نہیں سرکے ورنہ غائب ہوئے، تو جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سُنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے لبیک لبیک نُصِرتَ نُصِرتَ تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو اپنے فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قریش راجز مسمی عمرو بن سالم کو قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکے سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جب اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتا اور آپ اسکی امداد فرماتے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگیا تو اس عمرو بن سالم صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچالیجئے ورنہ دشمن قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استدلال کرتے اپنی امداد غائبانہ

marfat.com

(۴) جواہر القرآن مصنفہ مولوی نظام خاں صاحب صـ۱۲۲

سوال:۔ اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہٗ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب:۔ یہ بھی شرک ہے۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

کو اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمر بن سالم راجز نبی صلی اللہ کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَصْرًا اَعْتَدَا وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاْتُوْا اَمْدَدَا

پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد ۴ صـ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ صـ۴۴۶ میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔ (۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد رسی فرمانا۔

نزھۃ الخاطر والفاطر لملا علی قاری صـ۶۱

وَعَنِ الشَّیْخِ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ الْحَبَّانِ قَدِّسَ سِرَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّیْخَ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدَ الْقَادِرِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ فَزِعَ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِّجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ۔

شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

marfat.com

(۵) جواہر القرآن صـ ۱۴۷ | شرک فی الدعا غائبانہ حاجات میں کسی پیر و پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔ (دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو تمام انبیاء و رسل کا حرج تھا اور مولوی غلام خاں صاحب کو تمام انبیاء کے مرتبہ کے اقوال و افعال کی خبر ہے جو عبارت مذکورہ بالا سے ہویدا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جسے وسیلہ لیا کسی حاجت میں تو میں اسکی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔

قصائد قاسمی

مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند ص

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو آپ ہی بیکس پہ چھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار
رجا و خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ — جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار

ان اشعار میں مولوی محمد قاسم صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں۔ ان پر کیا فتوی لگاؤ گے فَاتَّقُوا اللّٰهَ

قصائد قاسمی صـ ۳۶

مولوی ضیاء الدین لکھنوی خلیفہ محمد ضامن صاحب کہتے ہیں۔

تیرا سایہ ہر جبر اس پہ ہو اللہ کا سایہ — نہ دارا ہی ہو تو رانی ہر شاہ جس سلماں سے
مدد کر فخر اعظم بیکسوں ہم سے غریبوں کی — چھڑا اے غیر تیرے کون دست نفس و شیطاں سے
خبر لینا ہماری اے شہ دنیا و دیں جلدی — کہ بیگانہ بہر کس نفس اس ننگ خلاماں سے
پکڑنا ہاتھ میرا شیخ نور احمدی جلدی — کرہ ملتا نہیں متقوں کا ظلمات عصیاں سے

تذکرۃ الرشید جلد اول صـ ۲۶

سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جبکہ تھنڈی دیر بعد سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ صاحب) اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکیلتے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔

تذکرۃ الرشید جلد اول صـ ۱۴۱ — مولوی اشرف علی صاحب کہتے ہیں

یا مرشدی یا مولی یا منزعی — یا ملجائی فی مبدئی و معادی
ارحم علی ایا غیاث فلیس لی — کھفی سوی جلیسکم من زاد
فانظر الی بحسر یا ھادی — فازالا نام بکم دائی حائر

marfat.com

تقویۃ الایمان ص ۵ سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مُرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

یا سیدی للہ شیاء اِنّٰہٗ — انتم لی المجدی دانی جاوی
دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند — واندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیاست عجب بندگی پیغمبراں — خاک اوگشتم وچندیں درجاتم دادند

امداد المشتاق صفحہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد ص ۱۱۶ حاجی امداد اللہ جو سب دیوبندیوں کے پیر ہیں وہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

تم ہو اے نورِ محمدؐ خاص محبوبِ خدا — ہند میں ہر نائب حضرت محمد مصطفےٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا — عشق کی پُرکے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نورِ محمد وقت ہے امداد کا — آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا — بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہر خطا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا — اے شہ نورِ محمدؐ وقت ہے امداد کا

حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیوبندیہ کے پیر و مرشد ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

نالہ امداد غریب مناجات ص ۸

اے رسولِ کبریا فریاد ہے — یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل — اے مرے مشکلکشا فریاد ہے
گردن و پائے مرے زنجیرِ طوق — یا نبیؐ کیجے جدا فریاد ہے
قیدِ غم سے اب چھڑا دیجے مجھے — یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے
یا نبیؐ احمد کو واپس لو بلا — اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

marfat.com

تقویۃ الایمان صـ۱۰ | جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دُور نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دُہائی دیوے۔

شاہ ولی اللہ صاحب الطیب المنعم فی مدح سید العرب والعجم صـ۴۷ | وَمُعْتَصِمُ الْمَكْرُوْبِ فِيْ كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

یعنی بنظر تے آید مرا گر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دست زدن اندوہگیں۔ اندوہگین است در ہر شدتے وجائے طلب کردن مغفرۃ است بہ نسبت ہر توبہ کنندہ و دریں بیت اشارہ است بمضمون آیۃ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

لہ اُٹھتے بیٹھتے کسی کا نام لے تو شرک زبردست ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھو اور سلام۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا درد اُٹھتے بیٹھتے پکاؤ اور یہ منع کرتے ہیں کہ مشرک ہو جاؤ گے۔ ان کو بغض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور انہوں نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کو بالکل بھلا دیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کو چاہیئے کہ پہلے خداوند تعالےٰ کو روکیں کہ تو اور تیرے فرشتے غیر کا نام کیوں رٹتے ہو۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بند کرتے ہیں اور تم اُن کا نام ہر وقت پڑھ کر ہمارے دشمنوں کی ہم پر حجت قائم کرتے ہو۔ اور وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى سے اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں۔

سلہ دُور نزدیک سے پکارنا شرک ہے اس کا جواب اُوپر گزر چکا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم بھی قعدے ہر نماز میں ایھا النبی پکارتے ہو لہٰذا آپ بھی مشرک بن گئے۔ اہل قبور کو السلام علیکم یا اہل القبور وانشاء اللہ بکم لاحقون پکارتے ہو۔ لہٰذا آپ کا شرک آپ پر لٹا اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے

marfat.com

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اُس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے چشتی قادری نقشبندی سہروردی رفاعی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

سلام کی خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہو ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا اُٹھتے بیٹھتے وظیفہ مع صلوٰۃ پڑھے اور ہر وقت آپ کی امداد کو اور انبیاء و صالحین کو اپنا پشتیبان سمجھے اور اُن سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دُہائی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دُنیا و عقبیٰ میں عذاب الٰہی سے محفوظ رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دعائے خیر کا مستحق بنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ پاک کو اپنے تصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصور باندھے تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کروا دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے روضۂ انور کا اپنے سامنے تصور باندھے۔ اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے روضۂ اطہر کے پاس بیٹھا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی خلاف سنت کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور جو مجھ پر حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی کشائش و تنگی میری زندگی اور موت عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا بلکہ

marfat.com

تذکیر الاخوان ص ۸۶ نام فلاں بخش رکھنا اور غلام فلاں رکھنا۔ آخری چہار شنبہ کو سیر کرنا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہونا۔ ربیع الثانی کو گیارھویں کرنا۔ عرس میں جانا حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا۔ عید کے روز سیویاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاہد ہیں اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت باذن الٰہی ہر مومن و کافر کی دیکھے۔ اگر اپنا عقیدہ ان تمام امور پر نہ رکھے تو وہابی ہے منکر قرآن کریم دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا کی طرف سے راندہ درگاہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی لعنت کا ساتھی رہتا ہے۔ باقی رہا تصور شیخ تو یہ بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔

(۱) **مسلم شریف** ۲/۱۲۰ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ (ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ میں آپ کو لبوں میں مسواک لئے ہوئے کا تصور رکھتا ہوں۔

(۲) **مسلم شریف** ۱/۴۴۰ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ (حریث بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ریوں تصور بندھا ہوا ہے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ طیبہ کے دونوں پلے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے اندر تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو فخریہ بیان فرماویں اور آج شر القرون کی حالت ایسی متغیر ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تصور شیخ کو شرک کہے جس تصور کا حکم اللہ رب العزت مومنین کو ارشاد فرماویں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اس آیہ کریمہ میں جل شانہٗ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور ربط پیدا کرنے اور اتقا کی تلقین

marfat.com

فتاویٰ رشیدیہ
جلد ۲ صـ ۱۴۲

سوال:- جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عرس وسوم وغیرہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقدِ نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تو جائز ہے تو اُن سے کیوں نہ جائز ہو۔ یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر و شرک کی کرتے ہیں۔

الجواب:- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا و ختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فرمائی ہے ان چار امور سے رابطہ میں تصور شیخ مضر ہے جو ادنیٰ ابصار کے واسطے کافی دلیل ہے دیگر۔ اب فرمایئے جناب کفر کی مشین ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک توعید کے دن سویاں پکانے والا بھی مسلمان نہیں رہا۔ اور تم نے آخری چار شنبہ والے دن بھی مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان سیر کو باہر چلا جائے تو اسلام سے خارج ہو جائے میرے خیال میں فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چہار شنبہ کی ہوا سے بچانے کے واسطے کوٹھڑیوں میں بند ہو جاتے ہونگے۔

نقطہ ۱ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتوےٰ موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں جیسا کہ جواہر القرآن صـ ۱۴۷ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس پچاس سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بقول ان کے کیا حال ٹھہرا۔

نقطہ ۲ **ملفوظات شاہ عبد العزیز صاحب صـ ۴۱** روزے بتقریب عرس برادر مہری عبد القادر خود بر قبر والد ماجد وغیرہما تشریف فرماشد اول پیادہ رفت باوجود بعد مسافت در وقت واپس آمدن سوارہ آمد۔ تبرکاً پیراں را کہ جد پدر ہم بودہ است دست بوسید و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے را فرمود کہ چیزے از مثنوی مولانا روم بخواند۔

marfat.com

فتوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۹

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

صفحہ ۱۶

اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبور پر عرس اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی بر قبر اولاد نعت خوانی جائز ہیں۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اکابر کے نکاح جائز تھے یا نہ وہ قابل بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان تھے۔ یہی عقیدے آگے عبدالوہاب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تم کفر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ جبکہ دور مار توپ ہوا نہیں۔ جس کا گولہ اپنے ہی مکانوں کو واپس آ رہا ہے۔ اور اندازہ لگاؤ کہ وہابی ہر یا حنفی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی معمولہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچکر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دست پاک اٹھا کر اہل قبور کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چپکے چپکے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آجکل موجودہ عرس معمولہ راتوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں جا کر اہل قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر عورتوں کو مزارات پر جانے سے روکا جاتا ہے تو مستورات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس سنت کو ادا کرتی ہوئیں مردوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف ۱/۳۱۲ حَتّٰی جَاءَ الْبَقِیْعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دست پاک تین دفعہ اٹھائے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ تک جنت البقیع میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے ہر

marfat.com

کے موقع پر قبر میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں حاضری دیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استمداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والو تم جب بچے کا جنازہ پڑھتے ہو تو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا کہ یا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھنے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنا دے۔ اور اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔

بخاری شریف ۱/۱۷۵ اِنِّی فَرَطُکُمْ کہ میں تمہارے پہلے تمہیں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہونگا پر ایمان لاویں اور آپ کو اپنا استمدادی سمجھیں تو تم سے رشتہ داری توڑنے کا فتوے دے دو تو یہ امر تمہارے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا کہنے اور واجعلہ لنا شافعا ومشفعا پڑھنے سے بہیں آپ کا اِنِّی فَرَطُکُمْ فرمانا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

البدایہ والنہایہ ۴/۴۵ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَزُوْرُھُمْ کُلَّ حَوْلٍ فَاِذَا بَلَغَ کُرَۃَ الشِّعْبِ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ثُمَّ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَفْعَلُ ذٰلِکَ کُلَّ حَوْلٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ وَکَانَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَاْتِیْھِمْ فَتَقِفُ عِنْدَ ھٰذِہِ الْحُدُوْدِ عَوَّلَتْ لَھُمْ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کی قبور پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ان کی قبر پہ تشریف لائیں تو ان کے پاس رہیں اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گیا اور صحابہ ثلاثہ کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا

marfat.com

بہشتی زیور ص۳ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا و رسول اگر چاہے گا۔ تو شرک ہے۔

اب تم سالانہ عرس کو بدعت کہو تو خدا تمہیں ہدایت دے۔

لہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت میں پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ دُرکار دیں گے اور امداد نہ فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ دُنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قبر میں اور حشر میں میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہذا اب میں تیرا ضامن نہیں ہوں۔ آپ کا ناواقف ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدتمندوں کی ہر جمعہ مزار پر حاضری فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھے تو نجدی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا ہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اوّل ۷ میں مذکور ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے بخاری شریف جلد اوّل صلہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا کوئی بھی ہو وہ بے ایمان رہیگا یہاں تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پانچ بنیادوں پر بنا رکھی گئی۔ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پہلے گواہی اس کی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ بنا اسلام کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن سے پہلی بنا لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا الہ اللہ پڑھتا رہے تو وہ کبھی نامی نہیں

marfat.com

ہو سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ زبان سے اور تصدیق بالقلب سے نہ کہے جس کے اسم شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بال بال سے کفر کو نکال دیتا ہے اور از سر تا پا ایمان سے شرف ہو جاتا ہے۔ اور مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک کا درجہ بہت دور ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو آپ کے نفع سے دور رہا۔ بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۱۱

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَتَی السَّاعَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو عرض کیا کہ قیامت یا رسول اللہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِیْرٍ تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے اس نے عرض کی میں نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں صَلٰوةٍ وَّلَا صَوْمٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَّلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

نہ نماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں محبت رکھتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ نے فرمایا تو اس شخص کے ساتھ ہوگا قیامت میں جس سے تو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ صوم وصلوٰۃ بغیر محبت اللہ اور اس کے رسول کے کوئی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ ہمارے اعمال صالح پر صالح ہونے کا اتنا اعتماد نہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اور شفاعت پر جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری سفارش میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتنی بڑی سفارش کہ کبیرہ گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بچنے جائیں لیکن آپ دیوبندیہ وہابیہ کو آپ سے کوئی نفع نہ پہنچا یہ تمہارے معاندانہ اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے ابوداؤد کے مذکورہ بالا صفحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ قَالَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ

marfat.com

مبشرات

مولوی حسین علی وان بھچراں

۱۲ رَاَیْتُ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّھُمْ مِنْ آدَمَ اِلٰی نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یُنَادُوْنَ بِاَعْلٰی نِدَاءٍ اَنَّ مَنْ دَعَا غَیْرَ اللّٰہِ تَعَالٰی مُعْتَقِدًا اَنَّہٗ یَسْمَعُ وَلَا یَسْمَعُ فَھُوَ کَافِرٌ۔

ص ۸

بِشَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ

آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ساتھ ایک قوم دوزخ سے نکلے گی۔

وَیُسَمَّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ تو جنت میں وہ داخل ہوں گے اور جہنمیوں کے نام سے لوگ ان کو پکاریں گے۔

۱۹ حاشیہ میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حدیث کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ چاہے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم چاہیں تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۵۳ صحابہ کرام کو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ تم مشرک ہو کیونکہ تم کہتے ہو ما شاء اللہ وشاء محمد تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ یعنی تم کہہ لیا کرو جو اللہ چاہے پھر محمد چاہے۔ یہ کہنا جائز ثابت ہوا۔

۱۲ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے علم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور خود خواب میں تمام انبیاء کو دیکھنے کا دعوے کرتے ہیں۔ کیا (معاذ اللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مولوی حسین علی صاحب جتنا بھی علم نہیں ہے جو لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت مذکورہ بالا) میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جتنے تھے آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ جس شخص نے پکارا اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔

اب مولوی حسین علی صاحب سے بندہ یہ سوال کرے تم جو یہ لکھ رہے ہو کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔ کیا آپ کو پہلے تمام انبیاء کا علم تھا جو خواب میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرئیل نازل ہوئے

marfat.com

جواہر القرآن صـ ۱۸۴

اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں متصرف ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دینے والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو جتا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ماضل صاحبکم وما غوے کی دلیل سے عرش معلےٰ تک نسیان نہ ہوا اور راستہ نہ بھولیں۔ بلکہ غیر جبرئیل کے بتائے کے آپ لامکان تک عروج فرمائیں اور رب کریم سے ہمکلام ہوں اور ایک بات بھی نہ بھولیں عالم علوی کا اتنا مرتبہ اور اس میں آپ کو ذھول نہ ہو اور تم کہو کہ محمد و مسجد اقصیٰ میں محمد و انبیاء کا علم نہیں اور خود اپنی اتنی بزرگی ثابت کرو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدارا سوچو کہ انبیاء کے علم کی تنقیص اور اپنے علم کا اتنا بڑا دعوے کیا تمہاری حنفیت آپ کو یہی سکھاتی ہے — مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ کے فرمان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو تو آپ ان کے مصدق کیسے ہو سکتے ہیں جب آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ثابت ہوئے تو جو عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ آپ کی تصدیق کا بھی منکر ہے۔ فتدبر۔

لہ پارہ ۱۰ سورۃ توبہ :- وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ :- اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان

marfat.com

جواہر القرآن صـ ۱۴۹ | آج کل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑتے ہیں۔

سلام نہ رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے۔ ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے نذر باصطلاح الٰہی خرچ کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس نذرانے کے خرچ کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرمادیں گے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہم محتاج ہیں جو خرچ کرنے سے آپ دعا فرماتے ہیں جس کے باعث اللہ تعالیٰ بھی قریب کر لیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرما لیتے ہیں اور تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مافوق الاسباب باذن الٰہی ہمارے ہر کام میں متصرف فی الامور ہیں دعا سے یا اپنی کرم نوازی سے۔

۲۔ توبہ ۱۰۳ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ:- آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ اُن لوگوں کو (گناہ کے آثار سے) پاک وصاف کر دیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور اُن کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانے لینے کی طرف بغیر

marfat.com

صلاۃ پڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ابو لبابہؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جس سے انبیاء و اولیا کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہو گیا۔ (۲) پھر اللہ تعالےٰ نے نذرانہ لینے کے بعد اُن کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد ہوا۔ اور وَتُطَهِّرُهُمْ کے ارشاد سے متصرف فی الامور مافوق الاسباب بنا دیا۔

اور اُن کے تزکیہ النفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامور ہونے پر دال ہے۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کر کے اور اُن کو گناہوں سے پاک کر کے اُن کے حق میں دعا فرمایئے۔ کیونکہ آپ کی دعا سے اسی تزکیہ پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے۔ یہی معمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا۔ اور اب تک یہی معمول اولیائے عظام کا ہے کہ جب کوئی ہدیہ اُن کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظر ولایت سے اُن کا تزکیۂ نفس فرماتے ہیں۔ بعد ازاں اُس کی ثابت قدمی پر اللہ سے اُن کے لئے دعا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ مریدین صحیح العقیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ باقی رہا نذر کا کھانا اور جن مالوں کا یا جن طعاموں کا نذر قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی اُنہی کو اُسی طریقے سے نذر مان لے تو نذر کا ادا کرنا بھی وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ سُنیئے :- إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ :- بیشک خدا نے حرام کیا ہے تم پر مُردار کو اور خون جو جاری ہو اور گوشت سؤر کا اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اُس کے ذبح کرنے کے وقت یعنے بتوں کے نام جو ذبح کریں پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو اُن حرام چیزوں میں سے کسی کا کہ لذت کے لئے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو دیوبندیہ اور وہابیہ نے متقدمین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآن کریم کے کئے ہیں اُن کو ٹھکرا کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کر دیئے ہیں جیسا کہ مَا أُهِلَّ بِهِ

marfat.com

لِغَیْرِ اللّٰہِ کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب نے چاروں ہی جگہ پر ان آیات کے ماتحت یہی مذکور بالا کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام خاں صاحب جواہر القرآن نے صفحہ ۵۴ پر امام المترجمین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے واسطے امام المترجمین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً اسی مقام پر۔ چنانچہ ایسے ہی علامہ نووی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے:۔

مسلم شریف ۱/۲۷۶ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ والی حدیث کے ماتحت نووی نے فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اے رُفِعَ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِہٖ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ یعنی اللہ کا فرمان وَمَا اُھِلَّ بِہٖ کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے بلند کیا۔

تمام محدثین اور مفسرین نے ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔

تفسیر کبیر ۲/۱۳۰ فَمَعْنٰی قَوْلُہٗ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَھُوَ قَوْلُ مُجَاھِدٍ وَالضَّحَّاکِ وَقَتَادَۃَ۔ مَا اُھِلَّ کے معنی جو بتوں کے واسطے ذبح کیا جائے مجاہد اور ضحاک و قتادہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ ۹/۲۴۵ خذ والتفسیر عن اربعۃ سعید بن جبیر ومجاھد وعکرمۃ وضحاک فھو ذا الکبیر پر شاہ صاحب نے ضحاک کے ترجمہ کو معتبر کہا ہے۔ تقرب الی غیر اللہ کے واسطے ہمارا کوئی حنفی ذبح نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہو وہی ایصالِ ثواب کی نیت سے ذبح کرتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو التفسیرات الاحمدیہ ص۲۹ مصنفہ ملا جیون جن کی کتاب علم اصول فقہ میں نور الانوار تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وہ یوں رقمطراز ہیں:۔ وَمِنْ ھٰھُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمُنْذُرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ لِمَا ھُوَ الْمُرَسَّمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ عَلَیْھَا

marfat.com

وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوا يَذْكُرُوْنَهَا لَهٗ۔

ترجمہ:- اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے جو نذر کی گئی اولیاء کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال طیب ہے۔ کیونکہ اُس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اُسی کے لئے نذر مانتے ہیں۔ یہ ہے فتوے ملا جیونؒ کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان فرمایا ہے اب شاہ رفیع الدین صاحب کا فتوے اسی کے متعلق جس کو دیوبندیہ خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں۔

فتاویٰ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب صـ ۸ ونیز بعضے مردم جانوران جانداز مثل گاؤ و گوسفند و مرغ وغیرہ برمقابر بزرگان بطریق نیاز مے آرند و خدمائہ میدہند و قید ذبح مطلق نمیکنند بمثل نقود و شیرینی نیاز کردہ میروند خدا آں راہ مختار است اگر خواہند ذبح کنند و اگر خواہند فروختہ دہند ایں قسم ہم قباحت ندارد۔ و در اینجا فائدہ چند نوشتہ میشود حق تعالےٰ نافع گرداند یکے آنکہ نذر و نیاز میکنند برائے موتےٰ سہ قسم است یکے برائے عوام مومنین و آں محمود است زیرا کہ اعانت است آں مومنین را برائے حصول ثواب و دافع عذاب و داخل است در امر رَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ و تصدق برائے موتےٰ در حدیث جاہائے بسیار وارد شدہ است و از ان جملہ ساختن سعد بن عبادہ چاہ را و وقف کردن آں برائے ثواب مادر خود و گفتن آں ھٰذِہِ لِاُمِّ سَعْدٍ و دیگر در خبر است از تابعین کرام كَانَ السَّلَفُ يَجْتَنُوْنَ اِلَّا طَعَامَ عَنِ الْمَيِّتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا و شواہد ایں بسیار است۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے نذر کا ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم احناف ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ جن سے ہم منذوریں سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نذر ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہا نے حرام لکھا ہے وہ بھی منذورین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں منذورین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب اُن کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیر پیران کا جس کو تقرب ہوتا ہے اور اعتقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

marfat.com

باقی رہا وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تو اس آیت کا ترجمہ اور مطلب ہم تیرہ سو سال کے آئمہ مجتہدین اہل سنت وجماعت سے پیش کریں۔

بقرہ ۲/۳ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ آنچہ آواز بلند کردہ شود وقت ذبح وے بغیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب)

مائدہ ۶/۴ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود (شاہ ولی اللہ صاحب)

انعام ۱۹/۸ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ پس ہر آئینہ آں حرام است یا آنکہ فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شد وقت ذبح او (شاہ ولی اللہ)

۱۴/۵ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وآنچہ ذکر کردہ بنام غیر خدا بذبح وے (شاہ ولی اللہ)

(موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب ص۲۶) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جانور حرام ہے تم پر جو اوازا ٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے اللہ کے

(موضح القرآن ص۹۹) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام ہے جو جانور کہ آواز کی گئی ہے وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے کہ اوپر بتوں کے ذبح کرتے ہیں۔

(موضح القرآن ص۱۲۶) اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یا ذبح کیا گیا ہو از روئے فسق کے کہ آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی واسطے بتوں کے واسطے ذبح کیا گیا ہو۔

موضح القرآن ص۲۹۲ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کریں۔

(۹) جلالین ص۱۹ مطبع دہلی، وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰى وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاَصْنَامِهِمْ۔

(۱۰) جلالین ص۸۰ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ)

(۱۱) جلالین ص۹۸ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ۔

marfat.com

(۱۲) (بیضاوی ص۱۲۳ مطبع دہلی) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ راے رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ)

(۱۳) (بیضاوی جلد ۲ ص۸۷) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ راے رُفِعَ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهٖ)

(۱۴) (بیضاوی جلد ۲ ص۱۴۵) اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَاِنَّمَا سُمِّيَ مَا ذُبِحَ عَلٰى اسْمِ الصَّنَمِ نُسُكًا)

(۱۵) (خازن جلد اول ص۱۱۹) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (یعنی وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ)

(۱۶) (خازن جلد ۲ ص۱۶۰) اَوْ نُسُكًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (یعنی مَا ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ)

(۱۷) (خازن جلد ۲ ص۶) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (یعنی مَا ذُبِحَ عَلٰى ذَبْحِهٖ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ)

(۱۸) (معالم التنزیل اول ص۱۱۹) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ راے مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ)

(۱۹) (معالم التنزیل جزو ثانی ص۶) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (اے مَا ذُكِرَ عَلٰى ذَبْحِهٖ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ۔

(۲۰) (معالم التنزیل جزو ثانی ص۱۶۰) اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ

(۲۱) (ابن کثیر جزو اول ص۲۶۵) وَكَذٰلِكَ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِهٖ تَعَالٰى مِنَ الْاَنْصَابِ وَالْاَنْدَادِ وَالْاَمْرِ لِلْاَمْرِ)

(۲۲) (ابن کثیر جلد ۲ ص۸، وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ راے مَا ذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ فَهُوَ حَرَامٌ)

(۲۳) (ابن کثیر جلد ۲ ص۵۸۹) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ راے ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ)

(۲۴) (ابن جریر جلد ۲ ص۴۸) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يَعْنِي بِهٖ وَمَا ذُبِحَ لِلْاَنْصَابِ وَلِلْاَوْثَانِ فَيُتْلٰى عَلَيْهِ لِغَيْرِ اسْمِهٖ)

(۲۵) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

marfat.com

قتادۃ فی قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ قال ما ذبح لغیر اللہ مما لم یسم علیہ۔

(۲۶) حدثنی المثنی قال حدثنا ابو حذیفۃ قال حدثنا شبل عن ابن ابی نجیح عن مجاھد وما اھل بہ لغیر اللہ ما ذبح لغیر اللہ،

(۲۷) حدثنا القاسم قال حدثنا الحسین قال حدثنی قال ابن جریج قال ابن عباس فی قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ قال ما اھل بہ للطواغیت۔

(۲۸) حدثنی المثنی قال حدثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی ما اھل للطواغیت کلھا یعنی ما ذبح لغیر اللہ۔

(۲۹) (ابن جریر جلد ۲ ص ۱۱۵) وما ذبح للہ نصاب فتمی علیہ غیر اللہ

(۳۰) (تفسیر نیشاپوری جلد ۲ ص ۱۳۰) وما اھل بہ لغیر اللہ معناہ رفع بہ الصوت للصنم۔

(۳۱) (تفسیر نسفی جلد اول ص ۶۹) وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح للاصنام،

(۳۲) (تفسیر نسفی جلد اول ص ۲۰۹) وما اھل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت بہ لغیر اللہ وھو قولھم باسم اللات والعزیٰ عند ذبحہ،

(۳۳) (تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۲۹) اھل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت علی ذبحہ باسم غیر اللہ وسمی بالفسق،

تمام اہل سنت وجماعت کی متفقہ تفاسیر نے لکھ دیا کہ وما اھل لغیر اللہ کے معنی یہی ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے۔ لیکن تمہیں یقین نہ آیا کیونکہ اہلسنت والجماعت میں آپ دیوبندی وہابی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا نہ مخالف اگر اھل بہ لغیر اللہ کو مطلق بنا لو گے تو آیتہ کے پہلے جملوں کو بھی مطلق مراد لینا

marfat.com

پڑے گا۔ کیونکہ معطوف معطوف الیہ کا تمام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق مراد لیں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ محرمات سے پہلی چیز میتہ ہے یعنی مردہ اس سے مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد بن حنبل دار قطنی (۲۳۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے عن عبد اللہ بن عمر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قال عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ ہمارے واسطے دو سرے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی۔ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ کو مطلقاً حرام کرنے والو ٹڈی اور مچھلی دونو مردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے واسطے دونو مُردے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی۔

اس آیتہ میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق ٹڈی اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونو کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہیئے تھا کہ آپ دونو پر حرمت کا فتوے دیتے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمرؓ سے ابن کثیر جلد اوّل ۲۰۵، اُحِلَّ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ السَّمَکُ وَالْجَرَادُ وَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مُردے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ میتان مچھلی اور ٹڈی اور دمان یعنی دو خون جگر اور طحال لہٰذا اس حدیث سے وَالدَّمُ کا اطلاق بھی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خون حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریح کے مطابق جگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیئے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالےٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ مقید ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چمڑہ، آنتیں بال جگر تلی فوتے وغیرہ آپ کو کھا لینے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کو اگر آپ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یَتَوَضَّؤُنَ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ

marfat.com

اَنْفَاجَاوَصِیَّۃً لِاَزْوَاجِھِمْ مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ اُن کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکاری جاویگی جب اس عورت پر غیر اللہ کا نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت سے تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی وہابی کو نکاح نہ کرنا چاہیئے بلکہ حرام رہنی چاہیئے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہو گئی۔ حالانکہ آپ اس سے نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام مطلق قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے کیونکہ سیاق و سباق کلام جاندار اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا ما قبل میتۃ اور دم اور لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا حرام ہی ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح ربا سم اللہ تعالےٰ ہی تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح موثر ہے تو بھلا بکرے کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اُس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھا لی۔ دُم کھا لی۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے۔ تو ان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدہ کے مطابق قصاب سے گوشت مول لے کر کھانا بھی حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پیسہ

marfat.com

ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں ٹھیک داخل ہو گیا کیا پھر قصاب سے حرام لے کر کھاتے ہو۔ خدارا سوچو قرآن کریم کو ایسے بگاڑ دینے سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کہہ کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بہ اگر مسنون سمجھ کر کھایا جاوے تو جائز ہو جاوے گا عقل سے بات کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ذبح کے وقت فرمایا دیکھو مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۶

اَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھے کو پکڑا تو اس کو لٹایا پھر ذبح کیا۔ اس کو اس وقت فرمایا میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ شرک کیا اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھایا۔ کچھ سوچو پھر بولو۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سمجھا ہے وہ صحیح ہے جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔

"وہابی" ہم تو اولیاء و انبیاء کی نذریں دینا خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے واسطے حرام ہے۔

"محمد عمر" نذر کے معنی اصطلاحی

مجمع البحار جلد ۳ ص ۳۴۶

اَلنَّذْرُ اِذَا اَوْجَبْتَ عَلٰی نَفْسِکَ شَیْئًا تَبَرُّعًا مِنْ عِبَادَۃٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ غَیْرِ ذٰلِکَ وَتَکَرَّرَ فَنُھِیَ عَنْہُ تَاْکِیْدًا لِلْاَمْرِ وَتَحْذِیْرًا عَنِ التَّھَاوُنِ بِہٖ بَعْدَ اِیْجَابِہٖ۔

قاموس جزو ثانی ۱۴۰ — نَذَرَ اَوْجَبَہٗ

المنجد ۸۶۸ — نَذَرَ — نَذْرًا وَنُذُوْرًا — اَوْجَبَ عَلٰی نَفْسِہٖ مَا لَیْسَ بِوَاجِبٍ

marfat.com

مفردات راغب ۵۰۶ - اَلنَّذْرُ اَنْ تُوْجِبَ عَلٰی نَفْسِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ لِحُدُوْثِ اَمْرٍ۔

نذر سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں۔ کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت ہو یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہوا کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا اور اربعہ میں یہ تخصیص نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت ہی ہوتی تو اللہ تعالےٰ نَذَرُوْهُمْ نہ فرماتے بلکہ نَذَرُ۔ اللہ فرماتے تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اگر محض عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے سُنیئے۔

مسلم شریف جلد ۲ صـ ۴۴

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِیْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيْلِ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نذر نہ مانو۔ اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکتی۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالےٰ بخیل سے مال کو نکلواتا ہے۔

نسائی شریف جلد ۲ صـ ۱۴۵

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اور یہ فتوےٰ دینا کہ خدا کے واسطے جائز ہے اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی نذر مان لے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر کو

marfat.com

پورا کرنا قرآن وحدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر مان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذر مانی ہوئی کو پورا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ اور اس کو ادا کرتے وقت ناذر یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ ہی کا حکم ہے۔ انبیاء واولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہوسکتے۔ لیکن اگر ناذر بلا معاوضہ خدا واسطے اُن کی طرف سے اپنی نذر فقراء پر خرچ کردے تو اس کا ثواب منذور لہٗ کو یعنی اولیاء وانبیاء کو خداوند کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعدؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ میتہ کی طرف سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت فرمائی۔ جب حضرت سعدؓ نے عرض کی فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنی ماں میتہ کی طرف سے صدقہ کردوں تو اس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مسلم شریف جلد ۲ صـ ۴۱ تو یہ کہنا کہ منذور لہٗ چونکہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہوسکتی یہ عقدہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حل فرمادیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل اولہ اربعہ سے ہے۔ باقی رہا بحرالرائق کا منع کرنا تو اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ خیرالدین رملیؒ نے ظاہر فرمادیا ہے۔ فتاویٰ خیریہ جلد اول صـ ۸۰ میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاورین مالدار ناذر سے زبردستی نذر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بُلا کر سزا دلوائی گئی۔ کہ اس ناذر نے ہمارے شیخ کی فلاں نذر مانی تھی۔ اب اس کا کام پورا ہوچکا ہے اب یہ ہمیں نذر ادا کرتا نہیں۔ یا قاضی کے پاس منذور نذر لے جاتے کچھ حصہ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فتطهذ امنه منقول اب یہ نذر خدا واسطے نذر نہ رہی بلکہ لاٹھی کے زور سے چارج کی گئی۔ ناذر کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غربا مساکین کا حق بھی ضائع ہوگیا۔ اور نااہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے ناذرین کی اس مصیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدینؒ نے بحرالرائق میں منع فرمایا ہے۔ جو اُن کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ سختی نہ ہوتی تو نذر کو پوری کرنا اور مجاوروں کو دینا منع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہو یا غیراللہ ہو ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ یا اللہ

marfat.com

پہلا بچہ میں تیرے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام جو اس وقت کے امام الانبیاء تھے مریم علیہا السلام کا ان کو کفیل بنایا اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا یہ ابتدا سے چلا آرہا ہے۔ یہ نئی بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالےٰ نے اسے روکا نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اجازت فرمائی جس کا ثبوت عنقریب آرہا ہے۔ چنانچہ ایسی نذر آئمہ کرام سے بھی ثابت ہے۔ جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف جو متعصبین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تاریخ بغداد جلد اول صـ ۱۲۳

وَعِنْدَ الْمُصَلّٰى الْمَوْسُوْمِ بِصَلٰوةِ الْعِيْدِ مَكَانٌ قَبْرُهٗ يُعْرَفُ بِقَبْرِ النَّذُوْرِ وَيُقَالُ اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذور سے پہچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنَّ الْمَدْفُوْنَ فِيْهِ رَجُلٌ مِّنْ وُلْدِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَتَبَرَّكُ النَّاسُ بِزِيَارَتِهٖ اس میں حضرت علیؓ کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرکے تبرک حاصل کرتے ہیں وَيَقْصِدُهُ ذَوُو الْحَاجَةِ مِنْهُمْ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے در پے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔

وَاِنَّمَا شُهِرَ بِقَبْرِ النَّذُوْرِ لِاَنَّهٗ مَا يُعْقَدُ لَهٗ نَذْرٌ اِلَّا صَحَّ وَبَلَغَ النَّاذِرُ مَا يُرِيْدُ وَلَزِمَهُ الْقِيَامُ بِالْمَنْذُوْرِ وَاِنَّا اَحَدٌ مِّمَّنْ نَذَرَ لَهٗ مُرَادًا اِلَّا اَخْطَاهَا كَثِيْرًا نَذَرْتُ عَلٰى اُمُوْرٍ مُتَعَذِّرَةٍ فَبَلَغْتُهَا وَلَزِمَنِيَ النَّذْرُ فَوُفِّيْتُ بِهٖ

اور سوا اس کے نہیں قبر نذور سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانی گئی ہو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

marfat.com

ثابت ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے اور مقصد پورا ہونے پر ادا بھی کرتے جو لغیر اللہ نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعض مصالح کی بنا پر ایک دو علماء نے جبر و تشدد کو دیکھتے ہوئے بند فرمایا۔ جس سے نذر کا پورا کرنا حرام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہی علماء نے نذر ماننے کے غلط طریقے کو برا سمجھا۔ کہ اگر نذر میت مثلاً دولہ کو بالذات متصرف فی الامور سمجھے تو کفر ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر اللہ کے اذن سے میت کو متصرف فی الامور سمجھے تو نذر جائز ہے اور آج کل ایسے مفتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو باذن اللہ متصرف فی الامور سمجھے تو اس کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ خبر نہیں انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم بھی تصرف کو اللہ کے بندوں کے لئے ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ تصرف کا عام اختیار فرماتے ہیں اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا یعنی اگر تو چاہے تو تمام کو عذاب کر دے اور اگر چاہے تو ان کو معاف کر دے کیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ رب العزت نے ذوالقرنین کو متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ہونے کا اختیار نہیں دیدیا۔ اور بعد از وصال کا اختیار تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ سَوَآءٌ مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ یعنی اللہ کے بندوں کی حیات اور ممات یکساں ہے۔ جتنا اختیار اور تصرف کی طاقت کسی اللہ کے بندے کو حیاتی میں ہوتی ہے بعد از وصال بھی بدستور رہتی ہے بلکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى سے نوازا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں وقت گزارنا اس سے روز بروز اب تک آپ کی ترقی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین میں متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ہونے کی طاقت فرمائی اس سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک آپ کی قوت متصرفہ میں ہر روز افزوں تری ہے۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے سوائے چند دیابنہ اور دیوبندیہ کے جب زمانہ جبر و اکراہ کا گزر گیا تو فقہاء نے نذر کی اجازت سابقہ اصول کے مطابق عالمگیرؒ کے زمانے میں فرما دی کسی چیز کو کسی تھوڑے وقت کے لئے کسی چیز سے منع کر دینا حرمت

marfat.com

پر حلال نہیں کرتا۔ جیسا کہ گوشت کو کسی مریض کے لئے منع کر دیا جائے تندرستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہو گا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالےٰ حرام فرماتے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نذر کو علی الاعلان منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیونؒ نے جو عالمگیرؒ کے اُستاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی صـ۲۹۔ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الشَّائِعُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ (یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال پاک ہے کیا ملا جیونؒ جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقیہہ ہونے کی سند لیتے ہو انہوں نے فتویٰ کفر لگاؤ گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی منذورہ اشیاء کو حلال پاک ہونے کا فتوےٰ دیا۔ کیا اُن کے زمانہ میں فقہا نہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو اُن پر فتوےٰ کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے اُن کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور مسلمانوں پر کفر کا فتوےٰ دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دہر ۲۹/۱) عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا۔ ترجمہ:۔ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو جیسا چلانا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اُس دن سے جس کی بُرائی پھیلنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ میں عموم ہے۔ شارح کے عموم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللّٰهِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اُن کے فعل يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

marfat.com

سے اُن کو سزا ہوا اور اجر عظیم بخشا۔ اور جو لوگ نذروں کو خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں نہ وہ عباداللہ میں شامل ہوئے۔ اور نہ اُن کو آخرت میں حوضوں کا پانی نصیب ہوگا۔ کیونکہ نہ انہوں نے نذر کو پورا کیا اور نہ وہ قیامت سے ڈرے۔

(ج ۱۷/۱۲) ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ ترجمہ:۔ پھر چاہیئے کہ اپنی میل کو دور کریں اور چاہیئے کہ اپنی نذروں کو پوری کریں اور چاہیئے کہ وہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

آیاتِ مذکورہ بالا سے نذور کا پورا کرنا ثابت ہو چکا ہے اور نُذُوْرَهُمْ سے اُن کی نذریں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں یعنی نذور کو اللہ تعالےٰ نے مخلوق کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر محض اللہ ہی کے واسطے نذریں ہوتیں تو اللہ تعالےٰ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ کی بجائے وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَ اللّٰهِ فرماتا۔ نُذُوْرَ اللّٰهِ تو جائز ہی تھا نُذُوْرَ عِبَادٍ کا تو دو اللہ تعالےٰ نے نُذُوْرَهُمْ کی اضافت سے نکال دیا جس کے آپ مخالف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارشادِ خداوندی کو معاندانہ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی واسطے قرآنِ کریم کے خلاف نذور کی حرمت کا فتوےٰ دے دیا۔

"وہابی" اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ ماں سے زنا کرے گا۔ اگر میرا فلاں کام درست ہو جائے تو کیا یہ بھی نذر پوری کرنے کا حکم دو گے؟

"محمد عمر" ماں کے زنا کا تحفہ کبھی آپ نے کسی چندہ میں بھی جمع کرایا ہو تو بزرگ کی نذر کا بھی سوال ہو سکتا ہے۔ ورنہ مطابق حدیث پاک "جو آپ اپنی ذات کے واسطے پسند کریں دوسرے کے واسطے بھی وہی پسند ہونی چاہیئے"۔ لہٰذا نذر بھی آپ اُسی چیز کی ادا کر سکتے ہیں جو بہ حیثیت مسلمان ہونے کے آپ کے واسطے حلال ہو۔ ماں کی حرمت جب بغیر نذر کے قرآن کریم میں مذکور ہے تو اُس کی نذر بھی حرام ہوگی جب کسی بزرگ کی رُوح کو حلال شے کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو اس کو للہ نذر کا ثواب بھی بخشا جا سکتا ہے اور خدا پہنچاتا ہے۔ اور نادر غربا و مساکین کو نذور تقسیم کرنے

marfat.com

سے پیشتر کسی سے کچھ کلام پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نذر فلاں بزرگ کے لئے مانی گئی تھی۔ اس کا ثواب اُسی کی رُوح کو بخشا جائے۔ اور اگر کلام خود پڑھتا ہے تو بعد از کلام مجید پڑھنے کے کہتا ہے کہ یا اللہ اس کلام اور طعام کا ثواب تیری رضا اور تقرب کے واسطے اور تیرے حکم یُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ سے خائف ہو کر میں نے فلاں نبی علیہ السلام یا ولی کی رُوح کو بخشا۔ اور یا اللہ یہ ثواب تُو اس کی رُوح کو پہنچا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نادر کی نیت بوقت نذر ماننے کے بھی اللہ کی رضا مقصود ہے۔ چنانچہ اُس بزرگ منذور لہٗ کی دعا سے جب نادر کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ تو خدا اُس پر راضی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ گنہگار پر اللہ کے بندے کی نگاہِ کرم خدا کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود ہے۔ جس میں آپ ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اور لغیر اللہ کا فتویٰ لگا کر حرام ثابت کرتے ہیں۔

نسائی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ عمران بن حصین قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا کَانَ مِنْ نَذْرٍ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ فَذٰلِکَ لِلّٰہِ وَفِیْہِ الْوَفَاءُ وَمَا کَانَ مِنْ نَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ فَذٰلِکَ لِلشَّیْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِیْہِ وَیُکَفِّرُہٗ مَا یُکَفِّرُ الْیَمِیْنَ۔ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ پس جو نذر اللہ کی طاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے۔ اور اس میں پورا کرنا ہے۔ اور جو نذر اللہ کی نافرمانی میں ہو یہ شیطان کے واسطے ہے۔ اس میں پورا کرنا نہیں ہے۔ اور (نادر) کفارہ ادا کرے گا جو قسم کفارہ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۴۱)

قرآن کریم کے بعد دوسرا درجہ حدیث شریف کا ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کو دو قسموں میں منحصر فرمایا۔ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَفِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ پہلی قسم کو للہ ہونے کا فتویٰ دیا اور اس نذر کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری قسم کو شیطان فرمایا اور اس نذر کی بجائے کفارہ قسم کا ارشاد فرمایا۔ احناف کا ابنیاء عظام و اولیاء کرام کے ارواح کو نذروں کا ثواب پہنچا کر نذر پوری کرنا محض للہ ہے۔ کیونکہ کسی کے حق کو نہ پورا کرنے کی سزا اللہ ہی نے قیامت کو دینی ہے

marfat.com

اور یہ نذر بھی انبیاء علیہ السلام کو انبیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں اور اولیاء کرام کو اولیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہے۔ اسی واسطے جیسا کہ اللہ واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں للہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ کی شریعت میں یہ نذر مطابق حدیث شریف للشیطان ہے یا للرحمان ہے اگر للرحمان ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتوے غلط ثابت ہوا۔ اگر للشیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اولیاء الرحمٰن اور انبیاء الرحمٰن کو اس نے اولیاء الشیطان اور انبیاء الشیطان کہہ دیا۔ اور یہ کفر ہے۔ اور کافر کا فتوے شرعاً مستند نہیں۔ لہذا نذور کو حرام کہنے والے کا فتوے ازروئے حدیث شریف مستند نہ ہوا۔

ترمذی شریف جلد اول صـ۱۸۶

عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ اِسْتَفْتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا۔

مشکوٰۃ شریف صـ۲۹۷

فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ

نذر کے متعلق جو اس کی ماں پر لازم تھی اس کے پورا کرنے کے پہلے فوت ہو چکی تھی

ابوداؤد جلد ۲ صـ۱۱۱

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْضِہٖ عَنْھَا

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کر دے۔

جب اہل قبور کی مانی ہوئی نذر اس کی طرف سے تقسیم کی جائے تو اس کے ذمہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا فتدبر ولا تکن من المنکرین اب اس حدیث شریف کے رو سے آپ کو تین مسئلوں سے ایک پر ایمان ضرور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پر ایمان لے آؤ پھر تو پکے ایماندار بن جاؤ۔

marfat.com

(۱) مطلقاً نذر شرعی کو میت کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۲) آپ مختار کل ہیں جو علی العموم اجازت فرما رہے ہیں۔

(۳) آپ کو علم غیب ہے کہ یہ میت کی نذر صحیح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میت نے صحیح نذر ہی مانی جس کا آپ کو علم یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تفریق اجازت فرمادی تینوں صورتوں میں تم اپنے فرقے کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں مسائل آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور تمہارا تینوں مسئلوں سے انکار کرنا حدیث صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اب علامہ اللہ کا مقسم نذر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرماتے ہیں۔

ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۱۳ مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸

اَنَّ امْرَاَۃً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰی رَاْسِکَ بِالدُّفِّ قَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِکِ قَالَتْ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَکَانِ کَذَا وَکَذَا مَکَانٍ یُذْبَحُ فِیْہِ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّۃِ قَالَ لِصَنَمٍ قَالَتْ لَا قَالَ لِوَثَنٍ قَالَتْ لَا قَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِکِ

تحقیق ایک عورت (سودا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤنگی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پوری کر۔ عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے عرض کیا نہیں۔ فرمایا وثن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر کو پوری کر۔

فرق صنم و وثن

المصباح المنیر جلد اول ص ۵۲۶

وَیُرْوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَیُقَالُ اَلصَّنَمُ اَلْمُتَّخَذُ مِنَ الْجَوَاھِرِ اَلْاُنْثٰی اَلَّتِیْ تُذَکَّرُ وَالْوَثَنُ ھُوَ الْمُتَّخَذُ مِنْ حَجَرٍ اَوْ خَشَبٍ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر

marfat.com

معدنیہ سے ڈھال کر بنایا جاتا ہے۔ اور وثن اس کو کہتے ہیں جو پتھر اور لکڑی سے بنایا گیا ہو۔

ف۔ حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے نذرِ دف کی اجازت فرمائی۔ جو تین فوائد سے خالی نہیں۔

(۱) دف بجانے کا ثبوت ثابت ہوا جس کے بجانے سے آپ کو شرک کو روکنا پڑتا ہے۔ اگر دف بجانا شرعاً ناجائز ہوتا تو آپ بجانے کی اجازت نہ فرماتے،

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے کا ثبوت۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی سودہ کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کیونکہ خدا واسطے تو دف بجانے کی نذر مانی ہی نہ گئی تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے عورت نے نذر مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو اُس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی دف بجا کر نذر کو پورا کیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واسطے نذریں مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی رضا کے واسطے اپنی منذورہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا اُن کے مقابر کے سامنے اُن کی ارواح کو ثواب پہنچا کر غربا و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے

اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بذمہ جاہلیت کے متعلق عرض کیا کہ اُس میں نذر کے بوانہ کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موسومین کے علاوہ جواز کا فتوےٰ فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو بتوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا۔ جن کے واسطے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اور ولی اللہ کے واسطے بھی ممانعت ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی ممتاز فرما دیتے۔ لہٰذا اپنی رائے سے قرآن و حدیث کے خلاف انبیاء و اولیاء کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ داخلت فی الدین ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا مبتلا ہونا محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

marfat.com

(نساء ۶/۲۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ ضرور ثواب دیگے اور اللہ تعالےٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اِن آیاتِ قرآنیہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رشتے کا قائل ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے ان کے واسطے سزا سخت ایلمی اور تعزیر نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سزا اور اُن سے اجر اور بخشش کا وعدہ فرمایا۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں کو اپنی بیعت فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ بے شک جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت فرمائی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے اولیاء اللہ کے مخالف کو اعلانِ جنگ فرمایا اور اُن کے سمع بصارت

marfat.com

کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

بخاری شریف جلد ۲ صـ ۹۶۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اُس کو اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ محبوب کسی مفروضہ چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اسکو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اسکو ضرور عطا کرتا ہوں۔

اب فرمایئے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر اولیاء اللہ کرے مثلاً وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ وغیرہ کہے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادتِ الٰہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اُس کے بندوں کا ذکر بھی اُس کا ذکر ہے۔ اور اُس کے بندوں کی نذر اللہ ہوگی کیونکہ نہ وہ من دون اللہ ہیں اور نہ اُن کی نذر مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

کنز العمال جلد ۶ صـ ۱۱۹

ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَةٌ انبیاء علیہم السلام ذکر عبادت ہے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

marfat.com

وہابی تم لوگ جو من دون اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی نذریں مانتے ہو یعنی نبیوں ولیوں کی تو ایسے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیئے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۔

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دیگا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جنوں اور فرشتوں اور بتوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا جواب نہ دینگے قرآن نے تمہارے اس پکار وغیرہ کو اور ان کو حاجت روا سمجھ کر نذریں دینا یہ تمہاری گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ تمہاری اس پکار وغیرہ کا قیامت کے دن انکار بھی کرینگے۔ یہ کتنی واضح دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل کی مذمت کر رہی ہے۔

محمد عمر بھائی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدلنے کی کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرماوے زیادہ تحقیق کی طرف اگر نہ بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہی ملاحظہ فرما لیتے تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گڑھے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں نہ کرتے ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی صاحب رقمطراز ہیں (اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے۔)

کیوں جناب اب فرمایئے مولوی اشرف علی صاحب نے تو من سے منشاء الٰہی کے مطابق لکھا کے بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اور ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان وہابیت ہی ہے کہ اولیاء اللہ

marfat.com

اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مساوات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں کے رد کی آیت چسپاں کرتے ہیں۔ اور اگر تم مَنْ کو عام سمجھو اور اس میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو شامل کرو تو اسکی صفت لَا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ان کے لئے صحیح درست نہ ہوگی۔

(۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نماز میں اَلصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کر کر تم بھی صلوۃ وسلام کے تحفے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو جیسا کہ تم پس وپیش تمام مواقعات خیر پر صلوۃ و سلام کو بر اسلتے ہو نماز میں بھی ترک کر دو۔ تاکہ تمہارے عقیدہ کا تناقض رفع ہو جائے۔

(۲) اور اہل قبور کو تم بھی السلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گمراہ تر ہو کیونکہ تم بھی اہل قبور کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

(۳) اگر منشاء الٰہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ۲۵ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِھَۃً یُّعْبَدُوْنَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے من دون اللہ کو پکارنے کا حکم فرما کر شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کر دینگے قرآن کریم ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کرو مخالف پر فتوی شرک جڑنے کے لئے آیت تو تم نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود عائد ہو جاوے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تو ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھڑے ہوئے نہیں ہیں۔

marfat.com

بلکہ صنعت کفار ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوۃ گویائی عنایت فرمادے گا تو وہ چونکہ جمادات غیر متولہ ہیں تو وہ ان کفار کی عبادۃ سے اپنی بے خبری کا اظہار فرمادیں گے اور اگر اسی حکم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن کریم نے جو ان کی سفارشات اُخروی کا ذکر خیر فرمایا ہے غلط ثابت ہوگا اور نہ کہیں رب العزۃ نے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کی اخروی امداد کو بیان فرمایا ہے سنیئے

زخرف ۲۵/۶ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ قیامت کے دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے، لفظ متقین میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ دونوں شامل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے متبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرمادینگے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بت ان کی عبادت۔ کے منکر ہوں گے اور وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ فرمان الٰہی سے دونوں عابد اور معبود جہنم کا ایندھن ہونگے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین فریقین ہی یعنی مطاعون و مطیعون اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ فرمان الٰہی سے جہنم کی آگ سے دُور ہوں گے۔

marfat.com

وہابی لفظ مَنْ "ذوی العقول" کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں لہٰذا "مَنْ" سے مراد تمہارے معتقدار ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

محمد عمر "تمہارے اس سوال کا جواب علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ مَنْ جو ذوی العقول پر مشتمل ہے بتوں پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو سمیع و بصیر سمجھتے ہیں تو ان کے عقیدے کے مطابق ان کی بات کو نقل فرما کر مَنْ استعمال فرمایا ہے۔

تفسیر نسفی ۲/۲۱۸ وَجِیْئَ بِمَنْ الَّذِیْ هُوَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ بِزَعْمِهِمْ اور مَنْ جو ذو علم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پر لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق ہے

اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیۃ کا مطلب کیا سمجھا ہے۔

(۱) تفسیر نسفی ۴/۱۰۶ (وَكَانُوْا) اَیِ الْاَصْنَامُ یعنی بت وَمَعْنَی الْاِسْتِفْهَامِ فِیْ مَنْ اَضَلُّ اِنْكَارٌ اَنْ یَّكُوْنَ فِی الضَّلَالِ كُلُّهُمْ اَبْلَغَ ضَلَالًا مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اور فرمان الٰہی مَنْ اَضَلُّ میں استفہام انکاری ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت واضح ہے۔ انہیں گمراہی کے انکار کی گنجائش نہیں۔

ثابت ہوا کہ مفسرین احناف کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے بت مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس آیت کو چسپاں کیا ہے کیونکہ تمہارے مطلب کی بنا پر آیت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت ہی اس آیت کا مصداق بن سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۴۲۵ (وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّهُمْ جَمَادَاتٌ صُمٌّ لَا تَبْصِرُ وَلَا تَعْقِلُ اس واسطے کہ وہ جمادات

marfat.com

ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

(۳) تفسیر جلالین ۲۱۴ { (لعاندعون) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای الْاَصْنَامَ (مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ) وَھُمُ الْاَصْنَامُ

(۴) تفسیر بیضاوی ۱۴۰:- (وَھُمْ عَنْ دُعَائِھِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّھُمْ جَمَادَاتٌ

(۵) تفسیر خازن ۶/۱۳ { (قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیِ الْاَصْنَامَ (وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یَعْنِی الْاَصْنَامَ

(۶) تفسیر کبیر ۴۹۶/۴ { (وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ) اعْلَمْ اَنَّہٗ تَعَالٰی بَیَّنَ فِیْمَا سَبَقَ اَنَّ الْقَوْلَ بِعِبَادَۃِ الْاَصْنَامِ قَوْلٌ بَاطِلٌ۔

وہابی مولوی صاحب دوسری جگہ بھی تو اسی مضمون کی آیت ہے سنیئے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ اور وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے۔ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جن نبیوں ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر تمہیں ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سوائے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

محمد عمر ذرا بنظر انصاف کلام باری تعالےٰ کو ملاحظہ فرمایئے رب العزۃ فرماتے ہیں کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی قطمیر کے مالک نہیں یا رب العزۃ نے ان کے ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس آیت کریمہ کفار کو خطاب کرکے بتوں کی تذلیل

تحقیق مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ

marfat.com

فرمائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کھجور کا چھلکا بھی نہیں۔

تو اے وہابیو اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو ملائکہ بھی تو انہی میں شامل ہونگے حالانکہ اللہ رب العزۃ نے ملک الموت کو تمام ذی روح کی جانیں اس کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذی روح ہو یا غیر رکھی ہے جب وہ قرنا پھونکیں گے تو ہر شی کو ھَبَاءً منثورا کر دینگے پھر ارشاد الٰہی فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کئی ملائکہ ایسے ہیں جن کے قبضہ میں امرات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوند کی عطا کردہ تدبیر سے چلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا وہ ہر کام کو تقسیم کر کے چلا رہے ہیں اب فرمایئے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ صادق نہیں آتا ایسے ہی رب العزت نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ

حاشیہ ۲۵/۲ } وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔

اللہ رب العزۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شی زمین آسمان کی تابع فرما دی تو معاذ اللہ آپ کو بڑا معبود سمجھنا چاہیئے تمہارا یہ کیا بڑا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالےٰ نے ہر شی بنا دی لیکن پھر بھی آپ معبود اور الٰہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے مَا یَمْلِکُوْنَ فرما کر بتوں کی تذلیل کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت اور قوۃ رکھتے ہیں پھر تمہیں تو اس استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہیئے اور پھر کہہ دینا کہ فرمان خداوندی کے ماتحت وہابیوں کے خدا یہی ہیں کیونکہ الٰہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ چھوٹے معبود قطمیر کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون نمرود شداد وغیرہم کو بھی معبود اور الٰہ

marfat.com

ماننا پڑیگا۔ تو رب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کیوں کیا اور قارون جو اب بھی زمین میں دھسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو تمہیں اپنے مجوزہ اصول کی بنا پر اللہ ماننا چاہیئے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

قصص ۲۰/۸ | وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ
اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنجیاں البتہ بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوۃ والی کو۔

حالانکہ یہ اتنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور میرے خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو بُرا سمجھا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا اللہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہو اور انہیں مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ کا مصداق بنا کر قبروں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو اور کلام الٰہی کو بگاڑو مت۔

دوستو یہاں من دون اللہ سے مراد بت ہیں جنکی صفت رب العزۃ نے مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ فرمائی ہے اور انہی کی تذلیل اور ان کی الوہیت کو باطل ثابت کرنا مقصود الٰہی ہے جس کو تم ہیرا پھیری کر رہے ہو فافہم

وہابی | بھائی ہم تو اہل قبور کی بات کرتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ قطمیر کے مالک نہیں۔

محمد عمر | اچھا تم زندہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معبود تسلیم کر چکے ہو کیونکہ وہ قطمیر کے مالک ہیں پھر اہل قبور کے منکر ہو گئے ہو کیسی بھولی باتیں کرتے ہو یہاں کہیں حیات و ممات کی تخصیص آئی ہے رب العزۃ نے تو الذین کا صلہ عام رکھا ہے اس میں ممات کا مخصص کون ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو مردہ کہنے والا مردہ ہے وہ زندہ ہیں جیسا کہ آگے انشاء اللہ مذکور ہے آیئے اگر اہل قبور کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی

marfat.com

ثابت کردی جاتی ہے سنیئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا مومنین انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء اللہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہینگی۔ تو اللہ رب العزۃ نے جنتیوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنادیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔

ال عمران ۴/۱۳۲ } وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ اور جلدی کرو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان اور زمین ہیں جو متقیوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزۃ نے بنادی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی تھی جو آیۃ سابقہ سے واضح ہو چکی تو ثابت ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی نہ دنیا میں ملکیت نہ عقبیٰ میں بلکہ جہنم کا ایندھن ہونگے۔

اب حنفی تفسیر ملاحظہ ہو۔

(۱) تفسیر نسفی ۳/۲۵۸ } (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الْاَصْنَامَ الَّتِیْ تَعْبُدُوْنَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی بت جن کی وہ کفار عبادۃ کرتے ہیں اللہ کے سوا۔

(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) ای الْاَصْنَامَ یعنی بتوں کو

اب تو مفسرین احناف بھی تمہارے برخلاف چلے اب تو ایمان لے آؤ کیا تمام مفسرین نے آیات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو تفکر و تدبر

اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۲) تفسیر موضح القرآن ۴۵۶ } (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یعنی دعا مانگو بتوں سے

(۳) تفسیر جلالین ۲۷۴:- (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِهٖ) اے غیرہٖ

marfat.com

وَهُمُ الْأَصْنَامُ

(۴) تفسیر بیضاوی ۳/۱۱۴ { (لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ) لِأَنَّهُمْ جَمَادٌ

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۷۰ { (لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ) فَإِنَّهُمْ جَمَادٌ

(۶) تفسیر خازن ۵/۲۴۶ { (وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ) يعنى الاصنام۔ (إِنْ تَدْعُوهُمْ) يَعْنِي الْأَصْنَامَ۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۵/۲۴۶ { (وَالَّذِينَ تدعون من دونه) يعنى الأصنام (إن تدعوهم) يعنى إن تدعوا الأصنام۔

(۸) تفسیر ابن کثیر ۳/۵۵۱ { (وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ) اے مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْدَادِ الَّتِي هِيَ عَلَى صُورَةِ مَنْ تَزْعُمُونَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ

(إِنْ تَدْعُوهُمْ) لِأَنَّهُمْ جَمَادٌ لَا أَرْوَاحَ فِيهِمَا

(۹) تفسیر کشاف ۳/۲۷۲ { (وَالَّذِينَ تَدْعُونَ الخ) إِنْ تَدْعُوا الْأَوْثَانَ

(۱۰) تفسیر ابن جریر ۲۲/۷۳ { حدثنا بشر قال حدثنا يزيد قال حدثنا سعيد عن قتادة۔ وقوله (يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ) يقول تعالى ذكره للمشركين من عبدة الأوثان

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

marfat.com

وہابی " وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

اور جو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کرسکتے حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں مردے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں سمجھتے وہ کہ کب اُٹھائے جاوینگے۔

کیا اس آیۃ میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہوا تو خدا سے ڈرو مردہ کو پکار پکار کر شرک نہ کرو۔

محمد عمر " فقیر نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مفسرین اہل سنت وجماعت کے تراجم کو تو تم نے کیا ہی دیکھنا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرمالیا کریں دیکھیے مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ اور ان کو خبر نہیں کہ مردے کب اُٹھائے جائینگے

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ معبود تمہارا معبود اکیلا ہے۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آیۃ کے ماتحت وہی مراد ہیں۔

آیئے ذرا ملاحظہ ہو کہ متقدمین مفسرین کا اس آیۃ کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

(۱) تفسیر نسفی ۲/۲۱۸ { (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ اور معبود جن کو کفار پکارتے ہیں

(۲) تفسیر خازن ۴/۷۰ { (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الْاَصْنَامَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا اٰلِھَۃً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور وہ لوگ جن کو پکارتے

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ

marfat.com

جو سوائے اللہ یعنی بتوں کو جن کو تم معبود پکارتے ہو اللہ کے سوائے

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۴/۷۰ { (وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) یعنی الْاَصْنَامَ ۔ (لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ) ای الْاَصْنَامُ (غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ) یعنی الْاَصْنَامُ (اَيَّانَ) متی (يُبْعَثُوْنَ) وَالْقُرْاٰنُ يَدُلُّ اَنَّ الْاَصْنَامَ سَتُبْعَثُ وَتُجْعَلُ فِيْهَا الْحَيٰوةُ

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے (یعنی بتوں کو) انہیں پیدا کر سکتے وہ کچھ حالانکہ وہ خود گھڑے ہوئے ہیں مردہ ہیں (یعنی بت زندہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ (یعنی بت کب) (اٹھائے جائیں گے وہ) اور قرآن دلالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے جائیں گے اور ان کو زندگی دی جاویگی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۵۶۳ { وَاَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ الْعِبَادَةُ اِلَّا لَهٗ دُوْنَ مَا سِوَاهُ مِنَ الْاَوْثَانِ الَّتِيْ لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَلْ هُمْ يُخْلَقُوْنَ اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ سوائے اپنی ذات کے کسی معبود بت کی عبادۃ نہیں چاہتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے گئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۴/۵۹ { حدثنا بشر حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادۃ قولہ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ وَهِيَ هٰذِهِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمان اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت ہیں جن کی سوائے اللہ کے عبادت کی جاتی ہے مردہ ہیں ان میں روح نہیں ہے

(۶) تفسیر کبیر ۵/۴۴۲ { فَهٰذِهِ الْاَصْنَامُ جَمَادَاتٌ مَحْضَةٌ وَلَيْسَ لَهَا فَهْمٌ وَلَا قُدْرَةٌ وَلَا اِخْتِيَارٌ اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ مَنْ لَا يَخْلُقُ الْاَصْنَامُ وَاِنَّهَا جَمَادَاتٌ ۔

marfat.com

پھر یہ بت جمادات محضہ ہیں اور ان کو سمجھ نہیں اور قدرۃ اور اختیار نہیں اللہ کے فرمان مَنْ لَا یَخْلُقُ سے مراد بت ہیں اور بے شک وہ جمادات نہیں۔

(۷) تفسیر جلالین ۱۶۵ { (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) وَھُوَ الْاَصْنَامُ (لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) یُصَوَّرُوْنَ مِنَ الْحِجَارَۃِ وَغَیْرِھَا = (وَمَا یَشْعُرُوْنَ) اَیِ الْاَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں بتوں کی وہ پیدا نہیں کر سکتے کچھ حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں پتھر وغیرہ سے تصویر بنائے گئے ہیں = اور بت نہیں سمجھتے۔

(۸) تفسیر موضح القرآن ۲۷۱ مصنفہ شاہ عبدالقادر صاحب { (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) اور جن کو پوجتے ہیں۔ مکے کے لوگ سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی چیز پیدا نہیں کی اور نہیں پیدا کر سکتے کیونکر پیدا کریں جو وہ آپ پیدا کئے ہوئے ہیں یعنی بنائے ہوئے ہیں یہ بت۔

(۹) تفسیر کشاف ۳۲۵ { (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) قَالُوْا اَلْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ (اَمْوَاتٌ) جَمَادَاتٌ لَا حَیَاۃَ فِیْھَا۔

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۲۶ { (وَالَّذِیْنَ) اَیْ وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ (یَدْعُوْنَ) اَیْ یَعْبُدُوْنَھُمْ

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

خداوند کریم کفار کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کہے اور ان کی کمزوری کا اظہار فرمادیں اور ان کی عبادت کرنے والوں کو ان کمزوریوں کی وجہ سے شرمسار فرمادیں اور تم وہابی یہی ایت انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہو کفار تمہیں کیا استہزا کریں گے کہ جن کے انبیاؤں اور اولیاؤں کو خدا نے ایسا ذلیل کیا ہے اور اسلام میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ ہونا اور ولی اللہ ہونا باعث ذلت ہے کچھ شرم کرو اور اس کریمہ کو منشاء الٰہی کے

marfat.com

مطابق سمجھو جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت وجماعت نے بیان کیا۔

اور اگر مفسرین کے خلاف وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ میں انبیاء کرام کو بھی شامل کر دے تو پھر تمہاری تمام وہابیہ کی شرکیت بھی عیسائیوں میں بڑی آسانی سے ہو جائیگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے۔ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں گھڑتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسی پھر اس میں میں دم کروں گا۔ تو وہ اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہو جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام میں دو نو صفات موجود صفت خلق بھی اور صفت حیاۃ بھی اور تم نے جو اس آیۃ سے استدلال لیا ہے۔ کہ یہ دو نو صفات الوہیت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہٰذا ان کو پکارنا شرک ہے تو عیسیٰ علیہ السلام تمہارے معیار الوہیت پر پورے اترے اس واسطے تم ان کو پکارا الوہیت پکارا کرو کیونکہ وہ تمہارے استدلال کے رو سے معبود ثابت ہو گئے چونکہ تم وہابی بھی عیسائی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کو شیاطین اور اولیاء اللہ امت محمدیہ کو رُھبَانٌ کا مصداق بناتے ہو تمہارے مذہب کی اصلاح ہے کیوں نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور نہیں علماء و اولیاء اسلام سے کوئی سروکار نہیں سبحان اللہ قرآن دانی ہو تو ایسی ہو چودھویں صدی کے مفسر قرآن بھی واقعی ایسے ہی ہونے چاہیں جو لوگوں کو قرآن سے شرک کا سبق دیں ہاں ایسے مفسر قرآن تو وہابیوں کو ہی مبارک ہوں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جیسا کہ احناف متقدمین نے تاہنوز قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ رہے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ محض حسد کر کے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا کیا بگاڑو گے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدائی منشاء کے مطابق بیان کرو کہ اس آیۃ کریمہ میں بتوں کی تذلیل مراد ہے جنکو نہ طاقت خلق ہے اور نہ وہ زندہ ہیں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان

marfat.com

کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کہ یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں اگر عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوۃ احیاء تو وہ بھی من دون اللہ نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزۃ کے کلام میں تناقض لازم آئیگا کہ ایک مقام پر انبیاء اللہ کو قوۃ حیات و قوۃ تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرمادیں کہ یہ علامات الوہیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصول خداوندی میں تو من دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو سکتے اور نہ من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ تو یہ دو نو صفات بیک وقت بتوں میں پائے جا سکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ بھی ہیں اور اہل قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ اس واسطے هُمْ يُخْلَقُوْنَ کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو بالفعل هُمْ يُخْلَقُوْنَ کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیاۃ مستلزم تھی اور اب تمہارے نزدیک وہ مجسمہ قبر وَمَا فِيْهَا سوائے مٹی کے لاشئی محض ہے ایت کا غلط مطلب بیان کرنے سے تمہاری جان شکنجے میں آگئی یا تو ایت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں میں ہیں اور یہاں بت ہی مراد ہیں اور یا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور کو اپنی قبور میں بجسد عنصری تسلیم کرو۔

تو ثابت ہوا کہ اس ایت سے رب العزۃ نے بت پرستوں کو شرمسار کر کے ذلیل کیا ہے اور اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے کیونکہ من دون اللہ ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود بتوں میں یہ دو نو صفتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزۃ کی ذات میں بیک وقت دو نو صفات

marfat.com

موجود تھیں اور ہیں بھی اور ہمیشہ رہے گی جن کو کبھی زوال نہیں تو اے کفار الوہیت و پرستاران بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والو باز آجاؤ اور اس طاقت و لازوال خالق کی صرف پرستش کرو اور اے فرقہ وہابیہ تمہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تحریف قرآنی کر کے اسلامی بزرگوں کی توہین مت کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور ہیں جو ایسا کریں۔

وہابی " تم بت پرستوں کو موت کے وقت پیر فقیر اور انبیاء بھولیں گے اس وقت خدا یاد آویگا اور اس وقت پچھتاؤ گے کہ ہائے ہم نے خدا کو چھوڑ کر پیروں کی کیوں پوجا کی دیکھو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب آئیگے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکال لیں گے ان کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بعینہٖ وقت موت یہ تمہارا حال ہوگا باز آجاؤ اور ان پیغمبروں کی پوجا چھوڑ دو۔

محمد عمر " مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو ہم پہ بہتان لگاتے ہو کہ نبیوں ولیوں کی پرستش کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں گوئید کجا است آنچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

سن لو اور یاد رکھو اے فرقہ وہابیہ کہ ہم تمام احناف چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار سے اولیاء تک عورت سے مرد تک بچے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی پوجا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم نبی اللہ کو درجہ الوہیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ کو بھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک

marfat.com

سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی عطائی طاقت اور عطائی علم وغیرہما کا انکار کرے اور ان کے صفات کو عیوبات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والد مکرمہ کے درجہ پر دائمی فائز سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم وحدہٗ لاشریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم السلام مع اپنی صفات کاملہ عطائیہ کے برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور ولی اللہ کو بت کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استاد بت اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب آیۃ مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن ۱۴۲ { (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) کہاں ہیں وہ بت کہ دعا مانگتے تھے اور بندگی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہوا کہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادۃ کئے ہیں اور من دون اللہ بت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۳۴ { (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تَعْبُدُوْنَہَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۵۴ { اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیْنَ الْاٰلِہَۃُ الَّتِیْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَہَا کہاں ہیں وہ معبود جن کی تم عبادۃ کرتے تھے۔

(۴) تفسیر نسفی ۲/۴۰ { (قَالُوْا اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ) وَالْمَعْنٰی اَیْنَ الْاٰلِہَۃُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے

marfat.com

وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) (شاہ ولی اللہ صاحب) گویند کہ ایں است آنچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

ان تمام آیات سے اور اہل سنت و جماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں انبیاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لوگ اللہ کے سوا اپنے معبود سمجھ کر ان کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ سختی اور دھمکی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم من دُوْنِ اللہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو اپنا ممد و معاون سمجھتے ہیں۔ اور دنیا میں ہماری وہ امداد فرماتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی امداد فرماویں گے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نبی اللہ کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بحسب استطاعت خود عطائی ہماری امداد انشاء اللہ فرمائیگے اور بت چونکہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور نہ ان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے امداد کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور اَیْنَ اٰلِھَتُکُمْ کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لئے باذن اللہ ممد ہیں خصوصاً ہمارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متبعین کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ ہو تب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زمان رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ کی عام رحمۃ ہمارے لئے اب بھی نجات دہندہ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری منجی رہیگی۔ تو آپ کی رحمۃ جو ہمارے مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین و غلامانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی کیا جرأت ہے کہ ملائکہ یہ سوال کر سکیں اور کبھی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا معبود نہیں سمجھتے لیکن باذن الٰہی آپ کو رحمۃ للعالمین منجی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام معبودیت کا تصور رہے تو خداوند کو کہیے کہ تو نے

marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لئے رؤف و رحیم کیوں بنا دیا جو وہ ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے روکنے سے رکتے نہیں۔ بھائی ہم تو یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ جاری ہو جس میں توحید و رسالت دونوں کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الٰہی جلتی ملائکہ تشریف فرما ہونگے۔ جو اَلْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا کی شان سے مرحبا اھلا وسھلا کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالیگا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب وہابی حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شان نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مثل بت مالا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو وہابی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ آیت کریمہ بت پرستوں کی آئندہ شرمساری کو ظاہر کر رہی ہے یا جو اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقت موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسل اور اس کے اولیاؤں کا دامن تھام لو تاکہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقت موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اے بت پرستو اے غیر خدا کو خدا سمجھنے والو جب تک تم ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ پر بڑا نہ سمجھو گے تو تمہارا انجام بُرا ہوگا اور اگر اے وہابی صاحب تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تاکہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرما دے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامن تھام لو جو تمہیں معبود حقیقی تک پہنچا دے تاکہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بینا ہو جاوے اور من دون اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاؤ۔

marfat.com

اگر تم نے اس آیت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑیگا اور وہ یہ کہ جو لوگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہونگے اور وہ لوگ تمام عمر ان کو پکارتے رہے ہونگے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہونی چاہیئے کیونکہ جب ان کو فرشتے سوال کرینگے اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے تو وہ بجائے ضَلُّوْا عَنَّا کے بآسانی کہدینگے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہو جن کو پکارتے رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارے ان کے عذاب و پرسش سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکارنے کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا دوسرے کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان سے پرسش ہوگی کیونکہ وہ دوزخی فرشتے باذن الٰہی خدا کی طرف سے وارد ہوں گے۔ اسی واسطے ان کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی بلکہ غیر کی پرستش کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ مرحد جو محض توحید کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور عبادت الٰہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کے روسے اس سوال کی سرزنش میں نہ ہونگے؟ حالانکہ پھر ضَلُّوْا عَنَّا کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال ضرور ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا ہم مومنین احناف ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ سوال ہوگا بلکہ تم جو اپنی ہوئی یعنی خواہش کو الٰہ سمجھ چکے ہو اور اپنی ہوا سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کفر و شرک جڑتے ہو تم سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی بات لوگوں کو سناتے ہو ابھی توبہ کرو اور اپنے نفسانی فتووں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال سے کوئی رہائی نہ ہوگی۔ فافہم ولاتحیر۔

marfat.com

"وہابی" اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

بے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو۔

اس ایت نے پیر پرستوں مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اور ان سے مرادیں کیوں مانگتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ اہل قبور کو پکارنے والے سب مشرک ہیں آؤ شرک سے باز آجاؤ اور نبیوں ولیوں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تمہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

"محمد عمر" بھائی قرآن کریم کے سیاق وسباق کو دیکھنا ماقبل وما بعد کے تعلق کا خیال رکھنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے تو وہ محرف قرآن ہے اور قطع و برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سُنیئے یہ ایت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزۃ نے محض ہندوؤں کے رد میں اور ان کے معبودین بتوں کی تذلیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کانگرسی ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ ہو اس واسطے تم نے بجائے اس کے کہ اپنے رہنما کانگرسی ہندو پر چسپاں کرتے الٹا مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی سبحان اللہ تمہارے جیسے مسلمان مرحدوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان کو قرآنی چور کہنا سخت گناہ سمجھتا ہوں۔ آیئے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متقدمین اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اتاروں کی مورتی بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے بعض ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اپنے دھن سے منگھڑت تصویر گڑھ کر

عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ

marfat.com

سرنگوں ہوتے بعض صالحین کے مجسمے بنا کر ان کو اپنا معبود سمجھتے اور انبیاء کرام جب ان کو خداوند وحدہٗ لاشریک کی طرف مدعو فرماتے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ سے ان کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے ان کو شرمسار کیا اور فرمایا:

اعراف ۹/۱۴ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ (مولوی اشرف علی)

معلوم ہوا کہ یہ شان محض بتوں کی ہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان ان کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی آنکھوں میں قوت بینائی نہیں کانوں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں اور پاؤں میں قوۃ متحرکہ نہیں تو وہ معبودیت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو جو معبود حقیقی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور پھر رب العزۃ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو چیلنج بھی دیا کہ اگر یہ تمہارے ان اوصاف کے مجسمے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو ان کو کہو کہ وہ بلا

marfat.com

مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرو تو تمہارا علاج پھر خدا ہی کرے اب دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا ایجاد مطلب سنیئے۔

(۱) تفسیر موضح القرآن } اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ، تحقیق جن بتوں کی کہ بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَھُمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای الاصنام جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۷۹ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای تَعْبُدُوْنَھُمْ وَتُسَمُّوْنَھُمْ اٰلِھَۃً۔

(۴) تفسیر نسفی ۲/۶۹ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای تَعْبُدُوْنَھُمْ وَتُسَمُّوْنَھُمْ اٰلِھَۃً (عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) ای مَمْلُوْکُوْنَ مُسَخَّرُوْنَ اَمْثَالُکُمْ (یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ) یَشْبَھُوْنَ النَّاظِرِیْنَ اِلَیْکَ لِاَنَّھُمْ صَوَّرُوْا اَصْنَامَھُمْ بِصُوْرَۃِ مَنْ قَلَبَ حَدَقَتَہٗ اِلَی الشَّیْءِ یَنْظُرُ اِلَیْہِ۔

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا نام معبود رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔ یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں (دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف) آپ کی طرف دیکھنے والوں کی مشابہ ہیں کیونکہ وہ اپنے بتوں کی ایسی تصویر بناتے تھے۔ جیسا کہ کوئی شخص کسی شے کی طرف آنکھ پلٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۸ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؛

marfat.com

یعنی الاصنام

(۶) تفسیر ابن جریر ۹/۱۵ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) یَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاءُہٗ لِھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عُبَدَۃِ الْاَوْثَانِ مُوَبِّخُھُمْ عَلٰی عِبَادَتِھِمْ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیُّھَا الْمُشْرِکُوْنَ اٰلِھَۃً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَتَعْبُدُوْنَھَا شُرَکَاءَ مِنْکُمْ وَکَفَرْتُمْ بِاللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یَقُوْلُ ھُمْ اَمْلَاکٌ لِرَبِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ لَہٗ مَمَالِیْکُ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بتوں کی عبادۃ سے ان مشرکوں کو توبیخ کرنے والا ان کی عبادۃ پر چونکہ نہ نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان بتوں سے بے شک اے مشرکو جن کو تم اللہ کے سوا معبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادۃ کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کرکے اور کفر کرکے وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی ملکیت ہیں جیسا کہ تم ملکیت ہو اپنے رب کی۔

(۷) تفسیر خازن ۲/۲۶۸ { یعنی اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُھَا ھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّمَا ھِیَ مَمْلُوْکَۃٌ لِلّٰہِ اَمْثَالُھُمْ۔

وَفِیْہِ سُؤَالٌ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَفَھَا بِاَنَّھَا عِبَادٌ مَعَ اَنَّھَا جَمَادٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا ادَّعُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ اَنْ یَعْتَقِدُوْا کَوْنَھَا عَاقِلَۃً فَاھِمَۃً فَوَرَدَتْ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظُ عَلٰی وَفْقِ مُعْتَقِدِھِمْ تَبْکِیْتًا لَھُمْ وَتَوْبِیْخًا اِنَّمَا وَرَدَ فِیْ مَعْرِضِ الْاِسْتِھْزَاءِ بِالْمُشْرِکِیْنَ۔ (قُلِ ادْعُوْا شُرَکَاءَکُمْ) ھٰذِہِ الْاَصْنَامَ الَّتِیْ تَعْبُدُوْنَھَا۔

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ مشرک لوگ عبادۃ کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ یہ ان کی ملک ہیں۔

marfat.com

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ جماد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ عاقل بھی ہیں اور سمجھدار بھی ہیں تو اللہ تعالےٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کوئی بات نہیں محض مشرکین کو استہزا کے طور پر عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت وجماعت کی تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اس آیۃ کریمہ میں رب العزت نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سننے والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ تو ان کاموں سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کہ ایسے نادر بتوں کی پرستش کر رہے اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تقبیح کر کے ان کی کمزوری پر ان کو محول کرے اور تم انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی تقبیحات کر کے ان کو محول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزۃ نے فرمایا مَا یَاْتِیْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے محول نہ کیا ہو اور تمہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلہ لے گا تو تمہارا کیا حال ہوگا کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یاد رکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معلن زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے محول کا کیا عجیب بدلہ دینگے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ کفار کی بت نہ سن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشئی محض تھی اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں جن کی شان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۶۳ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ

بِہٖ وَیَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ولی کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں ولی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور سنیئے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱۷ } اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمایئے۔ اب تو رب العزۃ نے پوری لف ونشر غیر مرتب سے اپنے ولی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ بتوں کے مقابلہ میں وہابی کا کنڈا توڑ کر رکھ دیا بلکہ دوسری حدیث شریف میں رب العزۃ نے بیان فرمادیا کہ میرا ولی نبی بتوں کی طرح نہیں مگر میرے بندے کے جو خیال میں آجائے میں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

وہابی ولی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت جیسے ٹھانے بیٹھا ہے فانھم ابطان لک فھمز

وہابی اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے تو پانی خود بخود اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ تیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ۔

اور جو لوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر پانی کی

لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ

marfat.com

طرف دونوں ہاتھ پھیلانے والے کی طرح تاکہ اس کے منہ تک پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچنے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر گمراہی میں اب تم مردوں کو پکارتے ہو یہی حال تمہارا ہے۔

محمد عمر" اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے من دون اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ من دون اللہ کون ہیں فرمایا لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلانے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام چھوڑ دینا چاہیئے قبرستان میں جاکر تو تم بھی السلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیۃ میں دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ التحیات میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہو گئے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک ندا من دون اللہ ہے آیئے فقیر مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کنز العمال ۱/۲۶۷ فَاَتٰی عُمَرُ وَمَنْ مَّعَهٗ الْقَبْرَ فَقَالَ عُمَرُ یَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَاَجَابَهُ الْفَتٰی مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ یَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِیْهِمَا رَبِّیْ فِی الْجَنَّةِ مَرَّتَیْنِ۔ پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جوان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تحقیق میرے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیۃ کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جوان سے بات کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنیئے

marfat.com

طبقات سبکی ۴/۱۱۳ | وَكَانَ فِي زَمَانِنَا شَخْصٌ يَحُطُّ عَلَى الْغَزَالِيِّ وَيَذُمُّهُ وَيَسْتَهْزِئُ فِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ فَرَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضى الله عنهما بِجَانِبِهِ وَالْغَزَالِيُّ جَالِسٌ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم هَذَا يَتَكَلَّمُ فِيَّ وَأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَأَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ وَأَمَرَ بِهِ فَضُرِبَ لِأَجْلِ الْغَزَالِيِّ وَقَامَ هَذَا الْحَدُّ مِنَ النَّوْمِ وَأَثَرُ السِّيَاطِ عَلَى ظَهْرِهِ وَلَمْ يَزَلْ وَكَانَ يَبْكِي وَيَحْكِيهِ لِلنَّاسِ۔

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو برا سمجھتا تھا اور ان کی برائی کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ کے دونوں جانبین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوڑے مارنے والے کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) اپنے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص (عیب نکالنے والا) کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی نیند سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قبور ہوتے ہیں۔ تو ان کی طرف ہاتھ پھیلانا ایسا ہے۔ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ جیسا کہ پانی والا اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو خود بخود پہنچنے والا نہیں تو تمہارا یہ استنباط بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہ السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

marfat.com

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت روضہ میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الٰہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیۃ کریمہ کو تم نے جو انبیاء علیہا السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کیا ہے یہ تمہارا چسپان کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی ۲/۱۵ ۴۶۴ھ سمرقند میں قحط پڑا گیا لوگوں نے بہت دعائیں کی اور نماز استسقا بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں فَخَرَجَ الْقَاضِیْ وَالنَّاسُ مَعَهٗ وَاسْتَسْقَى الْقَاضِیْ بِالنَّاسِ وَبَكَى النَّاسُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَتَشَفَّعُوْا بِصَاحِبِهٖ فَاَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى السَّمَآءَ بِمَآءٍ عَظِيْمٍ غَزِيْرٍ فَقَامَ النَّاسُ مِنْ اَجْلِهٖ بِخُرْبَتَكَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ اَوْ نَحْوِهَا لَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ الْوُصُوْلَ اِلٰى سَمَرْقَنْدَ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ وَعَزَاَتِهٖ۔

تو نکلا قاضی اور لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استسقیٰ پڑھی لوگوں کے ساتھ اور لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش خداوند کے دربار میں پیش کی تو رب العزت نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے خرتنک میں سات دن باہر نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جا سکے اے وہابی دوستو خدارا کچھ سوچ کر آیت کو چسپاں کیا کرو جو آیتیں بتوں کے حق میں نازل ہیں ان کو انبیاء علیہا السلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں مت کرو یہ خدا کی کتاب تمہاری تصنیف شدہ نہیں کہ جو تمہارا دل چاہے مطلب بنا لو تمہارے اس عقیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

marfat.com

ال عمران ۴/۱۷ | وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

اور وہ شہدا مبارکیں طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے ساتھ ابھی ملے نہیں ان کے پیچھے ہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے۔

سناؤ اب تو فیصلہ خداوندی ہو گیا کہ یہ پارٹی شہدا اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیاۃ انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین بکلام الٰہی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے آیئے اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو جلالین کی تفسیر ہی سن کر شاید تمہارا ایمان دوست ہو جائے اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

(۱) تفسیر خازن ۴/۱۰ | (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهِيَ الْاَصْنَامُ الَّتِيْ يَعْبُدُوْنَهَا

(وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کے معنی جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْعَطْشَانِ اِذَا بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَغْرِفْ بِهِمَا مِنَ الْمَاءِ وَلَا يَبْلُغُ الْمَاءُ فَاهُ وَمَا دَامَ بَاسِطًا كَفَّيْهِ وَهٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمُ الْاَصْنَامَ حَيْثُ لَا يَنْفَعُهُمْ اَلْبَتَّةَ ثُمَّ خَتَمَ هٰذَا بِقَوْلِهٖ (وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ) یعنی اَصْنَامُهُمْ

اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مثال پیاسے کی جب اپنے دونوں ہاتھ

marfat.com

پانی کی طرف پھیلائے یہ پیاسے اسکو نفع نہیں دے سکتے جب تک کہ دونوں ہاتھوں سے پانی کے چلو نہ بھرے اور نہیں پہنچا پانی کو اس کا منہ جب تک بھی وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے رکھے اور یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے بیان فرمائی ہے اور ان کا بتوں کو پکارنا اور عبادت کرنا جب کسی وقت ان کو نفع نہیں دیتا۔ بلکہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے آیت کو ختم فرمایا (اور نہیں ہے کافروں کو پکارنا) یعنی ان کے بتوں کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں اور کفار کے بارے میں ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے حق میں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل ۴/۱۰ { (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

(۳) تفسیر نسفی ۲/۱۱۸ { (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) وَالْآلِهَةُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْهُمُ الْكُفَّارُ۔ (وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ) اَنْ دَعَوُا الْاَصْنَامَ لَمْ تَنْقَطِعْ اِجَابَتُهُمْ۔

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۵۰۷ { (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) (مَثَلُ الَّذِيْنَ يَعْبُدُوْنَ) اٰلِهَةً غَيْرَ اللّٰهِ

مثال ان لوگوں کی جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا معبود کی۔

(۵) تفسیر بیضاوی ۲/۲۸۴ { (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) وَالْمُشْرِكُوْنَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الْاَصْنَامَ

اور مشرک لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بلاتے ہیں۔

(۶) تفسیر جلالین ۱۵۳ { (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) يَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِهٖ)

marfat.com

أی عبدہ وھم الاصنام۔

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) تفسیر جامع البیان ۲۱۱ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) الْاَصْنَامَ (مِنْ دُوْنِہٖ) مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تعالیٰ اَوِ الْمُرَادُ مِنَ الَّذِیْنَ الْاَصْنَامُ اَیِ الْاَصْنَامُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَھُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ) ای الاصنام لعدم لیاقتھم۔

اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ نہیں جواب دے سکتے، یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا

(۸) تفسیر کشاف ۲۸۲/۲ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ

(۹) تفسیر موضح القرآن ۲۵۲ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے بتوں کو جو انہیں خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں (لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ) وہ بت ان کا پکارنا اور بلانا نہیں مانتے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت وجماعت سے ثابت ہوگیا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ تم نے اور تمہارے اکابرین نے سمجھا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وہابی " اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے ہو وہ اپنے نفسوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ تمہاری امداد کریں ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَسْمَعُوْا وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ

marfat.com

لَا یَنْصُرُوْنَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنے نفسوں کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف تکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

سُنا یہی ہے تمہاری قبروں کا حال جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔

محمد عمر رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں من دُوْن اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ ماقبل بھی تفاصیل گزر چکی ہیں۔ اب من دون اللہ کی تین شقیں بیان فرمائیں۔

(۱) اپنی جانوں کی مدد کر کے وہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہٰذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) وہ گمراہ ہیں ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اے وہابیو تم ذرا تناغور فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ آیت مومن پر چسپاں نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کرو کیونکہ نمبر (۱) میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ تم آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ اس آیۃ مذکورہ میں معبودین کفار بت مراد ہیں جو جہنم کا ایندھن ہوں گے دوزخ کی آگ سے خود نہ بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ كَیْدًا وَّلَا اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ یہ صفت بت ہے نہ کہ مومنین کی جیسا کہ

marfat.com

تم نے سمجھا ہے کیونکہ مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الٰہی میں مذکور ہے سنیئے

انبیاء ۱۰۱ | اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ
بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ دوزخ سے دور کئے جاویں گے۔

معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہو سکے گا چہ جائیکہ وہ بتوں کے مصداق بن کر دوزخ میں داخل ہوں اور سنئے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ تمام دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائینگے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس آیۃ کریمہ کے یہ لوگ مصداق نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس آیۃ کو غلط سمجھا ہے۔

ارے جن کی شان میں خداوند فرمادیں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ بتوں کی ایات ان پر چسپاں کرو اور وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کر پس پشت ڈال کر یہ کہو کہ وہ نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا ہی نہیں سکتے خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ توشہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی اور گستاخی ہی لے جاؤ گے اُن سے مت بگاڑ ان سے بگڑ گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تمہارا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا سوچ لو یہاں تو دھڑا بندی بنا لو گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئیگا یہ تمہارا دھڑا کام نہ آئیگا فرمان الٰہی لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ یہ بتوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب مفسرین اہل سنت و جماعت سے فتویٰ دریافت فرمایئے۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۱۳ | (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا (وَتَرٰىهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ۔ اور اگر تم بتوں کو ہدایت

marfat.com

کی طرف بلاؤ تو وہ نہیں سنتے (اے آپ ان کو دیکھتے ہیں، یعنی بتوں کو

(۲) جامع البیان ۱۵۰ | (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ
اور اگر تم بتوں کو پکارو

(۳) تفسیر خازن ۲/۲۶۹ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) هٰذِهِ الْاَصْنَامُ وَهِیَ لَیْسَتْ كَذٰلِكَ فَلَا تَكُوْنُ مَعْبُوْدَةً
اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے

(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۹ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الاصنام (یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ) یعنی الاصنام۔

(۵) تفسیر ابن کثیر ۲/۲۷۶ | (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ) یعنی اَنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ لَا تَسْمَعُ دُعَاءَ مَنْ دَعَاهَا
یعنی یہ بت جو شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۶۳۔ شاہ عبدالقادر صاحب | اور جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے تمہارے کی اور نہ ذاتوں اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن | کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ کر لو شاید سمجھ آ جائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی ایت تو تم نے اس کی چھوڑ ہی دی تاکہ پول نہ نکلے نئے

اعراف ۹/۲۴ | اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَا

marfat.com

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنَ

بے شک جن من دون اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل مملوک خدا ہیں پس دعا مانگو تم ان سے تاکہ وہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے شرکاء کو پھر وہ مجھ سے مکر کریں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے کریں)

یہ ہے جناب بتوں کا حال جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے کے لئے ایک ایک بات میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) تفسیر موضح القرآن تحقیق جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب - ہر آئینہ کسانیکہ عبادت میکنند ایشاں را بجز خدا

معلوم ہوا ہے کہ اس آیۃ میں تَدْعُوْنَ سے مراد تَعْبُدُوْنَ ہے جو کوئی اہل سنت و جماعت کسی نبی اللہ ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔

اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَهُمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اى الاصنام۔

جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۵) تفسیر خازن ۲/۲۶۸ (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ يعنى اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِىْ يَعْبُدُهَا هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ

marfat.com

مَمْلُوْكَةٌ لِلّٰهِ اَمْثَالُكُمْ یعنی بت جن کی وہ مشرکین عبادت کرتے ہیں وہ ان کی طرح اللہ کی مملوک ہیں۔

وَفِيْهِ سُؤَالٌ وَهُوَ اَنَّهٗ وَصَفَهُمَا بِاَنَّهُمَا عِبَادٌ مَعَ اَنَّهُمَا جَمَادَاتٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَمَّا ادَّعَوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ اَنْ يُّعْتَقَدُوْا كَوْنَهَا عَاقِلَةً فَاهِمَةً فَوَرَدَتْ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ عَلٰى وَفْقِ مُعْتَقَدِهِمْ تَبْكِيْتًا لَهُمْ وَتَوْبِيْخًا اِنَّمَا وَرَدَتْ فِيْ مَعْرِضِ الْاِسْتِهْزَاءِ بِالْمُشْرِكِيْنَ۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی وصف بندوں سے فرمائی (یعنی بندوں کی مثال فرمائی) بایں طور کہ وہ بندے ہیں باوجودیکہ وہ جمادات ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کر سکتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں واجب ہوا کہ وہ اعتقاد رکھیں ان کے عاقلہ فاہمہ ہونے کا بھی تو یہ الفاظ ان کے عقیدے کے موافق ان کو رد لانے اور جھڑکنے کے لئے وارد ہوئے اور کوئی بات نہیں یہ بیان عباد اَمْثَالُكُمْ کا محض مشرکین کو مخجل کرنے کے لئے وارد ہوا ہے (حقیقت الامر وہ بت ایسے نہیں تو ثابت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مخجل کرتے ہوئے اس آیت کو ان پر چسپاں کرتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ بتوں اور ان کے پرستاروں کو ایسی آیات نازل فرما کر مخجل کرے اور تم بتوں اور کفار کا بدلہ لینے کے لئے وہی آیتیں مومنین اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخجل کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔

(۶) تفسیر نیشاپوری ۹/۹۵ { اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ } فَسُئِلَ كَيْفَ يَحْسُنُ وَصْفُ الْجَمَادَاتِ بِاَنَّهَا عِبَادٌ وَاُجِيْبَ بَعْدَ تَسْلِيْمِ اخْتِصَاصِ الْعِبَادِ بِالْعُقَلَاءِ بِاَنَّ ذٰلِكَ وَرَدَ عَلٰى مُعْتَقَدِهِمْ اَنَّهَا عُقَلَاءُ وَفِيْهِ اَيْضًا نَوْعٌ مِّنَ الْاِسْتِهْزَاءِ

marfat.com

(بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں، پس سوال کیا گیا کہ جمادات کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقلاء کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقاد سے بتوں کا عقلاء ہونا ان کو مسلم تھا۔

اور اس میں بھی ایک قسم کا استہزاء ہے۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۸ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاصنام یعنی بت

(۸) تفسیر کشاف ۲/۱۱۰ { (وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ) وَاِنْ تَدْعُوْا ھٰذِہِ الْاَصْنَامَ (عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) وَتَعُدُّھُمْ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ اِسْتِھْزَاءً بِھِمْ۔

(۹) تفسیر ابن جریر ۹/۹۵ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) یَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاءُہٗ یَا ھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عُبَّادِ الْاَوْثَانِ مُوَبِّخُھُمْ عَلٰی عِبَادَتِھِمْ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو بتوں کی عبادۃ پر توبیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت ان کو نہ ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیُّھَا الْمُشْرِکُوْنَ اٰلِھَۃً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَتَعْبُدُوْنَھَا شُرَکَاءَکُمْ وَکُفَّارًا بِاللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یَقُوْلُ ھُمْ اَمْلَاکٌ لِرَبِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ لَہٗ مَمَالِیْکُ

بے شک اے مشرکو جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مملوک ہیں تمہارے رب کے جیسا کہ تم اسی کے مملوک ہو۔

marfat.com

ثابت ہوا کہ یہ تمہاری پیش کردہ ایت جس کا ماقبل تمام بتوں کی صفات سے پُر ہے یہ مکمل ایت بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس ایت کے مقابلہ میں رب العزۃ نے لف ونشر غیر مرتب سے اپنے محبوبوں کی شان بیان فرمائی ہے جو مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۶۲ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ

(اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے) میں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الٰہی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی ایت کو جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہو اور ان کو محول کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کو محول کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند کو محول کرنا ہے جسکا بدلہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تمہاری مرضی پر موقوف ہے سمجھو یا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱۷ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَالَ اللهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے

اب اُس آیۃ کا فیصلہ تمہارے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

marfat.com

وہابی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بیچارے کتنے مغالطے میں پڑے ہوئے ہو سنو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ مکھی کو بھی اور اگرچہ وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھوڑا نہیں سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو نبی ہوں یا ولی نذریں نیازیں دیتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے نبیوں ولیوں کو اپنی قبر سے مکھی اڑاتے دیکھا یہ حال ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بھاری شرک ہے۔

محمد عمر دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ لے لیے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب نے تو وہابیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کیونکہ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ اور اگرچہ وہ تمام جمع ہو جاویں تو تمہارے اس مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلح و مشورہ ثابت ہو گئیں اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے موحد ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت ہوئے کیونکہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ کیونکہ طالب ایسا کمزور کہ ایسے کمزور کو تسلیم کرتا ہے اور مطلوب اتنا کمزور کہ اس سے مکھی چھین لے جائے تو وہ اس مکھی سے چھڑا نہیں سکتا قبر پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو مکھی چھینے اور کسی شخص نے کبھی قبر پر کوئی چیز رکھی ہے۔ بلکہ وہاں تو ہر وقت مجاور جھاڑو سے صفائی ہی کرتا

لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا

marfat.com

ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالےٰ رزق پہنچاتے ہیں وہ تو تمہارے شعور سے ہی ورا ہے بھلا وہاں مکھی کی کیا جرأت کہ ان سے چھین سکے ارے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے قاصر ہے مکھی بیچاری کی طاقت کہاں جو شے ان کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو موری ختم پڑھ کر کھا گیا یا مجاور قبر سے اسکو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا موری کے متعلق ہے یا مجاور کے یا مساکین وغربا کے ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبور سے ہے نہ کہ قبور سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے اس لحاظ سے تو اہل قبور سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے چیز رکھتے ہو تو تم سے پہلے فوراً مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکتے البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبور سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اسکو وصول ہے اور تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہٰذا تم بموجب اس ایت کے اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہو گا نہ کہ اہل قبور پر تو ثابت ہوا کہ اس ایت کے مصداق اہل قبور نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی بیک وجہ کی تمیز میں بعینہٖ مثل مگس ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس ایت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلا سکے گا؟ یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کو یہ طاقت تھی لیکن معبود وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لاٹھی پھینکتے تو وہ اژدھا بن جاتا چنانچہ وہ ایک دفعہ جادوگروں کی رسیاں نگل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو معبود کہو گے؟ ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ کئے ہوئے ٹکڑوں کو بلایا تو وہ ان کی طرف زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو معبود سمجھو گے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الٰہ سمجھے بیٹھے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری ادنیٰ

marfat.com

مخلوق ہے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کر دئے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چسپاں کر جاتے ہو ان پر مکھیاں بیٹھکر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے تو تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود حقیقی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کھا مانینگے دریا تمہارے غلام ہونگے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہونگے حتیٰ تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچا دیں گے تیرا درجہ عبودیت ہوگا لیکن تیرا ذکر خوشنودی خداوند ہوگا۔ تیرا ادب و احترام اطاعۃ اللہ لکھی جاویگی۔ تیری زندگی قیامت کی ڈھال ہوگی تیری قبر تیرے سبب سے حاجز عذاب الٰہی ہوگی اور باعث نزول رحمت الٰہیہ ہوگی اور مومنین کے واسطے ایۃ من ایات اللہ ہوگی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الٰہیہ ہوگی پھر وہ ایسے ہی کریگا جو تو نے کہدیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہوگی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان و اوثان اور کہاں طاقت عباد اللہ جن کو ھُوَ مَعَکُمْ کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے مکھی نے چھیننا تو کیا ان کی حدود میں مکھی پر نہیں مار سکتی جایئے مدینہ طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ روضہ اطہر کے حرم میں کہیں مکھی نظر نہیں آئیگی تو اس ایت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آیئے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کرلیں کہ اس ایت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کردو کہ یہ ایت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

(۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اے غیرہ وَھُمُ الْاَصْنَامُ۔

marfat.com

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تَدْعُوْنَهُمْ اَیِ الْاَصْنَامَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهَا

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگر جمع ہو جاویں تمام بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ) اَلصَّنَمُ وَالذُّبَابُ اَوِ الْعَابِدُ (وَالْمَطْلُوْبُ) اَوِ الذُّبَابُ اَوِ الصَّنَمُ۔ (کمزور ہے طالب) بت اور مکھی یا عابد (اور مطلوب یا مکھی یا بت

(۳) تفسیر بیضاوی ۳/۲۳۶ { (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الْاَصْنَامَ یعنی بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ) عابد الصنم ومعبودہ او الذباب یطلب مایسلب من الصنم من الطیب والصنم یطلب الذباب منہ السلب او الصنم والذباب۔

(۴) تفسیر نسفی ۳/۸۵ { (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اٰلِهَةٌ بَاطِلَةٌ ۔ (مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ) مَا عَرَفُوْہُ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ حَیْثُ جَعَلُوْا هٰذَا الصَّنَمَ الضَّعِیْفَ شَرِیْکًا لَّهٗ۔

اللہ کے سوا معبود باطلہ من دون اللہ معبود باطلہ ہیں (نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ کا حق اس کے قدر کا) نہیں پہچانا انہوں نے حق اس کے پہچاننے کا جہاں بنایا انہوں نے اس بت کمزور کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۳/۱۱۰ { (یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ) اَلْمُرَادُ بِهٖ عُمُوْمُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْاَصْنَامَ

(۶) تفسیر ابن کثیر ۳/۲۳۵ { (وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ) ای وَلَوِ اجْتَمَعَ جَمِیْعُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ (ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ)

marfat.com

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالْمَطْلُوْبُ الذُّبَابُ۔

(۷) تفسیر کبیر ۶/۲۶۱ { قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَاِنِ اجْتَمَعَتْ لَنْ تَقْدِرَ عَلٰى خَلْقِ ذُبَابٍ عَلٰى صُغْرِهَا وَضَعْفِ الطَّالِبِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۵/۲۳ { جَعَلَ الْمُشْرِكُوْنَ الْاَصْنَامَ مِثْلَ مَا فِيْ يَعْبُدُوْنَهَا۔

(۹) معالم التنزیل ۳/۲۳ { (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) يَعْنِي الْاَصْنَامَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ، وَالْمَعْنٰى اَنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَلَوِ اجْتَمَعَتْ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى خَلْقِ ذُبَابٍ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہو جاویں اس کے لئے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہو جاویں تو ایک مکھی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

(وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانُوْا يُطْلُوْنَ الْاَصْنَامَ بِالزَّعْفَرَانِ فَاِذَا جَفَّ جَاءَ الذُّبَابُ فَاَسْلَبَهٗ مِنْهُ

(اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ لوگ بتوں کو کیسر کے ساتھ طلا کرتے تھے تو جب خشک ہو جاتا مکھیاں آتی تو وہ اس کو اس بت سے چھین لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہ آیت بتوں کے متعلق رب العزت نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تذلیل مقصود ہے نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی اب شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرماویں۔

(۱۰) تفسیر موضح القرآن ۳۵۰ { (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

marfat.com

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ)

بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوجتے ہیں سوا خدا تعالےٰ کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہو دیں تب بھی نہ کر سکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ لے جاوے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

marfat.com

وہابی " جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بچارے خود کمزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ مثال ان لوگوں کی کہ پکڑتے ہیں۔ سوائے اللہ کے کارساز ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔

اس ایت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیا یا انبیار کو کارساز بناتے ہو اللہ تعالے نے ان پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح بودا ہے تو دوسرے کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور انبیار و اولیار جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

محمد عمر " اللہ تعالے تم وہابیوں کو خداوند کریم ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے کیا تمہاری عقل اتنا کریہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیار اللہ اور انبیار اللہ علیہم السلام پر چسپاں کر کے ان کی سب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے مثلاً جو گفتگو میں کسی بھنگی سے اس کے حقیر کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی عالم سے چھیڑ دوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ کر میں نے بھنگی کو خطاب کیا ہے وہی جملے بعینہٖ میں تمہارے اس عالم پر کسوں تو کیا آپ آزردہ خاطر نہ ہونگے بلکہ تم ضرور کہو گے کہ یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہٰذا فقیر تمہیں بھی مودبانہ گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں مسخ ہو گیا ہے۔ جو آیات خداوند تعالے نے بتوں کی حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان

مَثَلُ الْعَنْكَبُوْتِ

marfat.com

کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کو توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی عقیدہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نار سقر سے نجات پا لیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو عمداً و عناداً انبیاء کرام و اولیاء عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا خوف کرو۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں مِنْ دُوْنِ اللہ کی کمزوری کا اظہار فرمایا ہے فرمایا کہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے جیسے اس کو ذرا سا بھی دبایا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی ذات سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص من دُوْنِ اللہ یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کو ذرا سا چھیڑو تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزۃ نے بتوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل فرمایا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہو اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا

ملاحظہ فرمایئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالےٰ نے خود من دون اللہ کی وضاحت فرما دی اِنَّ اللہَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۝

فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ جانتا ہے جن مِنْ دُوْنِ اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شئی ہی نہیں اب تم ہی اے وہابیو فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُوْنِ اللہ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ ہیچ ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں من دون اللہ

marfat.com

کا مصداق کس کو فرمایا ہے ہیں اور ہم مکن پر چسپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

"وہابی" مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

"محمد عمر" نحوی قواعد سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے سنیئے

تفسیر خازن ۱۹۰/۴ | (مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ) اِنَّ الَّذِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَیْسَ بِشَیْءٍ۔

تفسیر کبیر ۶/۶۷۳ | مَا یَدْعُوْنَ لَیْسَ بِشَیْءٍ

اے ظاہری ملانوں کلام خداوندی سے بے خبر اور تفسیر بالرای کرنیوالو انبیاء عظام کو لاشی سمجھتے ہو جن کے متعلق رب العزۃ فرماویں فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہینگے جب تک کہ آپ کی حکومت کو تسلیم نہ کرلیں معلوم ہوا کہ تم لَا یُؤْمِنُوْنَ کی اعلیٰ جماعت میں شمولیت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد حاکم کو لاشیئ سمجھتے ہو میرے خیال میں ابوالاعلیٰ یعنی فرعون کی ابوت کا خطاب بھی اسی وجہ سے مل چکا ہے۔ جن کی شان میں رب العزۃ فرماویں۔

حدید ۲۷/۱ | وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اور وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو۔

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الٰہیہ ضروری ہے۔ خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک اللہ تعالےٰ مومنین کے

marfat.com

ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ تعالےٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پھر فرمایا۔

نحل ۱۴/۱۶ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیزگار وہ ہیں جو ہر وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی معیت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو من دون اللہ کہنا ایمان کے خلاف ہے۔ اور خلاف نص صریح ہے۔

وہابی " تم کہتے ہو کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں میں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہیں سنو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ

اور جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہینگے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ جانتا ہے اس کو۔

اس ایت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں من دون اللہ ہیں لہٰذا تمہارا کہنا کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں یہ غلط ہے اس ایت میں تو نبی اللہ کا من دُوْنِ اللّٰہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

محمد عمر " اللہ تعالےٰ تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اب تک تم انبیاء اللہ

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

marfat.com

اور اولیاء اللہ اصحاب قبور کو مِنْ دُوْنِ اللہ کہتے آئے ہو جب ہر طرف سے دانت کھٹے ہوئے تو تم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہابیہ صرف مرسلین اصحاب قبور کو ہی مِنْ دُوْنِ اللہ کے ہی قائل نہیں بلکہ زندہ مرسلین و انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنْ دُوْنِ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس آیۃ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے عین حیات کا سوال ہو رہا کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقت تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بریت ظاہر فرماویں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہابی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن تمہارے اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنْ دُوْنِ اللہ سمجھتے ہو۔ میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقت تبلیغ رسالت مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں تو یہ صاف انبیاء کرام کا انکار ہے مرزائیوں کو تم ویسے ہی کہتے ہو جب تمہارے فرقہ وہابیہ کا انبیاء کرام کے متعلق یہ ایمان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی کم درجہ رکھتے ہیں۔ ارے جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور ارشاد ہو وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور رسول ہوں بنی اسرائیل کی طرف اور پھر فرمایا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللہِ میں تمہارے لئے ایک پرندے کی شکل گڑھ کر اس میں دم کرتا ہوں تو وہ اڑنے لگ جائیگا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور طاقتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کئی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن بھی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مِنْ دون اللہ ہیں اور من دون اللہ رہینگے۔

marfat.com

وہابی" تم بتاؤ کہ اس آیۃ کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

محمد عمر" بھائی اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے علام علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہا السلام کو من دون اللہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزۃ کا ان کے اتخاذ من دون اللہ کو ظاہر کر کے مشلثین کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرۃ مریم علیہا السلام من دون اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہا السلام نبی اللہ ہیں نبی اللہ من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی من دون اللہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ولی اللہ من دون اللہ نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ تو من دون اللہ نہیں بلکہ کفار کا ان کو اِلٰہ بنانا من دون اللہ ہے بمعنی فعل کفار من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزائیوں سے بھی ترقی کر گئے مرزائیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے بھائی تمہارا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی خرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہوگا جو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ ہونا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر رہا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ان کا من دون اللہ نہ ہونا مومن کی تسلی کر رہا ہے لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو اِلٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام من دون اللہ

marfat.com

ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

وہابی " تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صاف گمراہی ہے سورۃ قرآن میں مذکور ہے فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کو ثابت ہوئی انہیں گمراہی تحقیق انہوں نے پکڑا شیطان کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں۔

اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرہم کو خدا کے سوا مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراحتہً گمراہی ہے۔

محمد عمر " مَعَاذَ اللّٰہِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰہِ تمہاری باتیں سن سن کر دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدلا کر انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یوں گستاخی کر رہے ہیں ہائے مسلمانی کے دعویدار والیسی گستاخی تو ان مقدس ہستیوں کی آریہ اور بھنگی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس آیۃ کریمہ میں رب العلیٰ نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنالیا ہے کیونکہ شیاطین کو اپنا مددگار بنانا یہ من دون اللہ ہے اور شیاطین بھی من دون اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون بنانے والا بھی من دون اللہ تو اس آیۃ کریمہ میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اللہ اولیاء اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ من دون اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر من دون اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان ہو؟ ہرگز نہیں کیونکہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی دینی برزخی آخروی مدد کا کسی وقت قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین

marfat.com

ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معاونت ہے۔ کیونکہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاطین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت تب شروع کرے ۔۔۔۔۔۔ جب پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے اور انبیا اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاطین کا آپس میں روشنی اور تاریکی کا فرق ہے شیطان پر لعنت بھیجے اور مردود کہے تو رحمۃ الہیہ کا مستحق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور اولیاء اللہ کو مرحوم کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاطین سے بچے اور پناہ خداوندی میں رہے تو مومن اور امداد خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے تو مومن کیونکہ اُن سے اجتناب فرض اعیان کی غلامی فرض اِن کی غلامی سے بچا۔ اور اُن کی معیت میں پھنسا اِن کی قت کا قائل اور اُن کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

تو اللہ رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ جس کے تم قائل ہو نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کا جن کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت ہے اور فرمایا ھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ اس مقام پر ولایۃ اللہ کے لئے سچی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا رد ہے نہ کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کیونکہ ہم تو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و امداد کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارے پول کو خداوند نے رد کر دیا اور فرمایا وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن

marfat.com

ہمیں رب العزۃ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ثابت ہوا کہ منعم من اللہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم محال ہے۔ اور معاذ اللہ تم ان پر شیاطین ہونے کا فتویٰ لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

وہابی " اس آیۃ کے متعلق تو خوب تسلی ہو گئی لیکن ایک آیت ہے جس سے خدا تعالےٰ نے تمہاری پیر پرستی کو خوب رگڑا ہے فرمایا اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکَافِرِیْنَ نُزُلًا۔

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز سمجھنا کفر ہے اگر اب بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

محمد عمر " بھائی فقیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کیا پس کفار نے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز یا مددگار بنا لیں گے ؟ (یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے اولیا یا انبیا میرے بغیر تمہاری کارسازی یا امداد کر سکیں کیونکہ) ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام اگر سفارش فرمائینگے یا امداد فرماتے ہیں تو مومنین گنہگاروں کے لئے نہ کہ کفار کے لئے اور یہ مومنین امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ کا بعینہٖ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرح مواقف باب معتزلہ کا

marfat.com

نکال کر دیکھ لو احناف اس کے خلاف ہیں تو یہ ایت وہابیہ پر چسپاں ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو ہمارے گناہوں کی سفارش فرمادینگے تو یہ غلط ہے اگر ضرورت ہے تو ابھی ان کا دامن تھام لو خدا تک پہنچا دینگے اور قیامت کو بھی سفارش فرمادینگے۔

"وہابی" اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہو بندہ خدا کا پکارتا ہے اس کو نزدیک ہیں کہ ہو ویں اوپر اس کے حلقہ حلقہ کے سوائے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو۔

اس ایت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔ ان میں لوگ جو یارسول اللہ یا یا شیخ کے وظیفے پڑھتے ہیں یہ شرک ہے اور شرک کسی طرح جائز نہیں۔

"محمد عمر" فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرما لیا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ (آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں)

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے وہ غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگاتے ہیں اور خصوصاً وہابیہ کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہابیہ کا شرک ٹوٹے وہابیہ جو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے سے بھاگتا ہے جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور تاکہ وہابی کر

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

marfat.com

معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی یا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ لگاتے ہیں تاکہ وہابی کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے ولی ہونے کی حیثیت سے بزرگانہ طور پر پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر نہ نبی سمجھ کر تمہارے اس شرک کو توڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو تمہیں ضرور ظن ہو گا کہ یہ لوگ معبود سمجھ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تمہارا یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کہ لیا کریں گے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی الوہیت کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اسی واسطے اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ کی شرح وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک سمجھنا یعنی الوہیت میں جانبی... سمجھنا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تمہارا خود ساختہ ہے۔ ان قیودات سے قانون خداوند مذکور نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

وہابی "خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔

محمد عمر "جو شخص بے دین ہو جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چھین لیتے ہیں قرآن کریم کی اصطلاح ہے کہ جس ایت کریمہ میں دعا کا مفعول من دون اللہ ہو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہو گی اور فاعل کفار ہوں گے اور معبودون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الالوہیت ہو گا۔ دعا بمعنی عبادۃ ہو گی۔ جیسا کہ اشکہ مذکرہ میں مذکور ہوا نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادۃ ہو گی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔

marfat.com

یہ تمہاری اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے۔ جب کوئی چارہ نہیں چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ حاجات کو مقید کرتے ہو جب اعتراضات کی بوچھاڑ پڑی تو ایک ایسے بھی دبابی پیدا ہو گئے جنہوں نے مافوق الاسباب کی قید بڑھا دی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو ہی اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو وہابیہ ڈگمگا گئے اور سلسلہ قیودات شروع کر دیا سنیئے

(۱) بقرہ ۱/۳ { وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا بھی شرک ہوگا۔

(۲) ال عمران ۴/۱۶ { وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرٰىكُمْ۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکارتے تھے تمہاری پچھلی جانب سے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلایا کیا معاذ اللہ آپ پر بھی فتوی شرک چسپاں کرو گے۔

(۳) انفال ۹/۳ { يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

(۴) نور ۱۸/۸ { لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
اور نہ بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کا بلاتے ہو۔

اگر تمہارے معنی ہی لے لیے جاویں کہ ہر داعی مشرک ہے تو پھر اس آیۃ سے تمام مشرک ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

marfat.com

(۵) قصص ۲۸/۲۵ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ شعیب علیہ السلام کی بیٹی کہتی ہے (کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے) شعیب علیہ السلام پر فتویٰ لگاؤ گے یا ان کی لڑکی پر

(۶) دخان ۴۴/۲۵ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ کیا سب جنتی معاذ اللہ مشرک ہونگے۔

(۷) بقرہ ۲/۲۲۱ وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔

خدا پر بھی فتویٰ لگاؤ کیونکہ وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ کو پکارتا ہے۔ خداوند پر بھی فتویٰ جڑو۔

(۸) بنی اسرائیل ۱۷/۷۱ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ اسی دن پکاریں گے ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ

(۹) ال عمران ۳/۶۱ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ

(۱۰) مومنون ۲۳/۷۴ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور بے شک آپ ان کو بلاتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فتویٰ لگا دو۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

تو ان آیات دعا سے جب دعا بمعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اور ان آیات کریمہ میں دعا موجود لیکن یہ مدعین مشرک دبن سکے تو مابعد کے وہابی . . . محض پکارنے والوں پر فتویٰ لگانا بیوقوفی سمجھتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو

marfat.com

شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو شیوہ کفار ہے نہ مومنین اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہوگی۔ ورنہ نہیں کیونکہ عبادۃ محض اللہ جل شانہٗ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

(۱) مومنون ۱۸/۶ { وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ

(۲) شعراء ۱۹/۱۱ { فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ

(۳) نمل ۲۰/۵ { ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ

(۴) نمل ۲۰/۹ { وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

(۵) فرقان ۱۹/۶ { وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ

تو ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرکت مِنْ دُوْنِ اللّٰہ محال ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعاً مطلقاً دعا ممنوع نہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الالوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ اِلٰہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اُس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد ۱۳/۲ { (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کے تحت فرماتے ہیں۔

marfat.com

بخاری شریف ۲/۶۸۰ } وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونو ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔

تو ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی دعا سے غیر معبود کی عبادت مراد لی ہے۔ محض دعا لغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ ہے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو تمہارے عقیدہ وہابیہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جڑ کاٹ کر رکھ دی جو تم لوگ اکابرین کے محض پکارنے کو عبادت بنا بیٹھے ہو ثابت ہوا کہ الرمیت میں غیر کو پکارنا عبادۃ ہے اور یہی معنی الدعاء ھو العبادۃ کے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۷۱۵ } مَا تَدْعُوْنَ لَا لِيُسْتَحَقَّ اَنْ يُعْبَدَ

اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خطرہ سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی حوالجات تحریر کئے جاتے۔

"وہابی" "بی مولانا بالکل تسلی ہو گئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم میں مذکور ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا"

کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوا اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھولنا برائی

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ

marfat.com

کا تم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کو نسا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈراتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بھلا باقی مذکورہ ایات تو واقعی کفار اور بتوں کی توہین کے واسطے رب العزۃ نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ ایت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جسنے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ ایت خصوصاً ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیائے کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکلکشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی انشاءاللہ نہیں دے سکے گا۔

محمد عمر " دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں الٰہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل و علیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بنات اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر ویسا ہی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تفریط سے بھی تو کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھ کر کفر کیا روم ۲۱/۶ ۔۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ

پس ہمبرزمایئے۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ حنیف بھی آپ کو بے یقینے لوگ لیکن اہل سنت وجماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذلیل کرنے والے کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فَلَا يُبْلِغُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ چونکہ تم ان کو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو بنات اللہ کہتے ہو اس لئے وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کرینگے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ سے فتوی کفر ثبت فرمایا ہوا ہے اور یہ حکم کفار کو بطور سزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بجائے ابن اللہ کہکر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گو نبی اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کرینگے کیونکہ تم کافر ہو اس ایت کریمہ میں کفار کو ان کے کفریہ عقیدے کی بنا پر بے اُمید کر کے عتاب ہوا ہے نہ کہ تذلیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مردے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے ماننے والے ان کی سفارش سے بھی محروم رہیں کتنی بُری بات ہے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ذلیل ثابت کر کے جھڑکیاں دیں کہ ایسے اولوالعزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفریہ عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ کیوں نہیں بنا لیتے تاکہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے لیکن ان کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان لے آئیں تو ان کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آڑے آتا ہے تو خیر! یہ ایت کفار کی تذلیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کو کیونکہ کفار سے ان کا تکلیف کو نہ دور کرنا معاذ اللہ ان کی خفت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے تکلیف یعنی عذاب الٰہی کو دور نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پول

marfat.com

نکال کر رکھ دیا کہ ہوں رحمۃ اللعالمین لیکن تم محروم تو ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمہارا کمزور سمجھنا تمہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی سفارش سے محروم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفت نہیں بلکہ تمہاری خفت ہے ایسے ہی مذکورہ بالا آیت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استفادہ سے محروم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھے بیٹھے ہو جب اللہ تعالےٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بے اُمیدی ثابت کر دی تو اب اُن کفار مشلثین کو شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو بھی الوہیت سے مبرا فرمایا اور آگے فرمایا اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ یہی وہ لوگ ہیں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو) جن کی عبادت کرتے ہو (وہ معبود نہیں بن سکتے کیونکہ وہ خود) اپنے رب کی طرف جو نسا ان کا زیادہ قریب ہے (مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے رب کی طرف وہ (اس کا) وسیلہ طلب کرتے ہیں۔ جملہ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ آپ ہی ہیں جن سے ان کی نبوت عیاں ہے اور قیامت میں بھی سب انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے۔ جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائینگے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیاء کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکاریں گے تو اللہ تعالےٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے تمہارے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دئے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہونگے اور ان کی نبوت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے محتاج ہے چہ جائیکہ تم ان کو معبود تسلیم کرو کتنی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے

marfat.com

اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام تک فائز ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا خواستگار رہو تم ان پر کفار کی آیتیں چسپاں کرو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے وہابیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تمہارے وہابیوں کے پھندوں میں نہیں آسکتے سنیئے۔

بخاری شریف ۲/۱۰۲۴ { وَتَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہرادے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتیٰ کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان (خارجیوں) کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چسپاں کریگے۔ وہ ان کو مومنوں پر۔

قسطلانی ۱۰/۴ { وَصَلَهُ الطَّبَرِىُّ فِىْ تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ فِىْ مُسْنَدِ عَلِىٍّ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک مستند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سبحان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی

marfat.com

فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہونگے۔ کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کرینگے اور اب تم فیصلہ کرلو کہ یہ شعار وہابیہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود فیصلہ کرو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور ملحد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مروجہ ہے جس میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قسطلانی ۱۰/۸۴ میں ملاحظہ فرمالیں آیئے اب اس آیۃ کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت وجماعت سے کرالیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الٰہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ ایت نازل ہوئی ہے یا نہیں۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۷۷ (قُلْ) لَهُمْ (اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَنَّهُمْ اٰلِهَةٌ (مِنْ دُوْنِهٖ) كَالْمَلٰٓئِكَةِ وَعِيْسٰى عليه السلام وعزير عليه السلام فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا

فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفار کو کہ بلا لو جن کو تم معبود گمان کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللہ (یعنی رسول اللہ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس حیثیت سے ان کو بلا لو) مثل فرشتوں کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیر علیہ السلام کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو ہٹا نہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کرہی سکتے ہیں۔ (تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے تمہاری پکار کا جواب نہ دینگے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کرینگے۔ کیونکہ تم نے خلاف رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم انکو حیثیت رسول اللہ ہونے کے بھی پکارو گے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے۔

marfat.com

(۲) تفسیر نسفی ۲۴۵ { (قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَنَّهَا اٰلِهَةٌ

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۶ { (قل) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ عَبَدَ (غَيْرُ اللّٰهِ

فرما دیجئے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادۃ کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر ۵/۶۵ { اِعْلَمْ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الرَّدُّ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ ذَكَرْنَا اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ لَنَا اَهْلِيَّةٌ اَنْ نَشْتَغِلَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَنَحْنُ نَعْبُدُ بَعْضَ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ ثُمَّ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوْا لِذٰلِكَ الْمَلَكِ الَّذِيْ عَبَدُوْهُ تِمْثَالًا وَصُوْرَةً وَاشْتَغَلُوْا بِعِبَادَتِهٖ عَلٰى هٰذَا التَّاْوِيْلِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اِحْتَجَّ عَلٰى بُطْلَانِ قَوْلِهِمْ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ۔

جان لے کہ مقصود اس آیۃ سے مشرکین کا رد ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادۃ سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنایا اُن فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجسمے اور تصاویریں اور اس کی عبادۃ کے ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں ان کی بات کے رد پر دلیل پیش فرمائی۔

اس آیۃ کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت وجماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کے بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی

marfat.com

مشرکوں کا رویہ ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے یہاں مراد ہیں۔

وہابی "نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح ولیوں اور نبیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ وُدّ و یعوق و نسر و یغوث و سُواع یہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلاشک بخاری شریف نکال کر دیکھ لو تو نوح علیہ السلام نے بددعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار وُدّ و یعوق و نسر وغیرھم کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو مانتے ہی نہیں اللہ تعالےٰ نے اُن تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یاد رکھو تم بھی اسی لائق ہو کوئی عبدالقادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب شرک ہے تم تسلیم کر دیا نہ۔

محمد عُمر "خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کی اور مطلب جدھر مرضی چاہی پھیر کر لے گئے ذرا یہ آیت قرآنی ملاحظہ ہو۔

نوح ۲۹/۲ { وَقَالُوْا لَاتَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَاتَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَاسُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا } اور انہوں نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم وَدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یَغُوْث کو اور نہ یَعُوْق اور نہ نسر کو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرق نہیں کرتے لَاتَذَرُنَّ کو پڑھ لیا اور اٰلِهَتَكُمْ کو چھوڑ دیا افسوس صاف اتنا موٹا لفظ لکھا ہوا

marfat.com

ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے عائد ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر ان کو الٰہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا فرمائی تو خداوند نے بھی ان کو غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفار بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو

بخاری شریف ۲/۷۳۲ کتاب التوحید ۱۵ محمد بن عبد الوہاب

حدثنا ابراھیم ابن موسیٰ قال اخبرنا ھشام عن ابن جریج وقال عطاء عن ابن عباس صارت الاوثان التی کانت فی قوم نوح فی العرب بعد اما ودّ کانت بکلب بدومۃ الجندل واما سواع کانت لھذیل واما یغوث فکانت لمراد ثم لبنی غطیف بالجوف عند سبا واما یعوق فکانت لھمدان واما نسر فکانت لحمیر لآل ذی الکلاع واسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسمّوھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ ودّ شہر دومہ جندل میں بنی کلب کا بت تھا اور لیکن سواع ہذیل کا بت تھا اور لیکن یغوث بنی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل سبا مدینہ بلقیس میں بنی غطیف نے اس کو اپنا معبود بنا لیا اور لیکن یعوق بت ہمدان نے اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور لیکن نسر بت ذوالکلاع کی آل حمیر قبیلے کا معبود تھا اور نسر وغیرہم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام سے پکارے جاتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ جہاں

marfat.com

یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے مجسمے بت بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان بتوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطانی انگیخت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی حتیٰ کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان بتوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اور اے حدیث شریف کے چور و حدیث نے تمہارا پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے مجسمے بت بنا نصب کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان بتوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے پھر اسے شارحین بخاری سے دریافت فرمالیں۔

فتح الباری ۲۰/۳۷۶ شرح بخاری شریف

قال فی قولہ تعالیٰ وداً ولا سواعا الایۃ قال اَصْنَامٌ کانت قوم نوح یَعْبُدُوْنَھُمْ

اللہ تعالیٰ کے فرمان وداً ولا سواعا اخیر آیت تک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی وہ عبادۃ کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی

فتح الباری ۲۰/۳۷۸ شرح بخاری شریف

فَمَاتَ رَجُلٌ مِنْھُمْ فَجُزِعَ عَلَیْہِ فَجُعِلَ لَا یُصْبَرُ عَنْہُ فَاَخَذَ مِثَالًا عَلٰی صُوْرَتِہٖ فَکُلَّمَا اشْتَاقَ عَلَیْہِ نَظَرُوْہُ ثُمَّ مَاتَ فَفُعِلَ بِہٖ کَمَا فُعِلَ

جب مر گیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پیٹا گیا پھر اس سے صبر نہ کیا جاتا تو اس کی صورۃ کی ایک مثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔

اور قسطلانی شارح بخاری شریف نے بھی ۷/۴۰۱ میں یہی تحقیق کی ہے۔

marfat.com

یہ ہے جناب کی پوری جو قرآن میں بھی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرقے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ ان کی تصویر اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمدیہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلاں بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلاتا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ معتقدین صاحب قبور سے عبرت حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی جیسے بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ اگر کوئی کھانے کی منت مانی ہو تو وہ صاحب قبر کی طرف سے وہاں فقرا کو تقسیم کر آتا ہے بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جانور کی منت مانی ہو تو وہ وہی جانور لیجا کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کر آتا ہے اور جو خلاف شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کر دو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں شرابیوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکورہ بالا امورات کو شرک یا ناجائز ثابت کر دو وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ۔ اور ہا بیو باز آجاؤ اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے اعمال کو بے ایمانی کی رَو میں نہ بہاؤ۔

تو ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے متعلقہ تھیں چاہے کسی نے نبیوں ولیوں کے بت ہی کیوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعا مِنْ دُوْنِ اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللہ سے مراد بت ہیں

marfat.com

جیسا کہ مفسرین اہل سنت وجماعت کے اجماع سے ثابت ہوگیا آیئے حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کردوں۔

بخاری شریف ۲/۷۱۰ (مِنْ دُوْنِہٖ) بِالْاَوْثَانِ

اور قرآن کریم میں بھی جو مِنْ دُوْنِ اللہِ کے صفات رب العزۃ نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کئے گئے جو تم نے سن لئے ہیں کہ من دون اللہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۱) مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مِنْ دُوْنِ اللہِ قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔	اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب دیتے ہیں۔
(۲) وَھُمْ عَنْ دُعَائِھِمْ غٰفِلُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔	اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں ہیں۔
(۳) وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَاءً جب اُٹھائے جائینگے تو مِنْ دُوْنِ اللہ ان کے دشمن ہوں گے۔	یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین کو بچائینگے اور سفارش کرینگے نساء ۵/۴ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنْ لَّہٗ نَصِیْبٌ مِّنْھَا جھوٹے معبودین کی طرح انشاء اللہ دشمن نہ ہونگے کیونکہ یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی شان ہوگی۔
(۴) وَکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ	یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اور وہ مِنْ دُوْنِ اللہ اپنے عابدین کی عبادت کا انکار کرینگے۔	ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار نہ فرمادینگے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رب امتی فرماکر گنہگاروں کی بخشش فرمادینگے اور پیران عظام بھی سفارش کرینگے اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے۔ یہ شیوہ مذکورہ ایت کا مِنْ دُوْنِ اللہ معبودین کا ہے۔
(۵) مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ مِنْ دُوْنِ اللہ وہ ہیں۔ جو کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔	اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ کے مالک ہیں جو واضح ہو چکا لہٰذا وہ من دُوْنِ اللہ نہ ہوئے کیونکہ یہ شان رسالت و ولایت کے خلاف ہے شان اہل اللہ یہ ہے قُلْنَا یَا ذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھڑے ہوئے نہیں بلکہ خداوند کے پیدا شدہ ہیں۔ اور اگے خلق کی طاقت بھی عطائی رکھتے ہیں لہٰذا من دون اللہ نہ ہوئے۔
(۶) لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھڑے ہوئے ہیں۔	
(۷) اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ مِنْ دُوْنِ اللہ	اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام کی ذات مبرا ہے جیسا کہ واضح ہو چکا لہٰذا من

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
ہیں ذاتی موت ہے جمود ہیں حیات ہے ہی نہیں کسی وقت بھی ۔	دُونِ اللہ نہ ہوئے
(۸) وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يُبْعَثُونَ اور من دون اللہ قیامت سے بے خبر ہیں۔	یہ بھی جھوٹے معبودین کی شان ہے انبیاء کرام واولیاء کرام قیامت سے باخبر ہیں لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں نہ ہوئی تو من دون اللہ نہ ثابت ہوئے۔
(۹) قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِيْنَ ۔ (فرشتے جان لینے آئینگے تو وہ سوال کرینگے تو عابدین اپنے جھوٹے معبودین کا انکار کرینگے) ترجمہ۔ کہینگے کہ وہ مِنْ دُوْنِ اللہ ہم سے غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا خود اقرار کرینگے۔	یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ متبعین رسل واولیاء اللہ بوقت موت ان کو غائب نہ کہینگے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوقت موت اپنے غلاموں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں اور ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا اسوقت انکار بھی نہیں کرتا لہٰذا من دون اللہ نہ ہوئے اگر من دون اللہ ہوتے تو اس وقت جھوٹے معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔
(۱۰) لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۔ (وہ من دون اللہ) نہیں قبول کرتے وہ ان کی دعا کو کچھ بھی مگر جیسا کہ کوئی اپنے دونوں ہاتھ	انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اور ان کی قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو ہر وقت پہنچتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ رہیگا ورنہ ولایت کا خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان من دون اللہ کی ہے ثابت ہوا۔ کہ

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
پانی کی طرف لپکے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا	اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں ہیں۔
(۱۱) عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔	انسانوں کی مثل تو ہیں لیکن انسان نہیں کیونکہ اُن کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔
اعراف ۹/۲۴ } من دون اللہ تمہاری مثل نہیں (نظر آتے ہیں) پھر پکارو تو سہی ان کو اگر تم (ان کی عبادہ میں) سچے ہو تو تمہاری بات کا جواب تو دیں۔	من دون اللہ سے مراد بت ہے۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کیونکہ وہ آدمیوں جیسے تصور میں تو نظر آتے ہیں چونکہ وہ جمادات ہیں جواب نہیں دے سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اس سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ کے ماتحت نہیں اگر اصحاب قبور کو کلام کی جاوے۔ تو جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ من دون اللہ نہیں۔
(۱۲) اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا	یہ بتوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں ہیں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی حالت اس کے برعکس ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے کہ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ان کو ملائکہ
کیا من دون اللہ کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن	

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں	استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ من دون اللہ ہوں سنیں اور نہ دیکھیں وغیرہ وغیرہ تو معاذ اللہ فرشتے ایسوں کا استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ شان بتوں کی ہے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کھاتے ہیں پیتے ہیں جنت کے باغات میں عیش کرتے ہیں ان کی سمع و بصر وغیرہ ہم سے زیادہ قوی ہیں۔
(۱۳) اعراف ۹/۲۴ { لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ۔ من دون اللہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔	یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی تیرھویں صفت ہے کہ وہ اپنی جانوں کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتے چہ جائیکہ وہ تمہاری مدد کر سکیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت کو بخشا کر جنت میں لے جائیں گے اور اولیاء اللہ بھی بعد ازاں سفارش کر کے بخشائیں گے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ دُوْنِ اللہ نہیں بلکہ یہ ہیں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(۱۴) وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا۔ اور اگر تم مِن دُوْنِ اللہ کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ ہدایت سنتے ہی نہیں۔	اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ من دون اللہ بے ہدایتے ہیں اور ان کی شان ہے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَمَا بَيْنَهُمَا تَنَاقُضٌ لہذا حزب اللہ من دون اللہ نہ کہلائینگے۔

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۱۵) وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۔ اور آپ مِنْ دُوْنِ اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی طرف وہ بھی تکتے ہیں حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔	مِنْ دُوْنِ اللہ کی شان یہ ہے کہ ان میں قوۃ باصرہ نہیں تو وہ بت ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی وَتَرَاهُمْ فرما کر من دون اللہ سے ممتاز فرمایا۔
(۱۶) حج ۱۷/۱۰ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۔ اگر وہ تمام من دون اللہ جمع ہو جاویں تو ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔	یہ شان ہے من دون اللہ کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم لِمَا يُحْيِيكُمْ سے تمام کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام مخلوق کی زندگی کے سبب حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پتھر کی طرف یا کنکروں کی آپ کی نگاہ پاک اٹھی تو جانور بن گئے بلکہ گویا بن گئے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام من دُوْنِ اللہ نہیں۔
(۱۷) وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۔ اور اگر مِنْ دُوْنِ اللہ سے مکھی کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے۔	یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی سترھویں صفت ہے کہ ان سے اگر مکھی کچھ چھین کر لے جاوے تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے اور شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ دوزخ سے چھڑا سکتے ہیں اُدھر مِنْ دُوْنِ اللہ میں اتنی کمزوری اور اِدھر اتنی طاقت کہ عزرائیل نزدیک آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتا

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
	کھی کی تو کیا ہی طاقت ہے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام من دون اللہ نہیں من دون اللہ بت ہی ہیں۔
(۱۸) بنی اسرائیل ۱۵/۶ نَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ۔ پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف دور کرنے کے	یہ من دون اللہ کی اٹھارویں صفت ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کر سکتے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ انبیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللہ اور حِزْبَ اللہ هُمُ الْغَالِبُوْنَ کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی من دون اللہ نہیں ہو سکتے۔ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ایمان دار کے واسطے اشارہ کافی ہے۔
(۱۹) عنکبوت ۲۰/۴ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا	نساء ۵/۲۰ لِبِئْسِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ان

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ	اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے من دون اللہ کو مددگار یا کارساز پکڑا مثل مکڑی کی ہے۔	ان منافقوں کو عذاب الیم کی خوشخبری دیجئے جو مومنوں کے سوا اپنا مددگار بناتے ہیں۔
	نساء ۵/۲۱ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
	اے ایمان والو مومنین کے سوا کفار کو اپنے مددگار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین من دون اللہ بھی نہیں اور کمثل العنکبوت بھی نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ کمثل العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شیئ تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی امداد بغیر کچھ نہیں ملتا۔
(۲۰) عنکبوت ۲۰/۴ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ	وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ
بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن من دون اللہ کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں	معلوم ہوا کہ من دون اللہ نہیں من شیئ و کہاں اور رحمۃ للعالمین کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو
(۲۱) اعراف ۸/۳ اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ	اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے من

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بے شک انہوں بنالیا ہے شیاطین من دون اللہ کو کارساز	دُوْنِ اللہ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور شیطان کو من دون اللہ کہا اور شیاطین سے مسلمان کو۔ خدا کی پناہ اور شیاطین کا کام ہے اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ اپنے دوستوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر گمراہ کرنا اور انبیاء کرام کا عمل ہے ھدایت اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور آپ ہی کی اطاعت میں بھی یہی فعل ہے اولیاء کرام کا اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا تو اولیاء الشیاطین اور شیاطین کے احکام والی آیات کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا اور اُن جیسا سمجھنے والا وہ ابلیسی جماعت کا نمائندہ ہے حزب اللہ سے اسے سروکار نہیں۔ شیاطین من دون اللہ ثابت ہوئے نہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ قدس اور اگر ان کو من دون اللہ سمجھو گے تو پھر تم مطیع شیطان ہی کہلاؤ گے اور امت شیطان کہلانے کے حقدار ہو گے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ کہلا سکو گے۔

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۲۲) سبا ۲۲/۳ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان من دون اللہ سے جن کو تم گمان کرتے ہو نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔	یہ من دون اللہ کی بائیسویں صفت ہے کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا مالک نہیں بنایا حالانکہ عباد اللہ کی شان یہ ہے۔ نساء ۵/۸:- أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا کیا جلتے ہیں لوگ اس چیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی آل کو کتاب اور حکمۃ اور دیا ہم نے ان کو مُلکٌ عَظِیمٌ۔ ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ من دون اللہ نہیں ہیں۔
(۲۳) فاطر ۲۲/۵ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتِهِ مِنْهُ کیا من دون اللہ کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بینہ پر ہیں۔	مومن ۲۴/۷ جَاءَتْنِي الْبَيِّنَاتُ مِن رَّبِّي میرے پاس میرے رب کی طرف سے بینات آئیں۔ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ہم نے آپ کی طرف کتاب اتاری معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اتاری گئی تو من دون اللہ نہ ہوئے کیونکہ من

marfat.com

دُون اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

(۲۴) لقمان ۲۱/۳۰ ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ۔

یہ بسبب اس کے کہ اللہ تعالےٰ وہ حق ہے اور جس من دُونِ اللہِ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔

حج ۱۷/۸ ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّمَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ۔

یہ بسبب اس کے کہ اللہ تعالےٰ وہ حق ہے اور جس مِنْ دُوْنِ اللہ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہی باطل ہے۔

دعا بمعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

اگر یَدْعُوْنَ کے معنی صرف پکارنا ہی لئے جاوینگے تو بڑی خرابی لازم آئیگی جس کو تم پکارو گے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت ہوگا اور اگر من دون اللہ سے مراد اگر بت نہ لئے جاویں بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء و انبیاء اللہ بموجب ان دونوں آیات کے اباطیل ثابت ہونگے حالانکہ باطل آجاوے تو اس پر اللہ تعالےٰ حق کو پھینکتے ہیں تو وہ حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالےٰ ثابت و غالب رکھتے ہیں اور باطل کو مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب دلائل کے نزدیک انبیاء کرام و اولیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللہ اور باطل ٹھہرے تو بت اور کفار کو تو ضرور حق سمجھنے ہونگے اور اسی لئے کفر کا ساتھ دیتے ہیں اور حزب اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ لہ العزۃ

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
انبیاء ۱۷/۲ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ۔ بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ جاتا ہے۔	کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار کیوں نہ چلائیں۔
انفال ۹/۱ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔ تاکہ ثابت رکھے اللہ تعالےٰ حق کو اور تباہ کرے باطل کو۔	اور پھر فرمایا لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام رسول اور حِزْبُ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ کا حکم تو اولیاء اللہ کو مل چکا ہے ثابت ہوا کہ یہ تمام من دون اللہ نہیں ورنہ ان کو اللہ غلبہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام من دون اللہ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل کی اطاعت کرتے باطل کا دین قبول کیا ہے۔ باطل کی امت ہو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لائے اور نعمت اللہ یعنی رسل کو من دون اللہ کہہ کر رسالت کا صاف انکار ہے معلوم ہوا
نحل ۱۶/۱۰ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار کرتے ہیں اور من دون اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔	

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
محمد ۲۶/۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کی تابعداری کرتے ہیں۔	اولیاء اللہ ورسل من دون اللہ نہیں اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ نساء ۵/۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اس آیۃ کریمہ سابقہ میں ثابت کیا گیا کہ اگر تم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو فرمانبرداری کرو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری غلامی کرو اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا کہ اگر تم نجات چاہتے ہو تو اللہ کی تابعداری کرو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے اولو الامر ہوں اگر یہ سب اباطیل ہوتے تو ان کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر ان کی اطاعت کا حکم ہے تو باطل نہ ہوئے جب باطل ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ تمام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔
(۲۵) انبیاء ۱۷/۷ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ لَوْ كَانَ	نساء ۵/۱۱ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا جو شخص تابعداری کرے گا

marfat.com

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون لو کان ہؤلاء آلہۃ ما وردوہا وکل فیہا خالدون لہم فیہا زفیر وہم فیہا لا یسمعون	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر چوکیدار بنا کر نہیں بھیجا۔
بلاشک تم (کفار) اور جن من دون اللہ کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں تم تمام اس جہنم کو داخل ہونیوالے ہو اگر معبود ہوتے جہنم میں داخل نہ ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہینگے اس جہنم میں (دوزخیوں کا) شور ہوگا اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔	

جب یہ ایت نازل ہوئی تو ابن زبعری سہمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاصمہ کیا کہ تو نے کہا ہے اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو ابن زبعری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیز علیہ السلام کی عبادت نہیں کرتے تمہارے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جہنمی ثابت ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلْ یَعْبُدُوْنَ الشَّیْطَانَ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

خازن ۴/۲۶۶ تو اللہ تعالے نے اس کے رد میں ایت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَہُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْہَا مُبْعَدُوْنَ اور بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی مقدر ہو چکی یہی وہ اس سے دور کئے جاوینگے۔

تو ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھنے والا پہلا زبعری یہودی تھا۔ جو وہابیوں کا اس امر میں پیشوا ہے تو جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے

marfat.com

ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے مجسمے وغیرہ بنا کر اپنے معبد خانوں میں رکھتے ہیں اور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہلا سکتی اگر کہلا سکتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا کہ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء وصالحین کے صور کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے مراد بات ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا ایندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہونا ہے۔

الحاصل جس مقام پر توحید الٰہی کے مقابلہ میں من دون اللہ کی تذلیل مقصود ہو تو وہاں دو صورتیں ہونگی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود جعلی کی تذلیل اگر معبود جعلی کی تذلیل مذکور ہو تو من دون اللہ سے بت یا شیطان مراد ہونگے اور ان کے عابدین پر فتوی کفر و شرک مذکور ہوگا اور اُن سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہو ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف چل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب من دون اللہ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت متصور ہوگی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کیے جاوینگے اور وہ بھی من دون اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود میں

marfat.com

کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے تو یا وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہم ہونگے تو اس مقام پر عابدین من دون اللہ ہونگے اور ان کا فعل اتخاذ یعنی ان کا عبادت کرنا من دون اللہ ہوگا انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا ملائکہ اللہ من دون اللہ نہ ہونگے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں من دون اللہ کہا گیا ان کو پکارنا استغاثہ کرنا ان کی تعظیم کرنا ان کی قبور پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی اللہ ہوگا معیت الٰہیہ حاصل ہوگی من دون اللہ نہ ہوں گے۔

من دون اللہ کو قرآن کریم میں بہت معانی سے رب العزت نے استعمال فرمایا ہے مثلاً

(۱) اعراف ۳۰/۳	اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	۱ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطٰن ہیں
(۲) عنکبوت ۲۰/۲	اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی جو بت ہیں۔	۲ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ بت ہیں یہاں الٰھًا محذوف ہے
عنکبوت ۲۰/۳	اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کو معبود (جو بت ہیں)	
(۳) یٰس ۲۳/۵	ءَاَتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اور بنایا انہوں نے مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کو معبود	۳ کفار کا فعل اتخاذ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہے۔

marfat.com

(۴) شوریٰ ۲۵/۵ { وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ

۴

من دون اللہ بمعنی ماسوی اللہ

اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جو ان کی مدد کرے ماسوی اللہ کے۔

(۵) جن ۲۹/۱ { وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ

۵

یہاں دون کے معنی برے لیے گئے ہیں۔

اور بے شک ہم سے بعض نیک ہیں اور بعض ہم سے برے ہیں۔

مریم ۱۶/۲ { فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا - پس بنایا مریم علیہا السلام نے ورے ان کے پردہ

(۶) قصص ۲۰/۳ { وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ

۶

من دون بمعنی ورے

اور پائیں موسیٰ علیہ السلام نے ورے ان کے دو عورتیں بکریاں ہٹاتی ہوئیں۔

فتح ۲۶/۴ { فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا پس کردی اللہ نے ورے اس کے فتح قریب

کہف ۱۶/۱۱ { حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا حتیٰ کہ جب پہنچے ذوالقرنین مطلع شمس تک پایا

marfat.com

اس کو ایسی قوم پر طلوع کرتا ہے جو نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے ورے ان کے کوئی پردا

(۷) نساء ۵/۲۱ { یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے ایمان والو کافروں کو مددگار نہ بناؤ (کیونکہ) ایمان والوں کے من دون ہیں۔

(۸) ءَاِفْکًا اٰلِھَۃً دُوْنَ اللّٰہِ تُرِیْدُوْنَ — من دون بمعنی مخالف

غیر اللہ کے جھوٹے معبودوں کا ارادہ رکھتے — دون اللہ بمعنی غیر اللہ

ہو تم اور بھی من دون کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تم وہابی بیچارے ایک غیر کے معنی جانتے ہو اور مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ مِنْ دُوْنِ آیا غیر کے معنی کرلے معنی دوست ہوں یا متقدمین ومتاخرین سے نہ مشورہ لیا کیا تیرہ سو سال سے اس آیۃ کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے برخلاف کیوں چلیں خداوند تمہیں ہدایت دے۔ یاد رکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہنا چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ میں شامل فرماوے ہمیں من دون اللہ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھائے اور یہی ہمیں سبق ملا ہے کہ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی دعا خدا سے مانگو تا کہ خداوند ہمردم ابرار وصالحین کی معیت عطا فرماوے تا کہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا ساتھی بن جاوے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

بقرہ ۱/۱۴ { وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اور جانو تم کہ اللہ تعالےٰ متقین کے ساتھ ہے۔

" ۲/۳۳ { وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالےٰ صبرین کے ساتھ ہے۔

انفال ۹/۲ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور بے شک اللہ تعالےٰ مومنین کے ساتھ ہے

marfat.com

نحل ۱۴/۱۶ } اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالےٰ متقین کے ساتھ ہے اور جو نیکی کرنے والے ہیں۔ من دون اللہ کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا چہ جائیکہ معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ملائکۃ اللہ پر کیا جاوے کچھ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور ولی اللہ کو غیر اللہ نہ سمجھو ورنہ منکرین میں لکھے جاؤ گے۔ پھر بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں عبادت کرتے ہو تم مِنْ دُوْنِ اللہ کی جو بت ہیں اب تو قرآن کریم سے من دون اللہ کے معنی بت ثابت ہو گئے اب تو ایمان درست کر لو اور سنئے

تفسیر نسفی ۳/۸۵ } (مِنْ دُوْنِ اللہ) اٰلِھَۃً بَاطِلَۃً مِنْ دُوْنِ اللہ باطلہ معبودوں کو کہتے ہیں معبود باطلہ کا مصداق انبیاء اللہ و اولیاء اللہ نہیں بن سکتے ہر صورت بت یا شیاطین کو ہی من دون اللہ کہا جاویگا اور ہمارا ایمان بھی یہی تقاضا کرتا ہے ہماری تو قرآن کریم اور تفاسیر اہل سنت پر تسلی ہے تم ایمان لاؤ یا نہ

وہابی " اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا اور دوسری جگہ پر فرمایا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس تحقیق باندھا اس نے گناہ بڑا اور دوسری جگہ ہے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ہونا دور کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم لوگ پیروں پیغمبروں کو پوجنے والے مشرک ہو تمہاری کوئی بخشش نہیں تم گمراہ لوگ ہو۔

محمد عمر " پہلے تمہارا یہ بہتان ہے کہ ہم پیروں پیغمبروں کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ

marfat.com

سراسر جھوٹ ہے لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن آؤ پہلے پوجا کی تشریح کریں پوجا کو عربی میں عبادۃ کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہو۔

(۱) مصباح المنیر ۵۹۳ } عبدت اللہ اعبدہٗ عبادۃً وھی الانقیاد و الخضوع ۔ (۲) صراح ۱۳۰ :۔ العبودیۃ اصلھا الخضوعُ و الذلُّ وعبد فیما یقال خدم الطاغوت۔ (۳) قاموس ۳۱۱/۱ العبد الانسان حرا کان او رقیقاً والعبدیۃ والعبودیۃ والعبودۃ والعبادۃ الطاعۃ۔ (۴) المنجد ۵۰۲ عَبَدَ عِبَادَۃً وعُبُوْدَۃً وَعُبُوْدِیَّۃً وَ مَعْبَدًا وَمَعْبَدَۃً اللّٰہَ وَحَّدَہٗ وَخَدَمَہٗ وَخَضَعَ وَذَلَّ وَطَاعَ لَہٗ۔ (۵) مجمع البحار ۳۴۱ :۔ العبادۃ الطاعۃ اقوال المفسرین

(۱) تفسیر جلالین ۴ } اُعْبُدُوْا وَحِّدُوْا (۲) تفسیر نسفی ۱/۹ :۔ العبادۃ وھی اقصیٰ غایۃ الخضوع والتذلل (۳) تفسیر بیضاوی ۱/۴ :۔ والعبادۃ اقصیٰ غایۃ الخضوع والتذلل (۴) تفسیر خازن ۱/۱۹ :۔ والعبادۃ اقصیٰ غایۃ الخضوع والتذلل وسمی العبد عبدا لذاتہٖ والعبادۃ وقیل العبادۃ عبارۃ عن الفعل الذی یؤدی بہ الغرض لتعظیم اللہ تعالیٰ ۔ ۔ ۔ ۔ ولا تستعمل العبادۃ الا فی الخضوع للہ تعالےٰ لانہ مولی اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر ۱/۲ } فاعلم ان العبادۃ عبارۃ عن الاتیان بالفعل المامور بہٖ علی سبیل التعظیم للآمر ۔

تفسیر کبیر ۱/۱۸۹ } اِنَّ العبادۃ عبارۃٌ عن نہایۃ التعظیم وھی لا تلیق الا بمن صدر عنہ غایۃ الانعام۔

ان تمام مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم

marfat.com

اور ذلیل ہونا اور اطاعۃ کو کہتے ہیں تو سب سے زیادہ تذلل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہٰذا تمام اہل سنت وجماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتوی عالمگیری ۲/۲۷۹ اِذَا سَجَدَ لِاِنْسَانٍ سَجْدَۃً تَحِیَّۃً لَا یَکْفُرُ کَذَا فِی السِّرَاجِیَّۃِ جب کسی نے انسان کو تعظیمی سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا اور سجدہ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم پیران عظام اولیاء اللہ وانبیاء علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ نہیں کرتے ان کی قبروں کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت وجماعت نے کبھی نہ بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سمجھنا اور نبی اللہ کو نبی سمجھنا ہی شرک ہے تو شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۱ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ شرک سے بچکر توحید پرست تب بن سکتا ہے جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۹ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ثابت ہوا کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا توحید کا دعویٰ ہے یاد رکھو محض اپنی توحید کے دعویٰ سے تم بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ ایت کریمہ میں آگے قید لگائی ہے۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشیگا ما دون ذالک یعنی ما دون شرک بھی جس کو چاہیگا بخشیگا اور ما دون شرک کیا ہے؟ توحید تو بفرمان الٰہی موجد کو بھی

marfat.com

جسے چاہے گا بخشے گا موحد کی بخشش بھی حتمی نہ ہونی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دربار رسالت ہے۔

نساء ۵/۹ { وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرلیں آپ کے دربار میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائینگے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں رہتی بخشش کا سارٹیفکیٹ اس ثواب اور رحیم سے مل جاتا ہے) ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا طلبگار سفارش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی بغیر رسالت نہیں تو توحید تک رسائی کہاں توحید کا صحیح سمجھنا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھنا ولایت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۱۷ { وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اور جو شخص مخالفت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے رستے کے سوا پھیرتے ہیں ہم اس کو جدھر پھرا وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کرینگے۔ اور وہ بری ہے جائے رہائش۔

سناؤ وہابیو تم تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور من دون اللہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں وہابیت کی طرف جانے والوں کو رسالت کی طرف پھیرتا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جاؤ نکل جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ تھاما جائے

marfat.com

اور ان کا رستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم کی مہمانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیت کریمہ کے آگے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ کو پھر دھرایا تاکہ ان میں بھی کوئی غلو کرکے معبود نہ سمجھنے لگ جاویں جیسا کہ پہلی اُمتوں نے سمجھا پہلے رسالت وولایت اور ان کے متعین مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تاکہ کہیں ان کو نہ چھوڑیں میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ کو معبود سمجھنے والوں کو دھمکا دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنا معبود نہ سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لیجاوے گی ایسے شخص کا خداوند کو واحد سمجھنا کافی نہ رہا اور نہ وہ عذاب الٰہی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا اور جو شخص نافرمانی کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تو اس کیواسطے ہے آگ دوزخ کی اس میں ہمیشہ رہینگے۔

تو ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان ہی نہیں ہوتا تو بغیر ولایت پہنچ نہیں سکتا ہمارا کام کہدینا ہے یارو = تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

"وہابی" " اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

نصاریٰ نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوا رب بنالئے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم کئے گئے وہ مگر تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس

marfat.com

کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں۔ یہی حال تمہارا ہے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا ہوا ہے نبیوں کو رب بنایا ہوا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

"محمد عمر" خداوند تمہیں ہدایت دے تم وہابی انبیاء علیہم اور اولیائے کرام کے نجس نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہو ہم تمہاری طرح ان کی گستاخیاں کریں قلم کا نام اطاعت ہے ؛ فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ معبود ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پیر پرستی ہے تو تم عورت پرست کیونکہ عورت کے بڑے خواہشمند ہو رزق پرست کیونکہ پیسوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہو تم وہابی ظل پرست کیونکہ جتنی خواہش لڑکوں کی رکھتے ہو اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں برا نہ منانا تمکو خواہشات انسانیہ بہت ہیں ہم احناف چونکہ مال سے زیادہ ہوس پیران طریقت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں وہابیوں کے طعنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ناغہ نہیں کرتے آپ کا میلاد شریف منا کر بدعتی کہلاتے ہیں۔ لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فتوے تم سے سنتے ہیں لیکن روضہ اطہر کی محبت و سفر پاک کو ترک نہیں کرتے یہ محض محبت الٰہی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم بھی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے کفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر ہم ناحق پر ہیں تو خداوند ہمیں روک لے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گند رکھتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس امر کے طلبگار ہیں کہ اے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب صلے اللہ کی محبت اور ان کے کاروبار میں ہی مشغول رکھ وہ کام ہم سے کرواتا رہو جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق

marfat.com

ہو لوگ ہمیں خواہ کتنا ہی مطعون کیوں نہ کریں تیرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی طعنہ ہے۔
چوری کا نہیں بدمعاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں
ایسے ہی ہم اولیائے کرام کی مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیران عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا
سجادہ نشینان حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر کو وہاں
سے سوداحق ملتا ہے ذکر الٰہی کا وہاں درس ہوتا ہے۔ وہاں بت خانہ نہیں کہ بتوں کی پوجا
ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب ناضر و رہیں دعوی نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت
نہیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے نبوت نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی
رسائی ہے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً نہیں وہاں منازل طے
ہوتے ہیں بے عملے کو دھکیلا جاتا ہے مکدر کو مصفٰی کیا جاتا ہے خالی نہیں پر ہیں بند نہیں
چھلکتے ہیں سائل خالی نہیں آتا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ سے بحکم الٰہی خالی نہیں پھیرتے
تمہارے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شیوہ بن چکی ہے۔ اسی واسطے احبار اور
رھبان زبان سے چھوٹتا نہیں احبار عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کی امت کے عالموں کو اللہ تعالےٰ نے احبار کہ کے کسی جگہ نہیں پکارا بلکہ آپ کی
امت کے علماء کو علماء کے نام سے موسوم فرمایا ہے فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمٰٓؤُا اللہ کے بندے عالم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ رب العزۃ نے اس امت مغفورہ
مرحومہ کے علماء کرام کی خشیۃ کی تعریف فرمائی ورق پلٹنے والے علما نہیں قلوب پلٹنے والے
علما مسلمانوں پہ کفر کے فتوے جاری کرنیوالے مراد نہیں مومنین کے قلوب جاری کرنے والے
علماء ہاں البتہ جن کو احبار کے نام سے تم نوازتے ہو وہ وہابی گر احبار ہو سکتے ہیں اسلام میں
احبار کا کیا کام رھبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتا ہے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وسلم کے زھاد کو رب العزت نے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا
هُمْ یَحْزَنُوْنَ سے خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تمہاری وہابیت کے گورکھ دھندے

marfat.com

سے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الٰہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الٰہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کو جب عذاب کا مالک وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ فرماوے تو عذاب کی کیا جرأت ہے ارے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطَّاغِينَ جَهَنَّمَ اکڑنے والوں کی تاک میں لگی ہوئی ہے اور اولیاء اللہ سے جہنم خائف ہے کیونکہ وہ ہجر الٰہی میں رو رو کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ کے وصل کو پا چکے ہیں ان کو وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا پاس مل چکا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ذرا انگلی اٹھائے تو ٹھنڈی ہو جائے ارے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں خالی کو بھر دیتے ہیں ان کی شان کو تم بے خبر ملاں کیا جانو یاد رکھو اولیاء اللہ کو آج سے ہی رہبانا کا خطاب نہ دینا اُن کی شان تھی اِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ احبار اور رہبان لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور رہبان کی شان آگے ہے يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ سونا جمع کرتے ہیں ان کے لنگر جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دسترخوان سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تمہارے اکابر ہیں البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بٹورتے ہیں اور برس کے بعد ڈکارتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان ہے يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پھر اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کو جواب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا فرمایا اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّٰهِ کہ ان مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنا لیا ہے فرمایا کہ ان کے احبار اور رہبان بھی مِن دُونِ اللّٰهِ ہیں جو حرام مال کھاتے ہیں اور وہ بھی تمام یکساں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ

marfat.com

ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور ان کو من دون اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ان کو رب والے اور پادری ان کو کیوں نہیں روکتے گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں اور امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے اہل اللہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس داڑھی منڈا جائے تو داڑھی والا بن جائے تم تمام عمر داڑھی منڈوں کو کوستے رہو تو ایک داڑھی والا نہیں بنا سکتے شرابیوں اور زانیوں بدمعاشوں چوروں کی طرف ایک دفعہ نگاہ اٹھا دیں تو صراط مستقیم پر لا کر ولی اللہ بنا دیں اور تمہاری نسبت تو کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کند بیدار والا حال ہے خداوند محفوظ رکھے ایسے ظاہری مفتیوں سے تم اہل اللہ کی بدگوئی چھوڑ دو تمہیں تو ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک احبار و رھبان کے خواب بھولتے نہیں اور تم بیچارے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار و رھبان اور قسیسین کے تب تک ہی تھے جب تک ان کو اور ان کے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت تمام ہو گئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تو لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ میں سب پر یکساں حکم عائد کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثین تھے اور وہ سب مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہیں اور مسیح بن مریم چونکہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہ تھے اس واسطے والمسیح ابن مریم کو من دُوْنِ اللّٰہِ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی مِنْ دون اللہ میں شامل ہوتے تو ارباباً من دون ہی کافی تھا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہ تھے اسی واسطے من دُوْنِ اللّٰہِ کے بعد ذکر کیا اور اس سے مراد بت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گڑھے ہوئے تھے اور یہاں ارباباً سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ پاک ارباباً سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت حقیقی مراد ہے اس لفظ رب کا اطلاق ماسوی اللہ پر نہیں آ سکتا اس رب سے مراد الٰہ ہے لغوی لفظ

marfat.com

رب نہیں اور یہی ربوبیت بمعنی الوہیت وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللہ میں مراد ہے جو اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اِيَّاهُ کی تشریح ہے کیونکہ لغۃ لفظ رب سوائے خداوند کی ذات کے دوسرے پر آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّهٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اور بے شک وہ میرا رب ہے جس نے بہت اچھی بنائی (ان سے) میری جگہ پھر فرمایا قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ واپس جا اپنے مالک کی طرف تو کیا انہوں نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے بندے کو اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے فرمایا۔

بنی اسرائیل ۱۵/۲ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا اور دعا فرمایئے کہ اے میرے رب رحم فرما ان دونوں پر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالےٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے لیکن مجازاً ماسوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جا سکتا ہے چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(۲) غنیۃ الطالبین ۲۹۳ اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ اخْتَلَفُوْا فِیْ هٰذَا الْاِسْمِ فَقَالَ خَلِيْلُ ابْنُ اَحْمَدَ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ اَنَّهٗ اِسْمٌ مَّوْضُوْعٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُشَارِكُهٗ فِيْهِ اَحَدٌ قَالَ اللہ تَعَالٰی هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا يَعْنِیْ اَنَّ كُلَّ اِسْمٍ لِلّٰهِ تَعَالٰی مُشْتَرَكٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ لَهٗ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَلِغَيْرِهٖ عَلَى الْمَجَازِ اِلَّا هٰذَا الْاِسْمَ فَاِنَّهٗ مُخْتَصٌّ بِهٖ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے واسطے

marfat.com

ہی موضوع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اور کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ کا (ہر صفاتی نام) اس کے درمیان اور غیر کے درمیان مشترک ہے (دوسرے پر بولا جاسکتا ہے) اللہ کے واسطے حقیقہ بولا جاتا ہے اور دوسرے کے واسطے مجازاً مگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق وہ اسی کے ساتھ مختص ہے (دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا) لہذا ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے مشتق نہیں نہ وہ خود مشتق اور نہ اس کا اسم مشتق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس ۴/۲۸۰ { وَاَصَحُّھَا اَنَّہٗ عَلَمٌ غَیْرُ مُشْتَقٍّ اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے مشتق نہیں۔

(۳) تفسیر نسفی ۱/۴ { وَلَا اِشْتِقَاقَ لِھٰذَا الْاِسْمِ عِنْدَ الْخَلِیْلِ وَالزَّجَّاجِ وَمحمد بن الحسن والحسن ابن الفضل

اور یہ اسم اللہ کسی سے مشتق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد ۱۴ { (اَلْاِلٰہُ) اَلْمَعْبُوْدُ مُطْلَقًا جَمْعُہٗ اٰلِھَۃٌ (اَللّٰہُ) اِسْمُ الذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ۔

اِلٰہ کے معنی معبود ہیں مطلقاً اس کی جمع آتی ہے آلِھَۃٌ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر ۱/۱۲۲ { اَللّٰہُ یُوْجِبُ التَّوْحِیْدَ الْمَحْضَ عَلِمْنَا اَنَّ قَوْلَنَا اللّٰہُ اِسْمٌ عَلَمٌ مَوْضُوْعٌ لِتِلْکَ الذَّاتِ الْمُعَیَّنَۃِ وَاَنَّھَا لَیْسَتْ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُشْتَقَّۃِ

(اسم) اللہ توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم علم ہے

marfat.com

جو ذات معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) الفاظ مشتقہ سے نہیں ہے۔

صراح ۵۳۲ } والاِلٰہُ المعبودُ وھو اللہ سبحانہ تعالیٰ ثم استعارہ المشرکون من دون اللہ تعالیٰ والجمع الِھۃٌ اور اِلٰہ کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سبحانہٗ ہے پھر مستعار لیا اس کو مشرکوں نے مِنْ دُوْنِ اللہ کے لئے اور جمع اِلٰھۃٌ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔ اور اِلٰہ کے معنی معبود ہیں جو لوگ سورن وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

(۱) البقرہ ۲/۱۶۳ } وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

(۲) صٰفّٰت ۲۳/۱ } اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ۔

(۳) ابراہیم ۱۴/۵۲ } ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ وَلِیَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

(۴) نحل ۱۶/۲۲ } اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

(۵) عنکبوت ۲۹/۴۶ } وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔

(۶) نحل ۱۶/۲۰ } ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللہِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔

کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزۃ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک معبود ہے (نہیں)، تھوڑے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو

marfat.com

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک اِلٰہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑیگا جیسا کہ آجکل کے مسلمان مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ کے ماتحت اپنی خواہشات کو اِلٰہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیق ھدایت فرماویں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

ص ۲۳/۱ { ءَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

بنا دیا اس نے تمام معبودوں (کی بجائے) معبود ایک بیشک یہ عجیب امر ہے۔

اور اللہ کا لفظ غیر اللہ پر انکے اعتقاد سے مجازاً مستعمل ہوا ہے جیسا کہ اس آیۃ میں اور لا الٰہ نے اس مجاز کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

تو الوہیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالواسطہ کفار اسی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے تو ان کا شریک سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللہ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ بت کو من حیث ما لا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے متصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُوْنِ اللہ سمجھنا کفر رسل کو اپنے اوصاف وقوی کی معیت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے متصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ کوئی صفت الوہیت کو اگر شیٔ عجاب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شیٔ عجاب کہتا ہے دونو کو تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند کی الوہیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت و نبوت

marfat.com

ولایت کی قید کو بوجھ اور شرک سمجھتے ہوئے اپنے مولویوں کی تاویلات کو مقدم رکھا اور مذہب آسان بنا لیا تو کیا یہ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا نہیں ؟ الوہیت خداوندی میں دوسرے کو شریک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ اور اس کی مسنونہ عبادت میں کسی کو شریک بنانا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ اور توحید کے سبق کا حصول بغیر رسالت یہ بھی مِنْ دون اللہ اور وصول رسالت کا سبق بغیر ولایت یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ اس ایک فرقے کا نام اور ان پر ایمان لانے والوں کا نام حزب اللہ اور اس کے نہ ماننے والے سب مِنْ دُوْنِ اللہ۔ اللہ جل شانہٗ بمع صفات نہ عین نہ غیر حق ہے اُس کی طرف جو عیب ذاتی یا صفاتی کو منسوب کرے وہ باطل ہے رسل بمع اپنی تمام صفات عطائی من جانب اللہ حق ہیں ان کی طرف نقائص کو منسوب کرنے والا باطل ہے اولیاء اللہ بمع اپنی صفات عطائی مِنْ اُمّۃ رسول اللہ سب حق ہیں منکرین سب باطل ہیں۔ باوجود مِنْ دُوْنِ اللہ کی تحقیق کے واضح ہونے کے اگر کوئی ایمان نہ لاوے تو وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ خداوند کریم ان مِنْ دُوْنِ اللہ سے ہر مومن کو بچاوے اور اپنے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی غلامی کی توفیق عنایت فرماوے اور جَاهِدُوْا فِی اللہِ حَقَّ جِهَادِهٖ کی توفیق بخشے امین ثم امین من بعدھا امین علیٰ زعم الف مِنْ دُوْنِ اللہ امین

اے بے خبر ملا یہ نذریں اُن کی طلب کی ہوئیں نہیں ہیں۔ نہ اولیاء و انبیاء اللہ کسی سے طلب کرتے ہیں بلکہ یُجْبٰٓی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ اللہ کی طرف سے انعام ہو رہا ہے۔ تحقیق من دون اللہ ختم ہوئی اور آمدم بر سر مطلب

فافهم یا اولی الابصار

marfat.com

جواہر القرآن صـ ۱۲۹

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اُس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو سب افعال اُس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف یا

لہ ادب المفرد للبخاری صـ ۱۹۴ قَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صلے اللہ علیہ وسلم بِیَدِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَهَا فرمایا ثابت نے حضرت انسؓ کو کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کو ہاتھ لگایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کا دستِ پاک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے دستِ پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمایئے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابت کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا لیا؟ یا اُن کو اس ترجمہ "عبادت" کی سمجھ نہ آئی۔ آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ جس کو چاہو عبادت بنا دو اور جس کو چاہو شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دکان آپ نے ہی نکالی ہے۔ اور سنیئے۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ۶ صـ ۱۶۷

عمرؓ بن خطابؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اُس کے سر پر بوجھ تھا فَلَمَّا رَاَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم طَرَحَتْہُ وَاَقْبَلَتْ فَقَبَّلَتْ رِجْلَیْہِ یعنی جب اُس عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو سامان کو پھینکا اُس نے اور آگے بڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارکہ کو بوسہ دیا اُس نے۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیحہ مرفوعہ سے بزرگ اور نبی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا مسنون ثابت

marfat.com

اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو اُن کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اُن پر لعنت کریں گے۔

جواہر القرآن صـ ۱۳۱ | اگر اس عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مرگیا تو اُس کے لئے صدقات وغیرہ کئے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اُن کے لئے دعا نہ مانگنی چاہیئے نہ صدقہ خیرات دینا چاہیئے اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

ہے جیسا کہ آگے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

مشکوٰۃ شریف صـ ۴۳ | عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ متفق علیہ۔ عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ہماری طرف ایک آدمی آیا تو اُس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے معبود سمجھا تھا؟ جو آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتا رہا تمہارے عقیدے کے مطابق جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے سے اپنے قرب سے کیوں نہ ہٹا دیا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح اُن کو سزا کیوں نہ دی کہ تم نے غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اُسی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے قرب سے ہٹایا بھی نہیں تو یہ تمہارا کہنا کہ دوزانو ہو کر بیٹھنا غیر کے سامنے یہ عبادت لغیر اللہ ہے۔ جھوٹ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر بیجا لعنت کرنے والا اللہ کی طرف سے

marfat.com

جواہر القرآن ص ۱۴۷ } ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی کوکب الیمانین علی الجہلان والخرافیین توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد کالا کافران سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

خود ملعون ہوتا ہے۔ اور صراطِ مستقیم سے دُور ہے۔

۱۴ ۱۲ ۱ ماقبل دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اربعہ ثابت ہیں اور دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جھوٹے ہیں۔ اس واسطے بعض دیوبندی امام جو تعزیہ کے ہماری احناف کی مساجد میں گھسے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر ختم وغیرہ بھی پڑھ آتے ہیں اُن کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے اُن کے دعا کے ہاتھ اُٹھے ہوئے نہ دیکھیے۔ خدا کی طرف سے اُن کی دعا نامقبول ہے۔ نہ اُن کو امام ہی مقرر کیا جائے۔ کیونکہ وہ یارسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنے والے کو اُن کی اقتدا سے بچنا چاہیئے۔

۲ مولوی غلام خاں صاحب جو اس کتاب کے مصنف ہیں اُن کے والد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور رہیں۔ اور کیا اُن کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے تو اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالیے۔ کہ میں بے نکاحے کا ولد ٹھیرتا ہوں۔ اور میرے ماں باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبد الرحیم صاحب اور محمد قاسم نانوتوی صاحب جو بانی دار العلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں اُن کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سمجھ کی کیا کرو۔ کہ ہمارا خاندان ہی زنا میں مبتلا ہو جائیگا۔ اب خود ملاحظہ کر لو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

marfat.com

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صـ ۱۳۹ } ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام ہے۔

۱ فتاویٰ امدادیہ مصنفہ مولوی اشرف علی جلد ۴ صـ ۹۴ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے تاویل مناسب کر کے اور سقیم الفہم کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ وعملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی۔ چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں اُن کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مانعین وظیفہ اور حرام کہنے والے مولوی اشرف علی کے نزدیک صحیح العقیدہ اور سلیم الفہم نہیں۔ اور ان عقائد کو کالا کافر کہنے والے بھی سقیم الفہم اور کج طبع قرار دیئے گئے۔ اس واسطے ان پر واقعی حرام ہے۔ مسلمان صحیح العقیدہ سلیم الفہم پر نہیں۔ یہ فیصلہ تمہارے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ صـ ۳۲

حاشیہ ۱۵۰ مولوی اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ کا فتویٰ شیطنت اُن پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اوّل صـ ۱۱۶

اب اللہ جل شانہٗ سے دریافت فرمالیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے یوم میثاق مقرر فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کروایا۔

(آل عمران ۳) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ

marfat.com

فتاویٰ رشیدیہ
جلد اول صـ۷۶

سوال:- اگر کوئی سونی بعض کام خلافِ شریعت کرتا ہو مثل مولود شریف مع قیام وعرس بلا راگ اور فاتحہ برآب وطعام دست برداشتہ ونماز معکوس و مراقبہ برقبور بسورہ الم نشرح وغیرہ وغیرہ وپارچہ رنگین اور کوئی بات کفر وشرک

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

(ترجمہ) اور جس وقت لیا اللہ تعالےٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اُس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرور مدد کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد ومحاسن بیان کرنے والوں کو شیطان کہنے والو! قرآن پاک میں تو سنت اللہ ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو پھر ہم پر فتویٰ دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:-

امداد المشتاق
مصنفہ مولوی اشرف علی ومولوی مشتاق احمد صـ۵۰

فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولود شریف سُن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام

marfat.com

کی کرتا ہو تو فرمایئے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اُس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور

کرنے والے کو شیطان لکھا ہے۔ ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پر چوٹ زیادہ پڑتی ہے فافہم قیام کا ثبوت حاضر و ناظر کی بحث میں موجود ہے۔

حاشیہ ۱۲ (سورہ انعام ۸/۱۴) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پس کھاؤ تم اُس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر ہو تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

حاشیہ ۱۳ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شے حلال پر اللہ کا نام یا اللہ کا ذکر یا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے تم اُس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے اس واسطے اُس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھانے پر میرے کلام یا نام لینے سے چڑیں گے تم اُن کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں میں کیا مرض ہے۔ کیا نفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اُس کو حرام کہتے ہو حالانکہ کھانے پر کلام پڑھنے کا مفتی اللہ تعالےٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتایئے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اُس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور جس پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر اے کانگرسی ملانو اپنی جماعت کے بھائیوں سے مل کے کھانے پر بسم اللہ لیا کرو۔ تاکہ ہمارے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطیب ہو جائے۔

فائدہ۔ آب و طعام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

marfat.com

حب الٰہی کے محنت شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔
جواب:۔ نہ وہ قابل بیعت ہے اور نہ وہ صاحب طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ برشیرینی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو الانتباہ والسلاسل ص۱ آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے۔
اور سنیئے۔ الحدیث الثانی والعشرون

درثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنَ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمْصًا مُقْلِیًّا فَقَسَمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہِ الْحِمَّصُ مُتَبَسِّمًا بَشَاشًا۔

ترجمہ:۔ جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ہر سال مولد منانے والے بھی اور فاتحہ پر طعام پڑھنے والے بھی آپ کے فتوے شیطنت کے مصداق ٹھہرے۔ مَعَاذَ اللّٰہِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰہِ

۴ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھئے اشرف التنبیہ ص۶۷

marfat.com

کتاب التوحید مصنفہ عبدالوہاب نجدی ص۳۱

اِنَّ الْاِسْتِعَاذَۃَ بِالْمَخْلُوْقِ شِرْکٌ
بلاشک مخلوق سے پناہ مانگنی شرک ہے۔

حاشیہ ۱۵۲ ایسے پرہیزگار، صوفی اور تہجد گزار اور حُبِّ الٰہی کے واسطے محنتِ شاقہ اٹھانے والے اور مجاہدہ بالنفس کرنے والے کو بغیر کسی حیل وحجت کافر و مشرک کا فتوے لگا دینا اور شیطان کہنا یہ دیوبندی وہابیوں کا ہی حصہ ہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے سوا باقی مومنین میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اور وہ غلطی نہ شمار کی جائیگی بلکہ اُس کی جگہ باذن الٰہی ملائکہ نیکی لکھ دیتے ہیں اور بُرائی کا اعمالنامہ سے محو کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندیہ کی گوہر ریزی کے اقتباسات ہیں جس میں کفر کی مشین تکبا کفر کی توپ کے گولے ہیں جن کو مسلمان کا ایمان سُن کر کانپتا ہے۔ اب آپ اپنے چھوٹے بھائی وہابیوں کی مشین کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

لہ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ:- اور اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو۔ یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کو پھر پہنچا دیجئے آپ اُس کو اُس کی جائے امن میں۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں)

رب العزت جل جلالہٗ کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک جس کی تمام عمر شرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے درِ دولت پر حاضر ہو کر آپ سے پناہ طلب کرے تو اُس کو مشرک کہہ کر ہٹا یئے نہیں بلکہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کے قانون سے سوالی کی جھولی بھر کر انعامات دینی و اخروی سے اس کو مالا مال فرمایئے اور پناہ

marfat.com

دیجئے اور قرآن کریم سنایئے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قولِ بلیغ کے ذریعے موثر ہو گا۔ تو آپ اُس کو اُس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالم دنیا یا عالم ارواح یا عالم عقبیٰ میں جائے امن و امن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپا کر وَیُزَکِّیْھِمْ کے دریا میں غوطہ دے کر اُس کو جنتِ ماویٰ میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود اُن کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالےٰ کے اِس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمایا اور دُنیا میں ہی جنت کا سہرا اُن کے سر پر باندھ کر اُن کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی وسعت سے پناہ دی اور فرمایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر لی تو اُس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

ترمذی شریف جلد ۲ صـ۲۲۶

عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تمس النار مسلما رآنی و ساعۃ من رآنی۔

ترجمہ:۔ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوئے گی)۔

آئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگنا شرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف جلد ۲ صـ۵۲

عن ابی مسعود انہ کان یضرب غلامہ فجعل یقول اعوذ باللہ تعالیٰ فجعل یضربہ

کتاب التوحید صـ ۲۲

مَا وَقَعَ فِيْ هٰذِهِ الْاَزْمِنَةِ وَالْعَصْرِ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ وَالْمَوَاتِيْ وَالْاَمَاكِنِ مَعَ اَنَّ بَابَ الْقُبُوْرِ وَغُلُوِّهِمْ فِيْ تَعْظِيْمِهَا وَالْخُضُوْعِ لَهَا وَالْعُكُوْفِ بِهَا وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا وَاتِّخَاذِهَا بِالْبِنَاءِ الْفَاخِرَةِ وَحَرْفِ

فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَرَكَهُ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔)

اب فرمایئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی قاریٔ قرآن اور حافظ قرآن اپنے غلام کو مارتے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بہتیری مانگتا ہے لیکن عبداللہ بن مسعود اس کو چھوڑتے نہیں۔ جب غلام نے اس آڑے وقت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قاضی الحاجات سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرفِ نبوت سے عبداللہ بن مسعود کو مارنے سے ہٹا دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ غلام کو چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا۔ کہ انبیاء علیہم السلام سے پناہ لینی جائز ہے۔

ملے تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی کا اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مطہرہ ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ان امورات سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا۔ اور ان کے شر القرن میں ان حسنات کی نیکی ان کو بھی معلوم نہ ہوئی تو انہوں

marfat.com

حَلَّ الْاِکْرَامُ لَهَا بِالْحُضُوْرِ لَدَیْهَا بِالْمَرَاسِیْمِ وَالْاَعْرَاسِ وَنَحْوِهَا وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ وَلَیْسُوْا فِی الْحَقِیْقَةِ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا عَلٰی ذَنْبٍ اَلْاَکْبَرِ لَا یَغْفِرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَبَدًا وَالْوِزْرِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ هُوَ الشِّرْکُ الْجَلِیُّ وَالْکُفْرُ الْوَاضِحُ۔

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہل قبور کے ساتھ اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے خضوع کرتے ہیں اور اعتکاف بیٹھتے ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پہ عجیب غلاف چڑھاتے ہیں اور زیادہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اُس کے پاس جاکر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سوائے گناہ کبیر کے کوئی ثواب نہیں۔ اُس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنون کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ھذا اکیلا ہی علماء و عباد اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت کے خلاف چلا ہے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہاد کی جماعت ان ہی امورات کے عامل تھے۔ اور یہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ کی زد میں آگئے ہیں۔ اسی کی اقتداء میں تمام فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ مسلمانانِ دُنیا کو کفر کے جلی فتوے لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعظیم کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاویگا۔

marfat.com

کشف الشبہات

مصنفہ عبدالوہاب نجدی

وَاِنَّ مُحَمَّدًا لَا یَمْلِکُ لِنَفْسِہٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا فَضْلًا عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وغیرہ اور بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ چہ جائیکہ عبدالقادرؒ وغیرہ۔

لہ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وبت مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معبودیت کو توڑنے کے واسطے ان کا عجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتوے اور اُن کا عجز ظاہر نہ کرسکتا تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالےٰ ابھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے اردگرد کئی ہزار ملائکہ نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس مؤدبانہ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتوے میں شامل ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا رسالت اور نبوت کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع نقصان کے انکار سے یہ کب لازم ہوا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہمہ نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالےٰ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ سے سرا ہے اور تم اُن کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب اِن عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مشتے از خروارے ہی نمونہ کافی ہوتا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے داغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطعون کرتا ہے۔ جیسا کہ

marfat.com

اکابرین دیوبندیہ اور وہابیہ نے تمام مسلمانانِ دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ اُن کے اقتدا کنندہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ حالانکہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں بری الذمہ سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے مکفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اوّل صـ۵۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِہَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ۔

(ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اُس کفر نے اُن کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ تو فبہا ورنہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے)۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوا کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو سوچ کر قدم اُٹھانا چاہیئے۔ اب تم نے عباراتِ مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا کہ تمہارے دیوبندیہ و وہابیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی اپنے کفر کے فتوی سے مطعون کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین و حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی اُن آیات کریمہ کو پسِ پُشت ڈال دیا۔ جن میں اِن تمام کی اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بدھ یا کرشن کو اپنا مطاع بنالو۔ جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثابت کر رہے ہو۔ اے مکفرینِ اُمت محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمایئے کہ حق کون ہے

marfat.com

اور باطل کون۔ کفر کون ہے اور مسلم گر کون۔ جنہوں نے دُنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے اُن کو کافر کہہ دیا۔ اور اُلٹا پورکر تو اُن کو ڈانٹے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ کفر ہے۔

مسلمانو! ہوشیار بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بردنگانے والے رہزنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ کرو۔ اور انبیائے عظام و اولیائے کرام کے دامن کو عملاً تھام لو۔ تاکہ اُن کی امداد سے ہم اِن کے فریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی وہابیت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پوشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ اُن کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ جن کو تمام زمانہ جانتا ہے کے چند اشعار تبرکاً نذر کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ شکریہ سے یاد فرماؤ گے ؎

ہست یکے فرقہ وہابیاں — منکر از امداد ولی در جہاں
بلکہ ز امداد نبی منکر اند — باہمہ اموات مساوی نہند
لعنت حق باد بر ایں اعتقاد — رفت مسلمانی ایشاں بباد
صورت ایشاں صالح و باطن پلید — صحبت ایشاں نکنی اے سعید
گفتہ من ہیچ منہ در میاں — بین کہ چہ گفتہ است ز پیشینیاں
صحبت بد راہ تباہ میکند — دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
جملہ فسادات ز صحبت اثر — یحفظنا اللہ عذاب السقر
نیست خلل ہیچ ولی را بموت — قوت امداد نہ زد گشت فوت
موت ولی ہست حیات ابد — ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
گر نہ مدد ہا رسد از اولیاء — غیر ولی چوں ز ولی شد جدا

marfat.com

خاصہ قرآں شہ ہمہ اولیاء نائب کامل ز شہ انبیا
قطب جہاں غوث نماں محی الدین فیض از و تا بقیامت یقین
پیرو گر شاہ بود نقشبند ہست ز بہر مشائخ بلند
ہم مددش تا بقیامت یقین ایں ہمہ آثار کرامت ببین
جملہ ولی راست مدد بیگمان بہر مریداں وے اندر جہاں

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری جن کی دھاک اب تک شہر دیابنہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اکابرانِ دیوبندیہ سے مناظرہ کرکے بحکمِ نواب صاحب ریاست بہاولپور ریاست بدر کروایا۔ اور اُس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب "تقدیس الوکیل" شائع فرمائی اور تمام دُنیا کے علماؤں سے اِن کے عقائدِ باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔ اور جنہوں نے اکابرینِ وہابیہ کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کرکے علمائے وہابیہ کو سزائیں دِلوائیں اور جرمانے کروائے تو فرقہ وہابیہ برطانیہ نے ہائی کورٹ تک اپیل کرکے سزا سے بری الذمہ ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا۔ جس کی مصدقہ نقلیں بعد مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب "ابحاثِ فرید کوٹ" عام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک موجود ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اُسی خداوندی عطائے باطل کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنا قرآن وحدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس عطائے الٰہی پر خداوند تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے ہوئے دُنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالےٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کام پر فقیر کو مسلط کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمنِ اسلام پر واضح ہے (انفال ۹/) وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ نَكِدٌ وَلَا تُجْهَلْ۔

سوال:۔ تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب:۔ واقعی جماعت تبلیغی وہابی ہیں جن کے بانی محمد الیاس صاحب دیوبندی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آجکل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتوے دیا اور یہ تبلیغی الیاسی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کرواتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقۃً تبلیغ اسلام کا ہو تو مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ ان کو چاہیئے یہ تھا کہ بھنگیوں اور چرسیوں کے ڈیروں میں جا کر حقیوں اور افیمیوں کے تکیوں میں جا کر ان کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی طرف بلائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسمٰعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز پھاٹک حبش خاں دہلی میں ہے۔ جو وہابیہ اور دیوبندیہ سے معجون مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کر لو مساجد میں بھی مسلمانوں نے ایسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض وہابی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب وہابی، کانگرسی، احراری، مودودی اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سردار وہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۱ } مولوی اسمٰعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری

marfat.com

کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔

اب اپنے فرقۂ دیوبندیہ کے مسلمہ ولی کا عقیدہ سن لیجئے۔

تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص۱

اَلْحَقُّ اَنَّ رَفْعَ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّکُوْعِ وَالْقِیَامِ مِنْہُ وَ الْقِیَامِ اِلَی الثَّالِثَۃِ سُنَّۃٌ غَیْرُ مُؤَکَّدَۃٍ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی فَیُثَابُ فَاعِلُہٗ بِقَدْرِ مَا فَعَلَ اِنْ دَائِمًا فَحَسَنٌ۔

ترجمہ:۔ سچی بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور تیسرے قیام تک سنت غیر مؤکدہ ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاویگا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس کو کافی ہے) درست ہے۔

اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفع یدین عند الرکوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے وہابیوں کے مسئلہ رفع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ رفع یدین وہابی کرتے ہیں یا حنفی۔ اور جن کے مرشد وہابی اُن کے مریدین کیسے حنفیت کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۱۱۹

سوال:۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیسا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ محمد بن عبد الوہاب کے معتقدوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔

marfat.com

کیوں جناب اب تو تمہارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور ظاہر بنا اعمال احناف کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی ہونے میں کیا شک رہا جس کی حقیقت وہابی ہو ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱ — اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دین دار کو کہتے ہیں۔

(رشید احمد)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱ — عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہیں۔ (اللہ تعالےٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی

اب تو آپ کے رشید الملۃ الدیوبندیہ نے وہابیوں سے عقائد کے متحد ہونے کا فتویٰ دے دیا اپنی خاندانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمین پکارنی چاہیئے۔ اور سنو۔ آپ کے فرقہ دیوبندیہ کی متحدہ اور معتبرہ تصنیف میں لکھا ہے۔ جس پر تمام دیابنہ کی مہریں ثبت ہیں۔

المہند ص ۹ — اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔

اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ تم اپنے زبانی دعوے اصلی حنفیت کے لقب سے دست بردار ہو کر اپنی حقیقت وہابیہ کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کر لو۔

تذکیر الاخوان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۳۵ —

چلے ہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں — یا وہابی اور بے ملت کہیں
یا ہمیں گمراہ بد طینت کہیں — یا کہ کافر اور بے عزت کہیں

اپنے حق میں صیقل زنگار ہے

marfat.com

اے فرقہ دیوبندیہ اب وہابی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۵ } (جب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تم مجلسِ مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلوات میں پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔

الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام وشمار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں)

دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاویگی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔

اب آپ کے مذہب کا تقیہ بھی ثابت ہو گیا اور وہابیت کا پوشیدہ کرنا بھی دیرینہ مرض ثابت ہوئی آپ خود انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد وہابی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت ایسی کیا وہابیہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ بتجاہلِ عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت ان کی وہابیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مریض جتنا اپنی مرض کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراستِ الٰہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرض کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ اور اس ایسی جماعت میں تو صاف صاف ظاہراً و باطناً وہابی ہیں جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھر والوں کے کیونکہ گھر والوں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ وہابی نہ تھے تو پھر وہابی چڑے کیوں۔ اب ایک احناف کے بنیادی عقیدہ تقلید کے متعلق اپنے بڑے کا فیصلہ سن لیجئے۔

ایضاح الحق مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۴۸ } تقلید شخصی بدعت ہے

marfat.com

فوجی "ہاں واقعی میں کہتا ہوں تقلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلادہ بلا دلیل اپنے گلے میں ڈالنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس قرآن تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ موجود ہے تو مجتہد کی تقلید جو خود بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ہم لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستہ کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیمہ کے خلاف ہے فرمان خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالےٰ فرماویں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں رحمت بھی ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیۃ کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلام الٰہی پر اکتفا نہ کرو اور اماموں کے پیچھے بھٹکتے پھرو تو صاف گمراہی میں ہو دلیل ، اللہ تعالےٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والے پر تین فتوے لگائے ہیں سنو وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہٰذا قرآن کو چھوڑ کر اماموں کی تقلید کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاوے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

محمد عمر "غیر مقلد دوست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ ہر ایک شق کا شک بالتفصیل فک کرتا ہے۔ تقلید حرام نہیں ہے یہ تمہارا اپنا فتویٰ ہے کفر نہیں بلکہ تقلید واجب ہے ہاں تقلید من دون اللہ کی واقعی حرام

marfat.com

ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالمغیبات بغیر تقلید کے محال ہے مثلاً خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلیدی ہے جس نے ذات باری پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان بالغیب لا کر محض انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکا سچا مسلمان اور مومن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات عطا فرما دئے ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ ابوجہل کہلانے کا حقدار ہوا اور آخرت پر ایمان لانا یہ بھی محض تقلیدی ہے جو دلائل کا متلاشی ہے وہ آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرأت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الذین یومنون بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاویگا جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے چھو سکتے ہو تو تم بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں تو اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کو چھوڑ کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے تو یہ بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر قرآن کا بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پل صراط کا بھی جنت و دوزخ کا بھی علی ھذا القیاس یومنون بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں۔ تقلید کے انکار سے ایک

marfat.com

اور بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تلاش کرے تو حلال ہی نہیں بن سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کی نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں کا مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہونے میں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہلانے کے اس کو اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد جس کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالےٰ فرمائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس کی تقلید کو چھوڑ کر یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں ان کے مذہب کے چند مجتہد کہلاتے ہیں باقی تمام ان کے مقلد ہیں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جبتک ان کا مجتہد نہ کہے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی تبیانا لکل شی تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض موت کو چھوڑ کر بیماری اختیار کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تمہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا تبیانا لکل شی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور قرآن کریم سے تبیانا لکل شی کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کی جاوے ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یُضِلُّ بہ کثیرا سے فتویٰ گمراہی جڑ دیتا ہے۔ اسی واسطے یُضِلُّ کی ضلالت کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور مقلد چونکہ موخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا سے نوازا لہٰذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا کے مصداق ہو گے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے عامل رہو گے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو برا سمجھا

marfat.com

اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کا مدعی بنا تو ہمیشہ کے واسطے ملعون ہوا اور اس کے تمام اعمال صالحہ حبط ہو گئے ایسے ہی تمہارے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید حبط ہونگے اور تم کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ پڑے رہو گے اور تمہاری یہ دلیل کہ جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ تعالےٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر و ظالم فاسق کا فتویٰ چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ جو شخص بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے اور بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں پڑھتے ملاحظہ ہو۔

النساء ۵/۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے اولوالامر ہوں پس کسی شی میں تمہارا جھگڑا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کرو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقتہً بہت اچھا ہے اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مقسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اطاعت اولی الامر اور مقسم کا اظہار وجود بغیر اپنے اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

البقرہ ۲/۱۸ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اَیْنَمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ

اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے رخ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیریں اور اے مسلمانو تم بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی ضرورت نہیں؟ بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس ایت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

۲ بقرہ ۲/۲۳ } وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ

اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

۲ بقرہ ۲/۲۳ } وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ

ترجمہ۔ کھاؤ اور پیو حتی کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگہ سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام لو تو مشرک بنتے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دو۔

۲ بقرہ ۲/۲۴ } وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ۔

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی

marfat.com

تمہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے ۔ منا کی طرف قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تمہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈا لو پہلے نہیں تو اس آیۃ کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے۔

۶۔ بقرہ ۲/۳۰ { فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۔

پس اگر زوجین اپنی رضامندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیۃ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تعین کی تخصیص نہیں رکھی۔

نساء ۵/۶ { وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا ۔

اور اگر تمہیں زوجین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرد کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف بھیجو ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دونوں طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیۃ پر عمل کرنا محال ہے۔

مائدہ ۷/۱۳ { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ

اے ایمان والو احرام کی حالت میں شکار کو ذبح نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عمداً شکار ذبح کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے ذبح کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عادل

marfat.com

تم سے کریں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیۃ مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الٰہیہ ثابت ہے کہ جبتک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

(۷) نساء ۵/۱۱ | اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔

کیا پس یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی سمجھ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لا سکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبر سے تطبیق دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ بھٹکے ورنہ گمراہ ہو جاویگا۔ لہٰذا جو شخص تدبر فی القرآن مجتہد کے اجتہاد کا قائل نہیں وہ از روے ما انزل اللہ گمراہ ہے۔

(۸) نساء ۵/۱۱ | وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیں یا اولی الامر کے سپرد کردیں تو اس کو وہ لوگ استنباط سے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سوائے قلیل کے تم شیطان کے متبع ہو جاؤ۔

محمد ۲۶/۳ | اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَھُمْ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا

marfat.com

یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تدبر فی القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیۃ کو بلا اجتہاد مجتہد کما حقہ سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پر اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالےٰ ان پر اتنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی ان کو کتنی کلام الٰہی پڑھ کر سنائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں۔ ہم نے براہ راست قرآن سمجھا ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بینائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعتبروا یا اولی الابصار سے آیات الٰہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ جب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھنا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کون کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آجائے جو تمہاری فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مت کرو بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے تلاش کرو کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تمہارے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امور کو تم نہیں سمجھ سکتے جبتک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کی تقلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہو تو ثابت ہوا کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کا آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہ جب تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صحیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسمّٰی عبداللہ بن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن عبدالقادر ہے اگر عبداللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبداللہ عبدالقادر سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ میں عبدالقادر سے بغیر واسطہ غیر کے آگیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہینگے کہ تو عبدالقادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گزرے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی چار پانچ سال کا ہے۔ تیری بنوت کا اس کی ابوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ ایں خیال است و محال اور اگر صاف صاف کہ دے کہ میں عبداللہ اسمٰعیل کا بیٹا ہوں اسمٰعیل عبدالرحمٰن کا بیٹا تھا اور عبدالرحمٰن عبدالقادر کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبدالقادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی بنوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا حامل و مومن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاویگا اور اسے جواب دیا جاویگا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور حامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ بھی متبع قرآن کو ماننا پڑیگا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل ائمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا دلائل ان کی اطاعت کا قلادہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو تقریراً و تحریراً گلے میں ڈالا اور ان کی تقلید نے ہی بعض اشارات و کنایات و دلالات قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالاتر تھے۔

marfat.com

علم لدنی الٰہی سے آسان کر کے ہمارے کانوں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر ائمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الٰہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ پڑھنے سے یہود و نصاریٰ کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا بوجھ ڈالا اگر ائمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت بیجا کرتے تو اللہ کریم اپنے قانون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام نے متن و حدیث قرآن کریم کی ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا۔ اور انہیں کے متعلق اللہ کریم نے لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ کی پیشگوئی فرمائی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ استنباط بخشا ان کے سوا اگر کوئی اور امت محمدیہ میں قرآن و دین پہنچانے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو۔ جس کی تاریخ بھی شاہد ہے دیکھو۔

۹۔ ابن خلدون ۷۳۲/۱ اَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَلَّدَهُ الْيَوْمَ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَمُسْلِمَةُ الْهِنْدِ وَالصِّيْنِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَبِلَادُ الْعَجَمِ كُلِّهَا لِمَا كَانَ مَذْهَبُهٗ اَخَصَّ بِالْعِرَاقِ وَدَارِ السَّلَامِ وَكَانَ تَلَامِيْذُهٗ صَحَابَةَ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ فَكَثُرَتْ تَآلِيْفُهُمْ

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق والے اور ہند کے تمام مسلمان اور چین کے اور ماوراء النہر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلفاء صحابہ جو بنی العباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی خصوصیات بہت ہیں پھر فرمایا وَقَدْ صَارَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلٰى تَقْلِيْدِ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ کہ آج تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

marfat.com

عبدالرحمٰن ابن خلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مورخ ہیں اور مورخین اس کو تاریخ میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ۷۹۵ھ میرے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ مدعیہ ہے تو کیا ۷۰۰ سال یہ قرآن کریم یہ دین متین بہ ترتیب تقلید چلا آیا اگر بقول تمہارے تقلید کو حرام کہا جاوے اور بقول تمہارے تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین متین کو خیرباد کہنا پڑے گا حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ائمہ مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رد فرمایا ہے۔

۱۰ بخاری ۱/۱۶ { یَقُوْلُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَلَنْ تَزَالَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ قَائِمَۃً عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ

ترجمہ:۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالےٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تفقہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں قاسم ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام وسائل تقلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم سمجھے ہو کہ ان تقلیدی وسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور جنت سے محروم رہنا اور دوزخ کا ایندھن بننا ہے۔ اور اس امت کا زوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چار امور ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالےٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تفقہ فی الدین عطا کرتے ہیں

marfat.com

ائمہ مجتہدین کو تفقہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم امر اللہ تعالےٰ پر ہمیشہ قائم رہیگی کبھی زوال نہیں ہوگا۔ اب فیصلہ تم پر ہے کیا فوان نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ۷۰ سال کے بعد اس حدیث کا عمل شروع ہوا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) ب مخالف ظاہر ہوگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ ناکام رہیگا یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔

پھر تمہارا کہنا کہ ائمہ کرام سے غلطی بھی ہوسکتی ہے اگر ان کی تقلید میں پھنس گئے تو دین ہی غلط ہوگیا۔ اس کا جواب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرمادیا۔

۱۱ مستدرک ۴/۸۸ عَنْ عبد اللہ بن عمرو اَنَّ رَجُلَیْنِ اِخْتَصَمَا اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لِعَمْرٍو اِقْضِ بَیْنَهُمَا قَالَ اَقْضِ بَیْنَهُمَا وَاَنْتَ حَاضِرٌ یَا رَسُوْلَ اللہِ صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ نَعَمْ عَلٰی اَنَّکَ اِنْ اَصَبْتَ فَلَکَ عَشْرُ اُجُوْرٍ وَاِنِ اجْتَهَدْتَ فَاَخْطَاْتَ فَلَکَ اَجْرُ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسَانِیْدِ۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے تو آپ نے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کردو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو صواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے

marfat.com

اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اس حدیث پاک سے تین امور ثابت ہو گئے۔

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت و تقلید کا حکم صادر فرمانا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں جب مفتی گنہگار نہیں تو عامل کیسے گنہگار ہو سکتا ہے فافہم

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے اُن کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا بوجھ اُن پر ڈالکر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

(۱۳) ال عمران ۱۰۴ | وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور ضرور چاہیئے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو بھی فلاح ملیگی۔ ثابت ہوا کہ ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک دین پہنچا دیں جو ان پر بوجھ اللہ تعالےٰ نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب فرمائی فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ فرمایا کہ جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو تم اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو مجتہد دین ہیں کوئی جانتا نہیں۔

(۱۴) ال عمران ۷ | وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

marfat.com

قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا راسخ فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی ائمہ کرام ہیں اور ہمیں بھی ان سے دریافت کرکے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

۱۵ نحل ۱۴/۴۳ انبیاء ۱۷/۱ } فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

مسلمانوں اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہوا کہ اندھا دھند مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل اللہ مجتہدین سے دریافت کرکے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ خود کہیں گمراہی میں نہ پھنس جاؤ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاویگا۔

۱۶ بنی اسرائیل ۱۵/۱۸ } یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ

تمام لوگوں کو ہم ان کے اماموں کے نام سے پکاریں گے۔

اللہ تعالےٰ نے بِاَنْبِیَاءِھِمْ یا بِرُسُلِھِمْ نہیں فرمایا بلکہ بِاِمَامِھِمْ فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے اُن کے مقلدین کو پکاریں گے۔ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ ائمہ کرام ہی کے واسطے سے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید ائمہ کرام بِمَا اَنْزَلَ میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس آیۃ قرآنی کو پڑھ سنکر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو تو میدان حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاویگا۔ جسکا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاویگا۔ اور دوزخ میں شیطان کے ساتھ ڈالے جاویں گے اور ائمہ دین اور انکے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ جنت میں لے جاویگا اور مقلدین کو اور ان کے ماں باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

marfat.com

۲۷ طور { وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے اُن کی اتباع کی ایمان کے ساتھ تو ان کی ذریۃ کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کرینگے اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کرینگے۔

لہٰذا ہم اپنے ائمہ کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں ہونگے اور تم ترسو گے کیونکہ تم ان کے نقش قدم پر چلتے ہو اور نہ ان کی تقلید کرتے ہو۔

پھر ائمہ کرام نے جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی اور ان کے مستند نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو مضبوط فرمایا نہ کہ اُن سے دلائل طلب کئے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد الٰہی تھا ملاحظہ ہو۔

۱۸ توبہ ۱۱/۱۲ { وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری اس میں ہمیشہ رہینگے۔ بڑا درجہ ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان کے متبعین باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کر لی وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائینگے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہینگے۔ یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے اور نبی صلے اللہ

marfat.com

علیہ وسلم نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۱۱۔ ابن ماجہ، بخاری شریف ۲/۱۰۸ } وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِیْ اخْتِلَافًا شَدِیْدًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ

اور عنقریب میرے بعد تم سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ آجکل ہے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جاتا چنانچہ آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جبتک خلفاء راشدین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقلد نہ بن جاوینگے۔ تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جا سکتے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

۱۲۔ بقرہ ۱/۱۶ } فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابیو تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں تو ان سے اللہ جلدی نمٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود نمٹنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۳۔ نساء ۵/۱۷ } وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی

marfat.com

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

اور جو شخص مخالفت کریگا۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ اس کیلئے ہدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مومنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کریگے اور بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اب اے غیر مقلد وہابیو تم کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا۔ کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو تو جہنم کی سزا سنادی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس آیتہ کریمہ میں اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دونو کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے اور اس نے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید کا منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعوے کرے وہ خاص دوزخی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

۲۲۔ فاتحہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

اس آیتہ کریمہ میں منعم منَ اللہ کے راستہ قبول کرنے کی خدا سے دعا مانگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب منعم منَ اللہ کے پاس نہ جاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے منعم منَ اللہ صحابہ کرام ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں ائمہ کرام جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔

جن کی تقلید کا ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

marfat.com

۲۲۔ مسند ابو داود طیالسی ۷۶ { حدثنا یونس قال حدثنا ابو داود قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی ابو عون الثقفی قال سمعت احارث بن عمرو یحدث عن اصحاب معاذ من اھل حمص و قال مرۃ عن معاذ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال لہ کیف تقضی ان عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال اقضی بسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد من سنۃ رسول اللہ قال اجتھد رائی لا آلو قال فضرب بیدہ فی صدری وقال الحمد للہ الذی وفق رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا کہ تو فیصلہ کیسے کریگا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہوا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کمی کروں گا میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

marfat.com

۱۴ مستدرک ۴/۸۸ } عَنِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْیَمَنِ عَلِیًّا فَقَالَ عَلِّمْهُمُ الشَّرَائِعَ وَاقْضِ بَیْنَهُمْ قَالَ لَا عِلْمَ لِی بِالْقَضَاءِ فَدَفَعَ فِی صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ لِلْقَضَاءِ هٰذَا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امور شریعت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضا کی راہ دکھاوے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روائت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد یا الوحی سمجھنے کا دعوے رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہ کو سمجھے ہی نہیں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ایت پر ہی عمل کر کے اکتفا کر لیا ہے ورنہ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاویگا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے۔ شرح عقائد جلالی ص هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَیْرِ بِغَیْرِ حُجَّةٍ مِنَ الْحُجَجِ الْاَرْبَعَةِ فافہم

یہ حدیث شریف فرمان الٰہی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیۃ قرآنی کی ترجمانی فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

marfat.com

صحابہ کرام عامل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خدا فہم ہدایت دے بھلا حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

۲۵ ترمذی شریف ۱/۲ عن ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ بغائط ولا بول ولا تستدبروھا ولکن شرقوا او غربوا۔

ترجمہ:- ابو ایوب انصاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم پاخانہ کو آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پاخانہ کے وقت یا پیشاب کے وقت اور نہ پیٹھ کرو قبلے کو اور لیکن مشرق کی رخ بیٹھو یا مغرب کی جانب (اب اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں فرمان مصطفوی پر عمل کریں شرقوا او غربوا سے منہ اور پیٹھ مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ مکہ شریف سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کرکے پاخانہ پیشاب بیٹھے نہ پیٹھ کرکے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شرقوا او غربوا تو یہ حدیث شریف بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جس کی ضرورت قرآن و حدیث پر عمل صحیح کرنے کے لئے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں

۲۶ مستدرک ۴/۹۴
نسائی شریف ۳۵

عن عبد اللہ قال من عرض لہ قضاء فلیقض فی کتاب اللہ فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ عزوجل فلیقض بما قضی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ عزوجل ولم یقض بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قال الصالحون فان

جَاءَهُ اَمْرٌ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهٖ نَبِيُّهُ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَلْيَجْتَهِدْ بِرَأْيِهٖ فَاِنْ لَمْ يُحْسِنْ فَلْيَقُمْ وَلَا يَسْتَحِي هٰذَا حديث صحيح الاسناد وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ والقاسم هو ابن عبدالرحمن بن عبد الله بن مسعود۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے۔ اللہ کی کتاب میں بھی نہیں ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آگیا کہ کتاب اللہ میں بھی نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اسکے متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیئے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیا نہ کرے یہ حدیث صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور عبداللہ راوی عبداللہ بن مسعود اصحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے ان کے پوتے عبدالرحمن کے بیٹے ہیں۔

اے جماعت غیر مقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اتو امین کہدو۔

بعینہٖ یہ حدیث شریف وہ ہے جو عین اصول مقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ سے پھر حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی ادلہ اربعہ مقلدین کے واسطے حجۃ ہیں جو حدیث کے مطابق مقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے تم منکر کبھی تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو خاطی سمجھکر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے

marfat.com

والے کو شیطان کہتے ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ تمہاری تمام باتیں لغو ہیں اور ارابعہ پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی تعریف تقلید ہے۔ جو فَیَجْتَھِدُ بِرَایِہٖ میں موجود ہے اور سنئے۔

۲۷۔ طبقات ابن سعد ۴/۱۳۷ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر عبداللہ بن انیس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ خانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہیں۔

فَیَا لَقُرَیْشٍ تَلِدُ وَالْاَمْرُ بَعْضُھُمْ فَاتِ صَحِیْحُ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعٌ

پس اے جماعت قریش اگر تمہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو کیونکہ صحیح بات لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے۔

۲۸۔ مستدرک ۴/۱۴ } عَنْ عَطَاءٍ کَانَتْ عَائِشَۃُ اَفْقَہُ النَّاسِ وَاَعْلَمُ النَّاسِ وَاَحْسَنُ النَّاسِ رَایًا فِی الْعَامَّۃِ

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا افقہ اور رائے عامہ میں بہترین رائے دینے والی ثابت ہو گئیں کیا معاذ اللہ انہوں نے خلاف قرآن عمل کیا ذرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کا فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں بزرگان دین و ائمہ مجتہدین سے حسد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

marfat.com

۲۹ بخاری شریف ۱/۱۷ عَنْ عبد اللہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاہُ اللہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے حسد مگر دو آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و قضا کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا انکار کر رہے ہو۔ اور سوادِ اعظم سے علیحدہ ہو۔

۳۰ کنز العمال ۲/۳۱۴ عَنْ حارثہ بن مضرب قَالَ کَتَبَ اِلَیْنَا عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکُمْ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ اَمِیْرًا وَعَبْدَ اللہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ مُعَلِّمًا وَّزِیْرًا وَھُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ فَتَعَلَّمُوْا مِنْھُمَا وَاقْتَدُوْا بِھِمَا۔

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو وزیر معلم بنا کر بھیجا ہے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پیش کئے جو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب

marfat.com

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد عالیہ عرض کردئے۔

خدارا سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کرو اگر بما انزل اللہ کے معنی ذہن میں یہی بٹھائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے تو قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو جہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اطاعت اللہ بھی محال ہے ذرا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کوری عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ نماز کو قائم رکھو نماز کی حقیقت ذرا قرآن کریم سے تو سمجھاؤ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کہ خدا کے واسطے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ کیسے کھڑے ہونا ہے اور کرنا کیا ہے پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الٰہی ہے وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرائض رکوع سجود کی ہیئت کذائیہ تو سمجھاؤ کلا وحاشا این محال است معلوم ہوا کہ جبتک حدیث پاک کے مطابق وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے ساتھ شامل نہ سمجھو گے عمل کرنا محال ہے۔

۳۰۔ احزاب ۲۲/۹ } وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا
اور جو شخص اطاعت کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

۳۱۔ حدید ۲۸/۴ } یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا ثواب دیگا۔

۳۲۔ نساء ۱۳/۴ } وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھٰرُ

marfat.com

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

اور جو شخص اطاعت غلامی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی داخل ہوگا جنت میں اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں ہمیشہ رہیگا اور یہ مرتبہ بڑا ہے۔

۳۳ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔

اور جو شخص نافرمانی کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اس کی حدود سے تجاوز کریگا ہمیشہ کے واسطے جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے واسطے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

۳۴ فتح ۲۶/۲ } وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا تو ایسے کافروں کے لیے بھڑکتا ہوا دوزخ تیار کیا ہے۔

۳۵ تغابن ۲۸/۱ } فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا

پس ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اس نور کے ساتھ جو اتارا ہم نے اس آیتہ کریمہ میں اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم باعتبار ذات وصفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقدم ہیں جب تک نبی کریم

marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پہلے نہ کی جاوے توحید وکتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔

۲۶ نساء ۵/۱۱ { مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔

جو شخص اطاعت کریگا رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان رد شمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ نگہبان نہیں اور مومنین کے واسطے رؤف ورحیم ہیں، اس آیۃ کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ کی جاوے تب تک بلا واسطہ اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد مجتہد حق ہے جسکے بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بارشاد الٰہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بلا تقلید غیر خداوند کریم کی طرف سے ملہم من اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید وبلا واسطہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل وعامل رہے اور ہیں اور رہینگے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچنا اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن وشریعت ائمہ کرام سے پہنچا اور ائمہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے لیکر خداوند کریم تک بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمداً روگردانی کر رہے ہو اے منکرین تقلید ذرا سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بنتے ہو۔ کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت ورسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر نبی

marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور ائمہ کرام بغیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے تم کون ہو جو طفرے سے قرآن مجید تک پہنچ جاؤ۔ خداوند کریم آپ کو ہدایت بخشے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

اور وہابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتوی کہ وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ردالمختار شامی جلد ۳ صـ ۴۲۷

عَلِمْتَ أَنَّ هٰذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِي مُسَمَّى الْخَوَارِجِ بَلْ هُوَ بَيَانٌ لِمَنْ خَرَجُوا عَلَى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رَضِيَ عَنْهُ وَإِلَّا فَيَكْفِي فِيهِمُ اعْتِقَادُهُمْ كُفْرَ مَنْ خَرَجُوا عَلَيْهِ لِمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمُ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُونَ وَاسْتَبَاحُوا بِذٰلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ۔

ترجمہ:۔ تو نے جان لیا کہ خارجیوں کے مسمّٰی میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ اُن خارجیوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علیؓ پر چڑھائی کی اور تبرے کئے اور نہیں تو اُن میں اُن کا اعتقادِ کفر کافی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے متبعین جو نجد سے نکلے ہیں اور حرمین شریفین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص اُن کے عقیدے کے مخالف ہے مشرک ہے۔ اور وہ اہل السنت والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی حکومت کو توڑا اور اُن کے شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ۱۲۳۳ھ میں اُن پر فتح پائی۔

marfat.com

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور اُن کے اعمال وعقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت وجماعت ہونا ثابت کردیں کیونکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

سوال آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس حنفیت ہے جس سے تم وہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ بعہ کتب فارقہ بیان کرو۔

محمد عمر مقیاسِ حنفیت تو زیادہ ہیں لیکن مشتے از خروارے عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی وہابیوں اور احناف اہل سنت وجماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقص ہے۔

عقائدِ وہابیہ دیوبندیہ	عقائدِ احناف
"دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔"	احناف کے نزدیک خدا سے جھوٹ محال اور ممتنع ہے
فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۲۰ کذب داخل تحت باری تعالےٰ ہے۔	(نحل ۱۴/۵) اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
الجہد المقل حصہ دوم ص۴۲ اگر حق تعالےٰ شانہٗ کلام کا کذب پر قادر نہ ہوگا۔ تو قدرتِ انسانی قدرتِ ربانی سے زائد ہو جائیگی۔	ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاوینگے۔ نفع تھوڑا ہے اور ان کو عذاب ہے درد دینے والا)
الجہد المقل حصہ دوم ص۴۰ کذب متنازع فیہ صفاتِ ذاتیہ میں داخل نہیں۔	وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون

marfat.com

بلکہ صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے۔

الجہد المقل ۱/۸۳ اہل سنت کے نزدیک۔ (دیوبندیوں کے نزدیک) افعال قبیحہ مقدور باری تعالےٰ ہیں

الجہد المقل ۱/۴۱ اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیر حق تعالےٰ شانہٗ سے کیونکر خارج کر سکتے ہیں۔

الجہد المقل ۱/۴۴ جو حضرات قضیہ غیر مطابق لواقع (جھوٹ) کو مقدور باری تعالےٰ کہتے ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقعہ اور ادراک عدم مطابقہ واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا عقد و اصدار قدرت باری جل سلطانہٗ میں داخل ہے۔

الجہد المقل ۱/۷۸ فعل قبیح بالنظر الی قدرت باری تعالےٰ ممکن ہے

الجہد المقل ۱/۴۱ افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق (وہابی دیوبندی) تسلیم کرتے ہیں۔

سچا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

پاک ہے اللہ اُس چیز سے جو وصف بیان کرتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۵۶

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَظُنَّ بِاللّٰهِ الْكَذِبَ يَخْرُجُ بِذٰلِكَ عَنِ الْاِيْمَانِ

(ترجمہ: بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا، نکل جاتا ہے ساتھ اس کے ایمان سے)

مسامرہ جلد ۲ ص ۳۳

يَجِبُ اَنْ لَّا يُتَّصَفَ بِنَقْصٍ

واجب ہے کہ نہ وصف کیا جائے اللہ تعالےٰ نقص کے ساتھ۔

مسامرہ جلد ۲ ص ۶۵

لَا يُوْصَفُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْقُدْرَةِ عَلَى الظُّلْمِ وَالسَّفْهِ وَالْكَذِبِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَةِ، اَيْ لَا يَصِحُّ تَعَلُّقُهَا

marfat.com

الجہد المقل ۱/۴۴ خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہیں۔ (کلام لفظی مثلاً قرآن مجید)

(وَعِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مَا ذُكِرَ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ قادر ہونے کے ظلم پر اور بیوقوفی پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال قدرت الہیہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی اُس کے متعلقات کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالےٰ ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی ظلم وغیرہم۔

معلوم ہوا کہ امکانِ کذب باری تعالےٰ معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا خداوند تعالےٰ کے نزدیک اور احناف کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے دیوبندی معتزلی ٹھیرے۔ یہ دلیل اوّل ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔

"دیوبندی تثلیث کے قائل ہیں"

مرثیہ محمود الحسن صاحب بدرگاہ مولوی رشید احمد ص ۱۲

خدا اُن کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی۔
جو ہر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی ڈرتا تھا،

قصائد قاسمی ص ۳۶ از حافظ ضامن صاحب

میرے قبلہ میرے کعبہ۔
تھے حقانی سے حقانی۔

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

ترجمہ:۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہیں جنا اُس نے اور نہ جنا گیا۔ اور اُس کے واسطے کوئی برابر نہیں ہے

marfat.com

ہمارے قبلہ وکعبہ تمہیں ہو دین و دنیا میں اگر تم سے پھریں حق سے پھریں اور اُس کے فرمان سے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سب تعریفیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماویں کہ رب العلمین اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں رشید احمد گنگوہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم مولیٰ کہدیں تو دیوبندی ہم پر فتوئے شرک ثبت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہدیں۔ تو بجائے فتوئے کفر کے اُس پر گناہ لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماویں اللہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہ بس طرف مولوی رشید احمد صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو اُن کی اقتدا کرنی پڑتی سبحان اللہ۔

"دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں"

بلغۃ الحیران مصنفہ حسین علی صاحب وال بھچراں ۱۵۶ [سب چیز موجود کا اللہ عالم ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس کا بھی عالم ہے۔ اور جس کا ابھی ارادہ نہیں کیا۔ اُس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شے بھی نہیں ہے اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں۔ اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریگے۔ بلکہ اللہ کو اُن کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ کو تمام آسمانوں و زمین کا غیب ہے

حدید ۲۷/۳ [مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ۔

ترجمہ زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اُس کے پیدا ہونے کے پہلے ہم نے اُس کو نہ لکھا ہو بے شک یہ اللہ پر آسان ہے)

یہ عقائد فرقہ جہمیہ کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ علامہ میں مذکور ہے۔

marfat.com

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغۃ الحیران ۱۲ تحقیق مقام برائے تنویر۔ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔

قرآنِ خداوندی فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (اگر تم بڑے فصیح بلیغ ہو، تو ایسی ایک سورۃ بنا کر دکھاؤ۔

یہ مذکورہ بالا دو عقیدے دیابنہ کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہٖ مطابق ہے۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۰۰ میں مذکور ہے "مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں" اور قرآن کریم معجز ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے

رسالہ الامداد صفر ۱۳۲۶ھ صفحہ ۳۵ منقول از سیف علی (مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے) میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا اشرف علی نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ:۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے آدمیوں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

احزاب ۲۲/۵

بخاری شریف جلد اول ص ۶ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

marfat.com

جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالےٰ متبع سنت ہے۔

(ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاری کیا"

تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب ص۳

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

قرآن شریف

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

ترجمہ:۔ اور نہیں رسول بنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ۔ مگر تمام لوگوں کے واسطے کافی بشیر اور نذیر)

مرثیہ ص۱۰ زباں پر اہل ہوا کی ہے رسول اہل صل شاید / اخا عام سے کوئی بنے اسلام کا ثانی

تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص۱۷ سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے / اور جو قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

ابن ماجہ ص۳۰۷ اَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ / نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت لکھنے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی اُمتِ دیوبندیہ کو فرمادیا۔ کہ اس زمانہ

marfat.com

ہیں ہدایت و نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک موقوف رکھا ہے۔ تحذیر الناس (۲۵) بلکہ گویا بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیابنہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا کرنے کے درپے ہیں اور احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک تمام دیوبندی مولوی رحمۃ للعلمین ہو سکتے ہیں۔

قرآن شریف

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹

استفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لفظ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اور کون سے عالمین ہیں جن کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ ربّ العٰلمین کہنے کے بعد تمام عالمین میں کسی دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک فی التوحید کیا ہے ایسے ہی رحمۃ للعلمین کے اقرار کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں کہلا سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم

marfat.com

کرے۔ تو مشرک فی الرسالت ہوگا۔

"دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے"

مرثیہ ۱۲ | پھر اپنے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
اب رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ دیوبندیہ کی مسجد کا محراب خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ اس محراب میں ایک چھوٹا محراب بنا ہوا ہے جس میں امام کھڑے ہو کر اپنا رُخ ہندوستان کے گنگوہ کی طرف رکھتا ہے۔ جا کر خود ملاحظہ کر لیں۔ فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے)

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ۔

(ترجمہ:۔ اور نہیں بنایا ہم نے قبلہ کو جس پر آپ ہیں، مگر تاکہ جان لیں ہم کون شخص رسول کی تابعداری کرتا ہے اُس شخص سے جو اپنی ایڑیوں پر پھر جاتا ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ (ترجمہ:۔ اور جس جگہ بھی تم ہو تو اپنے مونہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیرو)

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اہل کتاب کو آپ تمام معجزات دکھائیں تو یہ آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں گے۔ اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد

marfat.com

فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ کریں گے۔ یہی حال دیوبندیہ کا ہے۔

"گنگوہ کے حج کا اعلان"

تذکرۃ الرشید جلد ۲ صـ ۸۵

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید
مشوق ما اینجا است بیائید بیائید

"میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صـ ۱۴۸

پس یہ ہر روز اعادۂ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کھنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

قرآن شریف

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو شخص رستے کی طاقت رکھے۔

قرآن کریم

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا۔

(ترجمہ:۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔)

مستدرک جلد ۲ صـ ۶۰۲

اِنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ اِنَّ ذَاكَ الْيَوْمَ الَّذِيْ وُلِدْتُّ فِيْهِ وَاُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ

(ترجمہ:۔ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق روزہ رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں

marfat.com

اور اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں عیسٰے علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالےٰ نقل فرماتے ہیں کہ عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں انبیاء کے لئے دونوں دن چونکہ خاص ہیں۔ اس واسطے ان دنوں میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا اُن کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان دونوں دنوں میں زیادہ نزولِ اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحیٰی علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ اور سلام ہے اُس یحیٰی علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن اُن کا وصال ہوگا۔ اور جس دن وہ اُٹھایا جائیگا۔ اس آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوئی اگر کوئی متبع انبیائے کرام اور محکوم من اللہ فرمان الٰہی کے مطابق ان ایام کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے تو ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیوبندی قانون سے وہ مذہب ہنود میں سمجھا جائیگا۔ دیگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو دیکھ بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیوبندیہ نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہندو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) کھینا قرار دیا۔

"کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی کی اہمیت فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے۔"

فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل صلا ہے۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ

از بندہ رشید احمد

marfat.com

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیوبندیہ اور وہابیہ میں قرآن کا درجہ رکھتی ہے)

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۲۱

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (اب ذرا دیوبندیہ وہابیہ کے قرآن و اسلام کی گہرافشانی ملاحظہ ہوں۔ اور قرآن وحدیث والے کی شان کا وہ کہاں تک علوم رتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں)

تقویۃ الایمان ص ۶۸

اولیاء وانبیاء امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

حدیث شریف

ابوداؤد جلد اول ص ۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُكُمْ

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور کوئی بات نہیں میں تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں سکھاتا ہوں)

"نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بفرمانِ خداوند تعالیٰ الٰہی آذواجہٗ اُمَّھٰتُھُمْ کے بمنزلہ باپ ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں"

تقویۃ الایمان ص ۴۷

جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمد یا علی نہیں ہے اور جس کا نام

قرآن کریم

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (ترجمہ۔ اور آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پھر غنی کیا

marfat.com

محمد یا مثل ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ آپ کو)

(توبہ ۱۰/۱۰) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔

(ترجمہ:۔ اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے مگر اس بات کا کہ اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے ان کو غنی کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ تو اُن کے لئے بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ تو اللہ تعالےٰ اُن کو دُنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا۔ اور اُن کے لئے زمین میں کوئی کارساز اور مددگار نہیں)

اللہ تعالےٰ تو فرمائیں کہ تمام کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل نے غنی کیا اور دیوبندی وہابی کہیں کہ اللہ کو اختیار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اختیار نہیں تو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ سے مشرکین مکہ میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی فضل کے منکر تھے۔ جن کو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و غنا کی طرف رجوع کریں اور اپنا عقیدہ اسی سے درست کر لیں تو اُن کے لئے دُنیا و عقبیٰ میں بہتر ہو گا۔

marfat.com

ورنہ اُن کا کوئی امدادی نہیں ہوگا۔ اور اُن کو اللہ تعالےٰ دُنیا و عقبیٰ میں دردناک عذاب کریگا۔

دوستو! اپنے عقائد کو فرمان الٰہی کے مطابق بنالو۔ اگر تقویۃ الایمان پر ایمان لے آئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار تصور کرلیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور ارشاد الٰہی موجود ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی جائیداد کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غنا کو بھی اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قیدِ خصوصیت سے مقید نہیں فرمایا۔ اور دیوبندی وہابی آپ کے علم مختار ہونے کا فتویٰ جاری کردیں تو سوا عقل کے اندھوں کے دوسرا کون بھلا تسلیم کرے اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالے اور منکر قرآن بنے اور مومن کو رب العزۃ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار سمجھو فرمایا۔

احزاب ۳۳/۵ { وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا } اور کسی مومن کر یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا فیصلہ فرمادیا یہ کہ ان کے کام سے ان کو کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی (اس میں) نافرمانی کریگا یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار سمجھے گا) تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہوا۔

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو با اختیار اور اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے تو مومن اور فرمانبردار ورنہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے

marfat.com

ارشاد الٰہی موجود ہے وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ الخ جب آپ فرما رہے تھے۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور جو کسی سے کھا کر انعام فراموش ہو جس خطاب سے لوگ اس کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسولی کا منکر وہ خداوند کا بھی احسان فراموش کیونکہ مومنین پر انعام رسولی یہ احسان خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار کیسے سمجھے۔

تقویۃ الایمان ص۱۶ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

قرآن کریم (منٰفقون ۸) وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور اس کے رسول کے واسطے اور مومنین کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بقانون مذکورہ عین اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے ص۶۵ پر اولیاء و انبیاء سے تعبیر کی ہے۔ اور وہاں بڑے بھائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء و اولیاء کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ فرماویں کہ اللہ اور اس کے رسول تمام عزت دار ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے

marfat.com

ان کی عزت کو جانتا نہیں ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے نفاق پر موجزن ہے ورنہ فتدلی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

تقویۃ الایمان ص۶۹ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ پر بہتان لگایا گیا ہے۔")

میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

حدیث شریف

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اس بہتان کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لگایا گیا ہے حدیث پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔

ابن ماجہ ص۱۱۹ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے)۔

اے ایمان کا دعوے کرنے والو اور اصلی حنفیت کے مدعیو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان انبیاء علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے صحیح ہے یا تمہاری بناوٹ یا بہتان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے میدانِ حساب میں کیا جواب دو گے۔ یہ ہے دیوبندی وہابیوں کی کتاب تقویۃ الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ۔"

marfat.com

دیوبندی

رسالہ الامداد
صفر ۱۳۱۵ھ سیف علی
ص ۱۵

ایک ذاکر صاحب کو
مکشوف ہوا کہ حضرت
(اشرف علی تھانوی)
کے گھر حضرت عائشہ

قرآن کریم

(احزاب ۲۱/۱)، وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ
یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات
مومنوں کی مائیں ہیں۔

آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا
(اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا
کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔

فرمایئے جناب۔ جو ماں کی رویا کو کمسن بیوی سے تعبیر کرے اُس پر آپ کا فتوےٰ کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا اِن خیالاتِ باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بھائی کہیں بلکہ اُس سے بھی ذلیل اور والدہ کو بیوی سے تعبیر کریں اُن کے متبعین کے ایمان کا حال آپ خود سمجھ لیں۔ پھر سچ کہنے والے کو مفسد کہا جاتا ہے۔

دیوبندی

مبشرات
مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں

وَرَاَيْتُ اَنَّهٗ
يَسْقُطُ فَاَمْسَكْتُهٗ
وَعَصَمْتُهٗ
عَنِ السُّقُوْطِ۔

قرآن کریم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
(اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ
مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

(میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے
سے بچا لیا۔)

اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق فرماویں۔ کہ آپ کی

marfat.com

رحمت تمام جہانوں کو تھامے ہوئے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تھاما ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے تھامنے کا دعوے مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھونپڑی کے ستون کو تھامنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے تھامنے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہو اُن کو بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنا ظل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ خداوند تعالےٰ ایسے پیشواؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔

چنانچہ دیوبندی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُستاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں۔"

دیوبندی براہین قاطعہ صـ۲۶

اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالےٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے۔ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو) اُردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

قرآن کریم

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اُس قوم کی زبان کے ساتھ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

(ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر)

marfat.com

اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے اصول کو ظاہر فرمایا کہ میں جس رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اُس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

(ترجمہ۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے۔)

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسولؐ بنا کر بھیجا تو قانونِ خداوندی مذکورہ بالا سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہ اُردو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے علمائے دیوبند سے حاصل ہوا۔ تو یہ قرآن کریم کے صراحتہً خلاف ہے اور اپنے اُستاد بننے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی بجائے رسول دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمائیں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف۔ یہ ہے فرقہ دیوبندیہ کا ایمان جو معلم گر کو اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔ تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

دیوبندی	قرآن کریم
تحذیر الناس مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص۵	انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی۔ باعمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔	اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ ترجمہ:۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

marfat.com

اللہ تعالےٰ تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اونے فرماویں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے بر تر سمجھو۔ کیا دیوبندی فرقہ کو قرآنی تعلیم کا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا یہی اثر ہے۔ کہ اپنے آقا سے غلام کو اعمال میں بالا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کا دعوی جناب کو یاد ہونا چاہیئے سابق مسلم الملکوت ابلیس تھا اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی بڑ ماری تو اللہ تعالےٰ نے فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ کا حکم فرما کر مردود کر کے نکال دیا اُس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے حبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابدالاباد تک بلا اپیل راندہ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفتِ ابلیسی پر عامل ہو۔ اور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر بننے کے مدعی کو اور اُس کے متبعین کو تو اللہ تعالےٰ نے خلودِ نار کا وعدہ فرمایا ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالتِ کُل، فخرِ کُل۔ فی الکُل پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہارے متبعین کو بمعہ تمہارے کو نئے قعرِ جہنم میں بلا اپیل داخل فرماوے گا۔

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بلے، خنزیر کو بھی ہے۔"

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو

قرآن کریم

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ

ترجمہ:۔ یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے وحی کیا اُس کو آپ کی طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف)

marfat.com

اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم
غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنفِ حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علومِ غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بلے، خنزیر کو بھی حاصل ہے جبکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علومِ غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فردِ حیوان اور صبی اور مجنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اُس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ آؤ کرتا پھرے۔ تاکہ غلامانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اور نہ مصنفِ مذکور اس توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے عذابِ الیم میں گرفتار ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں۔ اور مصنفِ مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوےٰ کفر ثبت کیا ہے۔ (المہند ص۳۰) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے"۔

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنفِ مذکور یعنی مولوی اشرف علی تھانوی پر بھی بہتیرے فتوے کفر جڑے۔ لیکن حکیم صاحب اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ پر ہی ثابت قدم رہے۔ پنجابی مثل مشہور ہے "گور و جہاں دے ٹپنے چلیے جان چھڑپ" جہل امتِ دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ اُن کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معاذ اللہ شیطان اور ملک الموت کا علم

خصائص کبریٰ جلد ۲ ص۱۸۰ | عُلِّمْتُ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا كَمَا عَلَّمَ

زیادہ ہے۔"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ص۵۱

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے ——— ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

"حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں جس میں حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے زیادہ علم عطا فرما کر اُن کا اُستاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبرئیل و ملک الموت و غیرہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہر حال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس لحاظ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے اُستاد الاُستاد ٹھہرے۔ جو شخص ملک الموت کے استاد حضرت آدم علیہ السلام کے اعلم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اُس کو

اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔

ترجمہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سکھایا گیا ہوں کل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھلے گئے آدم علیہ السلام کل چیزوں کے نام،

بخاری شریف جلد اوّل ص

وَاَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں،

marfat.com

امام الانبیاء جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُستاد الاستاد ہونے پر بھی ایمان لانا عین اسلام ہے۔ اور اس کا انکار اُمتِ محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنفِ مذکور اپنے کلام سے بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ عبارتِ مذکورہ بالا میں لکھتا ہے۔ فخرِ عالم نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور عالم کا لفظ استعمال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے اور فخرِ عالم کہنا تب ہی درست ہو سکتا ہے۔ کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے خطاب سے پکارنا غلط ہو گا۔ تو مصنفِ مذکور کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گورا حافظہ نباشد کا مصداق نہیں ہے۔ ع تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ اُن کا علم زمین کے ذرّے ذرّے پر محیط ہے۔ لیکن مُعلّمِ کُل مخلوق رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو جو تمام عمر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص جانتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی پر فتوے کفر لگانا پڑا۔ (المہند صہ ۲۵) "جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اِس شخص کے کافر ہونے کا فتوے دے چکے ہیں"

اب فرمایئے آپ کے اکابرین پر اُن کے اعتقاداتِ باطلہ کی بنا پر جماعتِ دیوبندیہ کے مسلّم علماء جب فتوے کفر ثبت کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پر آپ یوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کریں تو مفسد نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء اُن ہی عبارات کے قائل پر فتوے کفر شائع کر دیں تو مفسد نہیں۔ اور ہم اُسی فتوے کو دُہرا دیں تو ہمارے ساتھ شکر رنجی کا باعث ہو جاتا ہے۔ "ببیں عقل و دانش بہائید گریست"

marfat.com

(دیوبندیوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی تعلق)

صراطِ مستقیم محمد اسمٰعیل دہلوی ص ۸۶

وصرفِ ہمت بسوئے شیخ وامثالِ آں از متعلقین گو رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤ خر خود است۔

(یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت مآب کی طرف صرفِ ہمت گاؤ خر کے تصور سے بدتر ہے)

یوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شیطان کہہ سکتے

قرآن مجید

(مائدہ ۶/۳) فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ (توبہ ۱۱/۱۲۸) بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے ہیں تو بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ اور رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ پڑھتے ہوئے اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکارِ قرآن کریم ہے یا نہیں۔

بخاری شریف ۶/۶۳۲ عن کعب بن مالک قال اُمِّتُ قریباً منہ فاسارقہ النظر۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نظر چرا کر دیکھتا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو تکتے ہوئے نماز میں نظر کرنا نصیب ہو اور تمہیں آپ کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاوے۔ اب تم انصاف کرو۔

قرآن کریم

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ

marfat.com

ہیں:"

بلغۃ الحیران ص ۴۳

طاغوت کے معنی کُلُّ مَا عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَھُوَ الطَّاغُوْتُ

وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ (جو شخص کفر کرتا ہے شیطان کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لاتا ہے۔ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی (تو اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا۔

اس معنی سے جب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔

خداوند تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایماندار جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاغوت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر اکابر دیوبندیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طاغوت کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (یعنی جو شخص رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے، ورنہ نہیں)" اس آیت کریمہ میں اطاعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو طاغوت کہنے والا اللہ کی طرف سے وہ خود طاغوت ہے۔"

"فرقہ دیوبندیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔"

تقویۃ الایمان ص ۵

کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہے۔

قرآن کریم

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔

(ترجمہ: فرما دیجئے (یا رسول اللہ) اے میرے بندو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو)

marfat.com

بہشتی زیور حصہ اول ص۳۹

علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔

(نور ۱۸/۴)، وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ (اور تمہارے عبدوں سے نیک لوگ)

"اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ مِنْ عِبَادِكُمْ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے عبد کو اپنے سوا دوسروں کی طرف منسوب کیا ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبدالنبی نام رکھنا اگر ناجائز ہوتا یا شرک تو اللہ تعالیٰ قُلْ لِعِبَادِيَ نہ فرماتا۔ اس کی شرح کی تصحیح اپنے بزرگ کی زبانی سن لیجئے۔ (امداد المشتاق ص۹۳) فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا مِنْ رَّحْمَتِيْ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی یہ تو ہے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے۔

کنز العمال جلد ۲ ص۱۴۷

فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنْ شِدَّةٍ وَغِلْظَةٍ وَذٰلِكَ اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ۔

ترجمہ: "جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں کو آپ نے خطبہ پڑھا۔ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر

marfat.com

آپ نے فرمایا۔ اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد ہوں اور آپ کا خادم ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبد الرسول منبر پکڑے ہوکر پکارتے ہیں۔ تو عبد الرسول کہنا کونسا خلاف شرع ہے۔ اور جب تم نے خلیفۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر فتوے کفر جڑ دیا۔ تو ہمیں کہنے سے کونسا گریز ہے۔ اور خلوجت بھی ثابت ہوگیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر نہ کرے وہ لعنتی

فتوٰی رشیدیہ ۲/۱۱۳ محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتوٰی رشیدیہ ۲/۱۶ بہرحال یہ لوگ مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں مولوی اسمٰعیل شہید مہبط رحمت حق تعالےٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

فتوٰی رشیدیہ ۱/۲۱ اور کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے۔

مسلمانو انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیحہ حرام اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر اکسیر اعظم۔ خدا ان کو ہدایت دے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہندو کی پکی ہوئی شی حلال اور مومن کی مقررہ دن میں پکی ہوئی چیز حرام۔

فتوٰی رشیدیہ ۲/۱۲۴ مسئلہ ہندو تہوار ہولی

قرآن کریم

مدثر ۲۹/۱ والرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور پلیدی کو چھوڑ دے اور ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرک پلید ہیں۔ لہذا پلید کی شی

marfat.com

یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا مثلاً بھنے کا بھنا ہوا گوشت، بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب درست ہے فقط

ہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی شی دیوبندی کو حلال اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں کا کھانا حرام

بھی پلید۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کی دعوت کو اس شرط پر قبول فرمایا کہ ایمان لاوے۔

خازن ۵۰/۸۰ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَنَا بِاٰکِلٍ طَعَامَکَ حَتّٰی تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا حتی کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ شہادت پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہوا حرام ہے۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی بتوں سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار شدہ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی مصداق دیوبندی کو درست اور حلال طیب لیکن مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں پکی ہوئی شی حرام ہو جائے اور ہندو کے پلید ہاتھوں اور پلید مشرک غیر طاہر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سود کا فضلہ تول کے نام سے پکا ہوا ان کے دیوتا پیپل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز ملاحظہ ہو۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۴ سوال ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

marfat.com

الجواب اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالےٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اس کا پینا حرام۔ ملاحظہ فرمایئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۳ محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا۔ یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیابنہ کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی وشربت ودودھ حرام اور ہندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصرفہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں آنے دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شی سے گنے کی رس چمار کے ہاتھ کی نکلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ کا پانی حلال پاک اور دیابنہ کے نزدیک درست

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۷ کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے علی ھذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب جبتک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہیں ہوگا پس صورت موجودہ میں خرید نا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اسکا درست اور حلال ہے علی ھذا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

اور سنیئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۵۰ مسئلہ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے

marfat.com

درست ہے یا نہیں۔

الجواب فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے

فقط رشید احمد۔ کیوں جناب جس شیرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پرے پرے دور دور گمراہ کی بنی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس کو کیوں پڑھ دیا لیکن ہندو کے ہاتھ کی پوری کھیلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپڑے وکرا پہ ہر کے ہاتھ سے بھنا ہوا اور ہندو کے سودی روپے سے سبیل کا پانی اور چمار کی رس نکالی ہوئی اور اس میں اس نے ہاتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبر کی زمین پر بھی ہو اوپر دیوبندی عیش اڑائے تو بہتر ہے۔ (ثبوت تقریر گیارہویں)

"دیوبندیوں کے نزدیک کلام پڑھکر اہل قبور کو بخشنا یا اُن کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات دینا۔ دن مقرر کرکے تو صدقہ بھی حرام اور قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے والا کافر۔"

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۹۵ { گیارھویں حرام ہے (قرآن پڑھا ہو یا صدقہ) ایسے عقائد فاسدہ موجب کفر ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ تاکہ نکالیں آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے دن بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے واسطے نشانیاں ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھ کو معجزات دے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔ اور ان کو اَیّامِ اللہ کی یاد دلاتے رہیے۔ اَیّامِ اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان

marfat.com

فرمائی ہے۔

تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۱۹۶

(وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ) بِاَيَّامِ الْاِنْعَامِ حَيْثُ ظَلَّلَ عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَفَلَقَ لَهُمُ الْبَحْرَ۔ (یعنی اَیَّامِ اللہ اُن کو یاد دلایئے جن ایام میں اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن اُن پر سایہ کیا اور اُن پر من وسلویٰ اُتارا اور جس دن اُن کے واسطے دریا کو پھاڑا۔ ثابت ہوا کہ ایام انعام ایام اللہ ہیں اُن کا ذکر دُہرانا اور اُن کی فضیلت کو بیان کرنا صابر و شاکر کے لئے موقع عبرت ہے اگر مقرر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اُس کی فضیلت کو دُہرانا یا خصوصیت سے عبادت کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجب کفر کہے اور اُس عبادت پر حرمت کا فتوےٰ دے تو دشمن قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے۔

کنز العمال جلد ۴ ص ۳۲۰

اِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِّنْ اَيَّامِ اللّٰهِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے) کیونکہ اسی دن میں اللہ نے دریا کو پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جودی پر ٹھیری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی منانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی بھی اللہ تعالےٰ نے تخصیص فرمائی ہے جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہا گیارھویں کے تقرر کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت غوث الاعظم پیر پیراں محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال کو منانا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی

marfat.com

دن مقرر شدہ یعنی یوم وصال میں آپ کی طرف سے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے۔ اور صدقہ خیرات اہل قبور کی طرف سے تقسیم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی واسطے اس عمل کے عامل بڑے بڑے بزرگانِ دین بھی رہے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:۔

ماثبت بالسنہ صـ۸

قَدْ اشْتَهَرَ فِيْ دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمُ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَا الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ كَذَا ذَكَرَ شَيْخُنَا وَسَيِّدُ الْبَيْهَقِيُّ الرَّضِيُّ ابُو الْمَحَاسِنِ سَيِّدُ الشَّيْخِ مُوْسٰى الْحَسَنِيُّ۔ یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے۔ اور وہی اہلِ ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت پیر پیراں کی اولاد سے ہیں اُن کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ سید بیہقی اور شیخ موسےٰ حسنیؒ نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مستحب امر کو اگر لازم و مقرر ضروری کر لیا جاوے تو بھی از روئے حدیث پاک صحیح اور مسنون ہے۔

مشکوٰۃ شریف صـ۱۱۷

ترمذی شریف

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِيْ اِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا اَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهٗ وَرَاَيْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِهِمَا۔

ترجمہ۔ بریدہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلالؓ کو بلایا تو فرمایا بنی صلے اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کے ساتھ تو نے جنت تک مجھ سے سبقت کی ہے۔ نہیں داخل ہوا میں جنت کو کبھی۔ مگر میں نے تیرے جوتے

marfat.com

کا آواز اپنے پیش پیش سُنا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَیں نے کبھی اذان نہیں دی۔ مگر دو رکعتیں نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔ مگر میں نے اُسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا مَیں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دو رکعتیں ضروری ہیں۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِن دونوں کے سبب سے،

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے تحیۃ الوضو کو جب اپنے پر باوجود نفل ہونے کے فرض کر لیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی فضیلت کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً نفلی عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بمعہ جسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ باقی رہا تقرر گیارہویں تو کوئی ایسا عمل نہیں جو ہوا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر اُن سے ربوبیت کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و فضائل کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے آدمؑ کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔ اور اور اُن کی توبہ قبول فرمائی تو مقرر دن میں۔ حتیٰ کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر غلبہ دیا تو دن مقرر ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تو بارھویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاوّل اور بارھویں تاریخ مقرر کر کے۔ اور حضرت پیر پیرانؒ کو وصال دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مہینہ مقررہ ربیع الاوّل کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی گیارھویں کا مقرر فرمایا تا کہ مہینہ اور دن بعد میں رکھنے سے ثبوت کے بعد درجۂ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارھویں والا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت پیر پیرانؒ کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارھویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے نزھۃ الخاطر الفاطر کے صفحہ ۲۱ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی قانون سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارھویں دن مقررہ پر حضرت پیر پیرانؒ کی طرف سے صدقہ خیرات کئے جاتے ہیں۔ اور اُن کی رُوح کو ثوابات

marfat.com

قرآنیہ پہنچائے جاتے۔ بقانون قرآن وحدیث گیارہویں کا تقرر اور یوم وصال کا تبرک ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کر کے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقرر نکاح کرو تو دن مقرر کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیئے۔ بلکہ حرام کیونکہ دن مقرر کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقرر کر کے۔ لہذا تمہارے مولویوں کا اس مقرر دن میں آنا اور کھانا تقرر کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارھویں کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو یا اسکو حرامی کہنا چاہیئے یا درخواست دی جائے کہ آج حرمت کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہذا تیری پیدائش کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔ نمازوں کے وقت مقررہ۔ رکعتیں مقرر تسبیحیں گیارہ کی حد تک مقررہ۔ وتر گیارہ کی حد تک مقرر۔ گیارھویں تاریخ اللہ کو زیادہ پسند۔ ارشاد الٰہی ہے۔

(سورہ فجر ۳۰ پ ۱) وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں یعنی محرم کی یا عشرہ ذوالحجہ کی یا عشرہ اواخر رمضان کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشر اور شفع کو مرکب کرنے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارھویں تاریخ وصال نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشر کو جب وتر سے ترکیب دی جائے تو اعداد گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے گیارھویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارھویں تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاقِ وسباق اس بات پر دال ہے کہ بارھویں تاریخ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال کے دن کی قسم کھائی ہے۔ تو بعد از قرونِ نبوت اولیاء کا درجہ ہے۔ جو اس گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اولیائے کرام کے فضائل اور درجہ ولایت گیارھویں ہی پارے کے بارھویں رکوع میں ذکر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارھویں والے کو بارھویں والے سے فیض ہے۔ اور لیالٍ

marfat.com

عشر دوستر کے الفاظ بھی گیارہ ہیں۔

شیخ عبدالقادر کے پڑھنے میں گیارہ ہی حروف ہیں۔ ش۔ ی۔ خ۔ ع۔ ب۔ د۔ ل۔ ق۔ ا۔ د۔ ر

سید عبدالقادر " " " "

حضرت محی الدین " " " "

ایک حرف اس نام میں مضمر ہے۔ وہ اسی واسطے پوشیدہ ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ جو اس بات پر دال ہے کہ آپ صحو ولی اللہ فنا فی اللہ ہیں۔ اگر اس کو آپ کے اسم میں ملایا جائے تو ۱۲ بنتے ہیں۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کو درحقیقت یہ درجہ بارھویں والے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ حضرت غوث الثقلین کے صاحبزادگان بھی گیارہ ہی تھے۔ اور آپ کے سلسلہ ولایت میں بھی علی کرم اللہ وجہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

نزہتہ الخاطر الفاطر ص ۱۹ } نقد لبس الخرقة المباركة (رضی اللہ عنہ) من يد الشيخ قاضي القضاة ابي سعيد مبارك بن علي المخرومي (وهو لبسها) من يد الشيخ ابي الحسن علي بن يوسف القرشي الهكاري (وهو لبسها) من يد الشيخ ابي الفرج طرسوسي (وهو لبسها) من يد الشيخ ابي بكر دلف الشبلي (وهو لبسها) من يد الشيخ ابي القاسم الجنيد البغدادي (وهو لبسها) من يد الشيخ سري السقطي (وهو لبسها) من يد الشيخ معروف الكرخي (وهو لبسها) من يد الشيخ داؤد الطائي (وهو لبسها) من يد الشيخ حبيب العجمي (وهو لبسها) من يد الشيخ حسن البصري (وهو لبسها) من يد شيخه ومرشده سيدنا امير المومنين الامام علي ابن ابي طالب كرم الله وجهه وهو من حضرة سيد المرسلين ورسول رب العالمين سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم شرفا وكرما ومجدا وعظما

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالے عنہ نسبتاً حسنی ہیں حضرت حسن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ پشتیں ہیں۔

نزہۃ الخاطر الفاطر ص ۶ سیدنا السید محی الدین ابو محمد عبد القادر (ابن) السید ابی صالح۔ موسیٰ جنکی دوست (ابن) السید عبد اللہ (ابن) السید یحیٰ الزاھد (ابن) السید محمد (ابن) السید داؤد (ابن) السید موسیٰ الثانی (ابن) السید عبد اللہ المحض (ابن) السید الامام الحسن المثنیٰ (ابن) السید الامام الحسن السبط۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود گیارھویں والے کی طرف سے قربانی کی

ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۰
مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۶
بیہقی شریف جلد ۹ ص ۲۸۶

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ یَطَأُ فِیْ سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَاُتِیَ بِہٖ لِیُضَحِّیَ بِہٖ فَقَالَ لِعَائِشَةَ هَلُمِّیْ الْمُدْیَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِیْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ فَاَخَذَهَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ فَذَبَحَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ۔

(ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایسے مینڈھے کا جو سینگوں والا سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ منہ والا تو لایا گیا اُس کو پھر قربانی کی آپ نے اُس کو۔ تو فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ۔ پھر فرمایا آپ نے پتھر کے ساتھ اس کو تیز کرو۔ تو چھری لی آپ نے اور مینڈھے کو پکڑا پھر لٹایا اُس کو پھر ذبح کیا اُس کو۔ پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ

تو قبول کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ نے اس کو۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور آپ کی آل میں پیر پیراں بھی ہیں۔ لہٰذا پیر پیراں کی طرف سے بھی آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقررہ دسواں اور رات گیارھویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً تقرب سے نیکی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقرر دن میں بندگی کی روح کو بخشنا اور تم اُس کو حرمت کے فتوے سے ناجائز کرو اور موجب کفر کہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پلید ہاتھ کی تیار شدہ بیاج سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقررہ دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چڑھاوا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان دیوبندیہ ہی میں گنجائش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ ہاں عقلِ سلیمہ اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہے۔ اُن کو اعمال بھی ویسے ہی موزوں ہونگے۔ جیسا برتن ویسا کھانا۔ اللہ تعالےٰ حضرت پیر پیراںؒ کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خود ان کے باطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے بطنِ پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے پیر و منکرین کے عقائد میں منکرین کے بطن کے مطابق ہی چیز عطا کی گئی ہے۔

"مسلمانو! بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیارھویں کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیارھویں قرآن مجید پڑھا بعمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی مصروفہ اشیاء کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

marfat.com

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ مرزائیوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے یہ نقض وارد کیا کہ تم دیوبندی ہمیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتوے لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؟ اگر تم اُن کے فتوے کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتوے سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتوے کفر ہم پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتوے صحیح ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اشد العذاب ص۱۳ } اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر اُن علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔"

یہ ہے مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دیوبندی کا فتوی کفر جو انہوں نے اپنے اُن علماء دیوبند پر جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور اعلیحضرت احمد رضا خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

اب مشتے از خروارے فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمایئے تاکہ عقائد دیوبندیہ

marfat.com

کے سمجھنے کے بعد ان کے اعمال صالح پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور امتیاز کل کر سکیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۰

مسئلہ: جس جگہ زاغ مہروزہ وکوّں کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں۔ تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب۔ ثواب ہوگا۔ فقط

رشید احمد گنگوہی

عقیدہ احناف

ابن ماجہ ص ۲۴۱

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ يَأْكُلُ الْغُرَابَ وَقَدْ سَمَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسِقًا۔

ترجمہ:۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ جو شخص کوّا کھاتا ہے۔ تحقیق اس کا نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسق رکھا ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۴۱

عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ وَ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ فَاسِقٌ وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ فَقِيْلَ لِلْقَاسِمِ اَيُؤْكَلُ الْغُرَابُ قَالَ مَنْ يَأْكُلُهُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسِقًا۔

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سانپ فاسق ہے اور بچھو اور چوہا فاسق ہے تو کہا گیا قاسم کو کیا کوّا کھایا جاتا ہے۔ تو انہوں

marfat.com

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد فاسق کو کون کھاتا ہے

ان روایتین سے ثابت ہوا کہ کوا فاسق ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد کوا کھانے والا فاسق کہلائے گا۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ لائے بلکہ اپنے سے کم سمجھے تو اس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صہ ۱۲

سوال:۔ تالاب دہ در دہ سے بہت زیادہ قریب بستی کے ہے۔ اہل بستی کو اس کے اطراف وجوانب میں بول وبراز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پر نہ ہو اور باہر فوٹ پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہو تو اس صورت میں طاہر ہے یا غیر طاہر۔ اور اہل بستی کو اس کی ضرورت شدید ہے۔ کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں دھوبی کپڑے وغیرہ دھوئیں۔ البتہ کنوئیں بہت ہیں۔

الجواب:۔ یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر بندہ رشید احمد عفی عنہ

امداد الفتویٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب جلد دوم۔ صہ ۱۶۳

سوال:۔ زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب:۔ بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اس کے ہاتھ سے خارج کرادے لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے سے عموماً انکار کیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو پلید کردیں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے نادم ہوکر تائب نہیں ہوتے الٹا مسلمانوں کو ڈانٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمالیجئے۔ اور

marfat.com

اپنے تصوف پر بھی نظرِ غور فرمایئے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف التنبیہ
ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص۴۰

فرمایا۔ ایک مفتہ جو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا تو مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور فرمایا ہم بھی جاؤ اور اُس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی بیٹھک میں اُسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے۔ مولانا بچوں سے ہنستے بولتے تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اُس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اُتارتے تھے کبھی کمربند کھولتے تھے (بچوں کے کمربند کھولنے کی عادت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بُری۔ یہ ہے حال بانیٔ دیوبند کا)

اشرف التنبیہ ص۸۶

حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتویؒ کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی پختگی اور انہماک کے ساتھ اُدھر جھکتے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اُس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُسی کے تصور میں گزرنے لگے۔ میری عجیب حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست نے بھانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ تربیت و نگرانی اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔ اور اُسے اس قدر بڑھایا۔ کہ دو یار آپس میں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اُس محبت کا ذکر چھیڑا۔ فرمایا۔ کہ

marfat.com

ہاں بھائی وہ (وہ لڑکا) تمہارے پاس کبھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرم حجاب سے چپ رہ گیا۔ تو فرمایا کہ نہیں بھائی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ غرض اس طریق سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اس کی محبت کا اقرار کرالیا اور کوئی سختگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دلجوئی فرمائی اس مخصوص بے تکلفی کے آثار اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آگیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ وپے میں سرایت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آکر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور مودب عرض کیا۔ کہ حضرت للہ میری اعانت فرمایئے۔ میں تنگ آگیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرمایئے کہ اس لڑکے کا خیال تک میرے قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب۔ کیا تھک گئے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا نکما ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمایئے۔ فرمایا۔ بہت اچھا (مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا) الخ

اتنا عرصہ جانبین کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہوگا جس کو معرض التوا میں رکھا گیا۔ اور مسئلہ استمداد بھی حل کر دیا۔"

اشرف التنبیہ ص ۶۶ حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا (یعنی عرس تھا) حضرت گنگوہیؒ (رشید احمد) اور حضرت نانوتویؒ (محمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا۔ تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے۔

marfat.com

اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اُس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو کیا کر رہے ہو کا شور کیوں ہوا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا

تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۸۹

ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا اُن سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے اُن سے اور اُنہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے مرید کرایا۔ (اسکی تصدیق مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں)

قصیدہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی بحقیقت مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی رشید احمد صاحب صفحہ ۳۰۲

ان میں جو ربط ہے ہم نے تو نہ دیکھا نہ سُنا
دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر و جاناں دونوں
قرب جسمانی پہ ہے اُن کے تعلق کا مدار
قرب روحانی ہے یہ یکدل و جاں دونوں
ایک صورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنواں دونوں
عشق کا ذکر ہی کیا بغض و عداوت ان کی
جنسے دل میں ہیں ہیں تو ام چسپاں دونوں

ماقبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیابنہ نے خود ہی اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرعیہ پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ دیوبندیوں کو وہابیوں کے ساتھ کن کن عقائد خاصہ ممیزہ میں اتفاق و اتحاد ذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

marfat.com

وہابی عقیدہ	دیوبندی عقیدہ
نور توحید مصنفہ مولوی ثناء اللہ صـ۴	حق تو یہ ہے کہ غالیہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نور سمجھنے والے) مسیحیہ اور سناتن دھرمی ہنود کے عقائد کو مثلث کی صورت میں دکھایا جائے تو بالکل مثلث متساوی الاضلاع بن جاتا ہے۔
براہین قاطعہ صـ۳	بعد اثبات مماثلت بشریت کے ثابت فرمایا۔ پس اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو) بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نور کہنے والے احناف پر سناتن دھرمی عقیدہ اور مسیحیہ عقیدہ ہونے کا فتوے دیا ہے اور دیوبندی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں بلکہ شاگرد۔ اور کبھی نبوت پر ترقی کے بھی قائل ہیں۔

عقیدہ مسلمانانِ احناف عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ آپ نے بغور ملاحظہ فرمالیا۔ اس کے متعلق عقیدہ احناف یہ ہے کہ نبی صلے اللہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی رہیں گے۔ ہاں ہمارے نفع کے واسطے لباسِ انسانی پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا۔ اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ بھی آپ کا نور پاک شمس و قمر اور ملائکہ کے نور سے بھی اعلےٰ و اطہر و ازکیٰ ہے اور آپ لباسِ انسانی بھی محض نور اور سب سے اعلےٰ اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا۔ آپ کے لباس انسانی کو بھی کسی سے مماثلت نہیں۔ نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات کا مثل پیدا کیا اور نہ پیدا کرے گا۔ یہ آپ کا ذاتی و صفاتی حسن ظاہری و باطنی نور بے مثل ہے۔ اور احناف کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہہ کر پکارنا کفر ہے کیونکہ یہ کلمہ بشر انبیاء علیہم السلام کو حقارتاً کفار کہا کرتے تھے۔ اور

marfat.com

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرمان الٰہی کے مطابق آپ کو نور کہنا اور سمجھنا اور نور کی تبلیغ کرنا عین اسلام ہے۔ اور وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے عین مطابق ہے اور اس کے برخلاف قرآن کریم کی مخالفت کرنا ہے۔

وہابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہتا ہے اور حنفی آپ کو بے مثل نور کہتا ہے

تم سوچو کہ کون ہو۔

اولہ نور ملاحظہ ہوں۔

دلیل اوّل اللہ تعالےٰ نے جب پیدائش کی ابتدا فرمائی تو سب سے پہلے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے مخلوق کی بنیاد رکھی چنانچہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ حدیث اس کی شاہد ہے۔

دلیل دوم صفات ذات سے مؤخر ہوتے ہیں۔ نبوت بھی صفت ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل کو پہلے یہ لازمی امر ہے کہ آپ کی ذات پر اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایمان لائے اور بلا تاویل و تامل و بلا عذر تقدم و تاخر نفسانیت خود و بلا اتباع مذاہب مبتدعہ عقیدے کو درست کرے تو مطابق فرمان الٰہی "محمد رسول اللہ" رسالت سے ذات کا احترام اپنی ذات پر اور اپنے عقیدہ میں فرض منصبی سمجھے۔ اور فریضۃً مِنْ فرائض اللہ سمجھ کر اپنے ایمان کو روشن کرلے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی کوئی ایک بھی ہو تم سے بے ایمان ہی رہے گا۔ حتّٰی کہ میری ذات کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

marfat.com

وہابی محمدؐ تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں میں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہدو میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر ہے۔

محمد عمر اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسنؓ نے اس آیت کا مطلب سمجھا ہے ملاحظہ ہو:۔

تفسیر خازن ۶/۸۷ قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِتَوَاضُعٍ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تواضع کے واسطے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سکھایا ہے

تفسیر کبیر ۵/۷۶۱ (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) اَمَرَ مُحَمَّدًا صلے اللہ علیہ وسلم بِاَنْ يَّسْلُكَ طَرِيْقَةَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ۔ یہ اللہ تعالےٰ نے اس واسطے آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ کو چلاوے۔

(۲) جو نبی اپنی زبان سے بطریق تواضع و انکساری ارشاد فرماویں۔ ہم اُن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر استعمال نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تو اضعانہ اور انکسارانہ اور غلامانہ الفاظ پیش کر سکتے ہیں مگر سنت کے خلاف لازم آئیگا۔

بخاری شریف ۲/۹۱۹ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ۔

marfat.com

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں صورتاً اللہ کے مماثل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مماثلت کہے ہاں خداوند تعالےٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۔ جب بشر کو درست کر کے اس میں میں اپنے روح کو پھونک دوں تو اے فرشتو تم اس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں اُلجھ گئے اور ملائکہ مِنْ رُّوْحِیْ کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہوئے اور فائز ہوئے اور اُمتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہدا اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ تو لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ میں شامل ہوئے۔

(۴۴) آدم علیہ السلام کا کئی برس تک یہ وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ آدم علیہ السلام نے اس دعا میں اپنی ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی یونس علیہ السلام نے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھ کر اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم اُن کو ظالم کہیں تو کفر ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز و انکساری میں استعمال فرمائے کسی اُمتی نے اُن کا حامل اُن کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انبیاء کے الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علیٰ ھذا القیاس حضور اکرم صلے اللہ

marfat.com

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا یا هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم اُمتیوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیاء میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنتِ ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَنْ لَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تُو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا (۱) لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میرے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تُو نے کیچڑ بھنے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ڈبل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا۔ جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ تو نکل جا اُس (جنت) سے تو مردود ہے اور بلاشک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سُنا تو عذر نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تُو نے بھی تو اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہدیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شانِ خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کر اُلٹے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی اُمتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب کیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

marfat.com

(۱) ہود ۱۱/۳ { مَا نَرَاكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ ہم اُس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری مثل بشر ہی تو ہے۔

(۲) مومنون ۱۸/۲ { مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ۔

یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو۔ شعیب علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹/۸ { وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ نہیں ہے تُو مگر ہماری مثل بشر۔

(۴) انبیاء ۱۷/۱ { وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ ظالم لوگ پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں۔ کہ یہ تمہاری مثل بشر ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) یٰسین ۲۲/۲ { قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ کفار نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ موسےٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اُس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸/۴ { اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا۔ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا۔

(۷) مدثر ۲۹/۱ { اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے یعنی یہ قرآن مجید نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کے مقابلے میں جواب دیا۔ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۔ اُس کو میں جلدی نارِ سقر میں داخل کروں گا۔ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ۔ اور کس چیز نے تجھ کو بتایا آپ کو کیا سقر

marfat.com

ہے۔ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَۃٌ لِّلْبَشَرِ۔ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوڑتی نہیں۔ چمڑے کو جھلسنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے لفظِ بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالےٰ نے اُس کے چمڑے کو ہی جھلسنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سنتِ ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکارے گا تو اللہ تعالےٰ دوزخ میں اُن کے بشر کو ہی جھلسیں گے۔ اِن نو آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی اُمتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود خبر احاد ہونے کے ضعیف بھی ہے۔ جس کا ضعف انشاء اللہ جلدی ثابت کیا جائیگا۔

(۵) جس کلمے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہو اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو اُس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

پارہ اوّل { وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا۔ اے مسلمانو تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو راعنا نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اُنْظُرْنَا کا لفظ استعمال کرو۔ یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہم کی طرف نظر مبذول فرمایئے۔ جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اُس سے اللہ تعالےٰ نے علماً منع فرما دیا۔ بعد ازاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے بھی کہہ دیتا تو اللہ تعالےٰ اُن کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ موجب گستاخی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو حبط کر کے قعرِ جہنم میں داخل فرماتا۔

marfat.com

وہابی " کیا یہ فتوے خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی لفظ بشر کو انبیاء پر استعمال فرمایا ہے۔

محمد عمر " خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اُس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرما سکتے ہیں۔ اُس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالےٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم بلکہ دیگر اور اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس آرائیاں چھوڑ دو۔

وہابی " یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ آیت آئے تو کیا اُس کو چھوڑ دیا جائے؟

محمد عمر " کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو اُن آیات کو چھوڑ دیتے ہو؟ کیونکہ تمہیں غیر کی قسم کھانا جائز نہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھتے ہو تو خدا کی کلام سمجھ کر پڑھتے ہو یہ کلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے جیسا کہ فرعون ابولہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۶) نور ۱۸/۹ } لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔
اے مومنو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس مثلیت سے نہیں پکارنا چاہیئے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ مثلیہ نے مماثلت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے

marfat.com

بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۷) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو اللہ تعالےٰ نے عالمین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالےٰ ممتاز فرمائے تو اُس حاکم کی شان کو ادنےٰ سے تشبیہ دینی یہ کونسا ایمان کا جزو ہے۔

احزاب ۲۲/۳۲ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیو تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

اللہ تعالےٰ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کی مثلیت غیروں سے گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

"وہابی" کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل نہ تھے؟

"محمد عمر" اگر اِن عوارضات کی بناء پر تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھتے ہو تو میرے خیال میں تم جبرئیل علیہ السلام کو بھی اپنی مثل بشر کہنے سے گریز نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکلِ انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ناک کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ فَاَتَاهُ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔ آیا ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جبرئیل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کی نہیں یا رسولؐ اللہ۔ تو صحابہؓ کرام کو جبرئیل علیہ السلام کا علم ہوا۔ اگر جبرئیل علیہ السلام کے انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر

marfat.com

ہونے سے اُن کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک یا قدم پاک ظاہراً ہونے سے آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہیں آئیگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبرئیل علیہ السلام بھی آپ کے قدم پاک کی خاکِ پا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا جس کی اللہ تعالےٰ قسم فرماتے ہیں۔ طٰہٰ یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی اُس خاک پا کی قسم جو آپ کے تلووں پاکوں کو مس کر چکی ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اِس حال میں کہ آپ کا نزول اِس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور شان آپ کے قدم پاک کی خاک پاک کو ہے جبرئیل کیا تمام ملائکہ کا نور بھی اُس منورہ مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھو گے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالےٰ اپنی پنڈلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پنڈلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جس طرف منہ پھیرو اُسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رُخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے پاک و مبرا بے مثل یدین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل قائم کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے

اللہ تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثال اور اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بعہ صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی

marfat.com

ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیئت کذائیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر و سفر میں نہ حضر میں نہ قیام و قعود و سجدہ میں نہ قول و فعل میں۔ نہ عقل و علم و حکمت میں۔ الغرض آپ کی ذات و تمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

(۸) انعام ۴/۱۴ { وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ۔ نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہو۔ مگر امتیں ہیں تمہاری مثل۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی درندے کتے بلے خنزیر اور پرندے الو، گدھ وغیرہ بھی تمہاری ہی طرح امتیں ہیں۔ اب تم بھی امتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور امت کی امت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمائی ہے تو اگر امتِ وہابیہ کو امتِ درندگان خنزیر وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ امت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیر ہم مثل ہیں تو اس سے امتِ وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی ؛ اور نہ ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس صحیح ارشاد الٰہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارا اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں۔ جب اُس مثال پہ آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

وہابی " جی ہاں۔ اُن کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں دوسری اُمتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تم بہتر اُمت ہو۔ اس واسطے جب ہم بہتر امت ثابت ہو گئے تو اعلےٰ کو ادنےٰ سے تشبیہ جائز نہیں۔

محمد عمر " واہ جناب۔ اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر اُمت ہونا یاد آگیا۔ اور یہ پتہ نہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی اُمت میں داخل بھی فرمائیں

marfat.com

گے یا نہیں۔ جب داخل ہو گے تب ہی تو خَیْرَ اُمَّۃٍ بنو گے۔ اور جب اُمتِ محمد رسول اللہ ہونے میں ہی آپ کو شک ہے۔ بلکہ تم مماثلِ محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلواتے ہو تو خَیْرَ اُمَّۃٍ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے مخاطب تو ہم احناف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعوے تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعوے نہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اسواسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی نبی پر تو تمہیں دوسری آیت جھٹ تلاش کرنی پڑی جس نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کے مقابلے میں دوسری آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کو بھلا دیا۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی اولویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی خیریت ثابت کرنے کے واسطے تم دوڑ پڑے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمتِ خنزیر سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت کو تم ہٹا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اولویت کا سوال آجائے تو تم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کو چھوڑ کر اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر بحیثیت غلام اور اُمتی ہونے کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بمطابق آیہ سابقہ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

وہابی: اللہ تعالےٰ نے کئی مقامات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا یعنی بندہ۔ مثلاً سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت نماز میں عَبْدُہٗ پڑھتے ہو۔ باوجود اس کے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ

marfat.com

قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور نماز میں اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

"محمد عمر" " تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبدیت کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ فرمایا انبیاء ۲۱/۲۶ بلکہ فرشتے بندے ہیں بزرگی والے۔ تو اس جگہ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبد کے اطلاق سے فرشتے کے نور ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی عَبْدٌ کہنے سے آپ کے نور ہونے میں کوئی تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ عبد کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ معراج کی شان کو بیان فرماتے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبد کا اطلاق فرمایا۔ تاکہ منکرین معراج شریف کو یہ انکار کا موقعہ نہ ملے۔ کہ شاید آپ کو معراج روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے بِعَبْدِہٖ کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے روح بمعہ جسم اطہر نورانی سیر کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر ہے۔ اسی واسطے مقام شان میں لفظِ عبد کا استعمال فرمایا۔

"وہابی" " ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولدیت بشری ہے۔ خاکی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

"محمد عمر" زخرف ۴۳/۶۰ { وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ (اور اگر چاہیں ہم تو تم ہی سے فرشتے بنا دیں جو زمین میں خلیفہ بنیں۔) اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی۔ کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکیوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقتِ ربانی کے منکر ہو۔ اور

marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے) کو بھول گئے ہو اور مِنْ اَنْفُسِہِمْ کا جواب بھی آگیا اگر چاہے تو خاکی سے نوری پیدا کر سکتا ہے (۲) جنت میں حوریں نوری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہو گی۔ معلوم ہوا۔ کہ نوری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

وہابی " تم نے کہا تھا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی اصحابی نے بشر نہیں کہا میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۲۰ شمائل ترمذی ص۲۴ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ۔ حضور بشروں سے بشر تھے۔ تمہارا یہ دعوےٰ فاسد ہو گیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

محمد عمر "(۱) یہ حدیث خبر احاد سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی۔ (۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں۔ ان کے متعلق لکھا گیا ہے۔ تقریب التہذیب ص۲۰۲ عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روائتیں بیان کرتا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تہذیب التہذیب جلد ۵ ص۲۵۶-۲۵۷ عبد اللہ بن صالح لَیْسَ ھُوَ بِشَیْءٍ۔ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں۔ اِنَّہٗ کَانَ یَکْذِبُ فِی الْحَدِیْثِ علامہ ذہبی نے فرمایا۔ کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔ قَالَ احمد بن صالح لَیْسَ بِشَیْءٍ احمد بن صالح نے بھی کہا۔ کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں۔ وَ قَالَ النَّسَائِیُّ لَیْسَ بِثِقَۃٍ۔ امام نسائی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح مضبوط راوی نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اہل حدیث بننے کا دعوےٰ کرنے والو۔ ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا۔

marfat.com

(۹) مائدہ ۲۶/۳ { قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ
(تحقیق اے لوگو تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والے)

اِس آیہ کریمہ میں وضاحت کی لاکر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتابِ مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتابِ مبین پر مقدم فرمایا۔ تاکہ جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے میں شک ہو تو اُس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتابِ مبین دنیا میں نہ آتی۔ اِسی واسطے اللہ تعالےٰ نے اِس آیہ مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتابِ مبین کو بعد میں (۳) کتابِ مبین بغیر روشنی کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اِس واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اُس کے واسطے کتاب مبین نہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر ہے۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتابِ مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اُس کا دعوےٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتابِ مبین پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵/۵ { مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ
(نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اُس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیجکر وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانا ہے)۔

marfat.com

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا۔ سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرئیلؑ کے۔ چنانچہ ایک دفعہ کے واقعہ کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ معراج کی رات ساتویں رجب تھی تو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بلانا اور آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَاغَوٰی (تمہارا دوست بھولا نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی) یہ آپ کے نور ہونے کی بین دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے کرنا اور آپ کے نہ بھولنے کی شہادت اللہ تعالےٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام یقین ہے ورنہ اللہ تعالےٰ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجتے۔ اللہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک پر جتنی اعتماد تھا۔ اسی واسطے مَاضَلَّ سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان بیان فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی بھٹکنے کی طاقت نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بہ لباس دنیاوی تشریف فرما تھے جس سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جو جبرئیلؑ کے نوری پروں سے زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوت کہ جس کو تجلیاتِ الٰہیہ ڈھانپیں اور وہ لباس اپنی قوت میں سلامت رہے جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اس کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالےٰ ارشاد فرماوے۔

النجم ۲۷/۱ :۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (پھر قریب ہوئے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

تو استقبال کیا اُس نے (اللہ نے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلا حجاب اللہ تعالےٰ کے قریب ہوئے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۲۰ } دَنَا الجبار رب العزت فتدلی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى تو دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالےٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى۔ (تو القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جھوٹ نہیں بولا جو دیکھا اُس نے۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اُس چیز پر جو دیکھا آپ نے)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اُس قرب کے مقام پر بھی عبدہٖ فرمایا تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالےٰ نے رُوح بمعہ جسمِ اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ تو ذاتِ نبی علیہ السلام کا قرب ذاتِ الٰہی سے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو ملائکہ مقربین سے بھی بالاتر ہو ورنہ خاکی تو عالم ملکوت کو طے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اَوْ اَدْنٰى کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ کا پہنچنا اور بلا تھکان اور بلا مرغوبیتِ اجسامی بشاش ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی رویت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہو گئی اور مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہو گئی۔

(۱۱) نور ۱۸/۵ } مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

marfat.com

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵ | جَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی کَعْبِ الْاَحْبَارِ فَقَالَ لَهٗ حَدِّثْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الایہ فَقَالَ کَعْبٌ مَثَلُ نُوْرِهٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَمِشْکٰوۃٍ۔

تفسیر خازن ۵/۶۳۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر معالم التنزیل ۵/۶۳ | قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَالضَّحَّاکُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔

استدلالات نور حضور صلے اللہ علیہ وسلم از احادیث صحیحہ

دلیل ۱ ترمذی شریف ۲/۱۷۶ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا۔ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اے اللہ کر دے تو نور کو میرے دل میں اور نور میری قبر میں اور نور میرے آگے اور نور میرے پیچھے اور نور میرے دائیں اور نور میرے بائیں اور نور میرے اوپر اور نور میرے نیچے اور نور میرے کان میں اور نور میری آنکھ

marfat.com

میں اور نور میرے بائیں اور نور میرے جلد میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے خون میں اور نور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو بڑھا دے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے ہی نور بنا دے،

"وہابی" اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

"محمد عمر" تم نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا نماز میں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قبلہ رُخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراطِ مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو؟ نہیں بلکہ ترقیٔ درجات کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے پاس موجود ہو۔ اُس کے لُطف حاصل ہونے پر اُس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اُس کا لُطف اُسے حریص بنا دیتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نور بن کر ہی تشریف لائے۔ اور آپ کا تمام جسم اطہر نوری ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے روبرو ہوتا ہے تو نور کا لُطف آپ کو زیادتیٔ نور پر زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بنا پر آپ اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۱/۳۶۳ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

عن ابی سعید الخدری "اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

۳۔ **ابوداود ۱/۳۲۹، ترمذی شریف ص۹۷** عن ابی ھریرۃ قال قال

marfat.com

رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے تمہارا میری مثل۔

اس حدیث پاک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمادیا۔ کہ تم سے میری مثل کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور مثلیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی۔ کسی صورت میں کوئی آپ کا مماثل نہیں ہوسکتا۔

۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱

ابن ماجہ ص ۱۱۹

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَا رَاَیْتُ کَاَنَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْہَا کُلُّ شَیْءٍ۔ (حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کردیا۔

۵۔ تاریخ کبیر جلد اوّل قسم اوّل ص ۸ عَنْ علیؓ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں)

۶۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ عَنْ ابی ھریرۃؓ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے رُخِ انور پر چل رہا ہے۔

۷۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸:۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم اَنْیَجُ الثِّنَتَیْنِ اِذَا اَنَکَ لَمْ یُرَیْ کَاَنَّ النُّوْرَ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ

رواہ الدارمی (ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دانت مبارک کھلے تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں مبارکہ سے نور کی طرح نکلتا تھا)

۸۔ مستدرک ۲/۵۸۱ } کعب بن زہیرؓ نے قصیدہ بانت سعاد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت عالیہ میں پڑھا۔ جس میں یہ مصرعہ بھی موجود ہے اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البتہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

اگر آپ نور نہ تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعب بن زہیرؓ کو منع فرما دیتے۔ اگر نہیں تو آپ بلاشک نور ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا تھا۔

۹۔ مستدرک ۳/۳۲۷ }
استیعاب ۱/۱۶۱ } وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ فَنَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ۔

(اور آپ جب پیدا کئے گئے یا رسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔ اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے رستوں میں چلتے ہیں۔

۱۰۔ کنز العمال ۶/۳۰۸ } عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَاْتِی الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰی شَیْئًا مِنَ الْاَذٰی اِلَّا اِنَّا نَجِدُ رَائِحَۃَ الْمِسْکِ۔

(عائشہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

marfat.com

بے شک آپ بیت الخلا (پاخانہ) کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز کو آپ کے فضلہ مبارکہ سے نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہمیں کستوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارکہ کی حقیقت۔

۱۱۔ مستدرک ۲/۶۰۵ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ وَھُوَ یَبْرُقُ وَجْھُہٗ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ والہ وسلم اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْھُہٗ کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکَانَ یُعْرَفُ ذٰلِکَ مِنْہُ ھٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین۔

(کعب بن مالکؓ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رُخِ انور بجلی کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک نور ٹپکاتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

۱۲۔ استیعاب ۱/۳۷۴ عامر بن واثلہ عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے ہیں جن کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ ھُوَ النُّوْرُ الَّذِیْ کُشِطَتْ بِہٖ عَمَایَاتُ مَاضِیْنَا وَبَاقِیْنَا

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں جو کھل گئیں آپ کے سبب ہماری گزشتہ اور باقی گمراہیاں

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔

۱۳۔ مستدرک ۲/۶۰۰ ۲/۶۱۶ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا خَرَجَ مِنِّیْ

marfat.com

نُوْرٌ اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ (مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)۔

جس شخص کو نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ ماجدہ پر صحیح اعتماد ہو اُس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہو گا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کہ مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیوار و پہاڑ آپ کے نور کے آڑے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک مکہ معظمہ کے بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات پر نظر پڑے۔ تو وہاں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

۱۴۔ کنز العمال ۶/۳۰۱ زرقانی ۵/۲۴۲ } اِنَّهٗ وُلِدَ مَقْطُوْعَ السُّرَّةِ (بے شک آپ پیدا کئے گئے ناف کٹی ہوئی۔

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ خون نہیں۔

۱۵۔ مستدرک ۴/۶۳ } ام ایمنؓ نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا یَفْجَعُ بَطْنُكِ بَعْدُ اَبَدًا (نہیں تکلیف ہو گی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے تم کلی کر لو یا جلاب لے لو بلکہ یہ فتوے دیا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے کے بعد کبھی دُکھے گا نہیں۔

marfat.com

۱۶۔ بخاری شریف ۲/۱۰۳۸ | عن انس بن مالک قال رفع یدیہ حتی رئیت بیاض ابطیہ (حضرت انسؓ نے فرمایا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی۔

ثابت ہوا۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا۔ کہ کپڑوں کے اندر سے باہر موجزن ہوتا۔ اور بغل میں باوجود کہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود نوری ہونے پر دال ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح۔ مرفوع متصل جو ایماندار کے لئے کافی دلیل ہے۔

۱۷۔ مواہب اللدنیہ ۴/۳۲۰ | عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یکن مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس وقال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل لان النور لا ظل لہ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ نہیں ہوئے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب ہوتا۔ اور ابن سبع نے کہا کہ آپ نور تھے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، معلوم ہوا کہ خاکی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مل کر نور بن جاتا تھا اور نہ اس کا سایہ ہوتا۔

۱۸۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۲ | حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دو اول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی غرض کے واسطے رات بھیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دربار رسالت سے لوٹے تو حدیث پاک کے الفاظ

marfat.com

ہیں وبید کل واحد منہما عصیۃ فاضاءت عصا احدہما لہما حتی مشیا فی ضوءہا حتی اذا افترقت بہما الطریق اضاءت لاحدہما عصاہ (اور ہر ایک کے ہاتھ میں اُن دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں۔ تو اُن دونوں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی۔ حتیٰ کہ اُس کی روشنی میں وہ دونوں چلے۔ یہاں تک جب اُن دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی دوسرے کی چھڑی کو روشن کر دیا)

جب ایک لکڑی کی چھڑی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس کرنے سے آپ کے نور پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور گر نوری وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ کو پس پشت ڈالدے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ بھی فرماتے ہیں یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (نور سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اللہ تعالےٰ ہر مومن کلمہ گو کو نورِ نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت مشیتِ ایزدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب فرماتا ہے۔

۱۹۔ کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرما لیتے۔ تو خطبہ میں ہی شاید ہدایت نصیب ہو جاتی۔ وَھُوَ اَبْعَدُ الْاِقْتِدَاءِ اَلْیَقُ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ اقتدا لائق ہے۔

۲۰۔ **تفسیر محمدی ۸۲۴** کم از کم تم اپنے بزرگ حافظ محمد لکھو کے والے کی تفسیر کو ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ والضحیٰ کے بیان میں لکھا ہے ؎

جبہ دم غالب ہوی تیرے اُوپر نورِ الٰہی تے بشریت نالو دہو جاسی جیہڑی اوّل آہی

marfat.com

۲۱- مروی نور حسین صاحب گھر جاکھی یوں رقمطراز ہیں :-

فضائل مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۸

جلوہ دیکھ کے نور محمدی دا کفر شرک نے بھا جڑاں چلیاں فی
جتھے بدر منیر دا نور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیاسیاں فی

۲۲- مروی ثناء اللہ صاحب نے کتاب نور توحید میں اپنے آپ کو سات دفعہ نور لکھا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نہیں!

دیوبندی :- کچھ اعتراضات عقلیہ کی تسلی چاہتا ہوں۔

محمد عمر :- ضرور تسلی فرماؤ۔

دیوبندی :- جب تمہارے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور حاضر و ناظر بھی تو اندھیری رات میں اُن کی روشنی کیوں نہیں ہوتی

محمد عمر :- فرشتے تمہارے نزدیک نوری ہیں یا خاکی۔

دیوبندی :- نوری ہیں۔

محمد عمر :- اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

الانفطار ۱۰ :- اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ (بیشک تم پر دو کراما کاتبین محافظ فرشتے ہیں) تو اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ضروری ہیں۔ تو اندھیری رات میں اُن کی روشنی ہو جانی چاہیئے۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تمہیں چاہیئے یا اُن کے نوری ہونے سے انکار کر دو۔ یا اُن کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار کر دو۔ حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور اُن کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوا۔ کہ اُن کی نورانیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ (۲) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا)۔

marfat.com

اللہ تعالےٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلےٰ جس سے اعلےٰ کوئی اور نور نہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالےٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے پھر بھی اندھیری راتیں ہو جاتی ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا تمہارا کام نہیں ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا بھی بے مثال نور ظاہر فرمایا۔ جن کو دیکھنے والے یا تو نوری ملائکہ ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالےٰ جو ہر وقت آپ پہ درود پڑھتے ہیں۔ یا اولیائے کرام کی نوری آنکھ آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نور کو اپنے جیسا بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کے محمد احسن صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں:۔

(۱) مرثیہ ص ۱۶ :۔

چھپائے جا رہے ہو نور کو شمع روشن کو ۔۔۔ تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہی عریانی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نورِ مجسم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی ص ۶ :۔

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت ۔۔۔ نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو بانی مدرسہ دیوبند ہیں۔ وہ حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پردہ رہا ہے آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا کیا مولوی محمد قاسم صاحب تو حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خوردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقت

marfat.com

کر سمجھ کر معترض بنتے ہو یہ کرنے ایمان کا جزو ہے

۳- امداد السلوک ص۲۱
شہاب ثاقب ص۵۹

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی "شہاب ثاقب" میں اور مولوی رشید احمد صاحب "امداد السلوک" میں صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی شان کے متعلق بیان فرماتے ہیں: "صفاتِ بشریٰ ایشاں بالکل بمضمحل گشت" صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی صفات بشریٰ بالکل مضمحل ہو گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں: "دل وجانِ ایشاں نور محض گردیدند" تابعین کے دل وجان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نور محض اور نور گر کو اپنے جیسا بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماوے۔ کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے۔

۵- مکتوباتِ شریف

دفتر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص۵۷ مجدد الف ثانیؒ سرہندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو:-

باید دانست کہ خلقِ محمدی در رنگ خلق سائر افرادِ انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ اصلے اللہ علیہ وسلم کہ باوجود نشاءِ عنصری از نورِ حق جل وعلیٰ مخلوق گشتہ است مَاقَالَ علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ و جاننا چاہیئے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی:- کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک غزوۂ اُحد میں شہید نہ ہوئے۔

marfat.com

خون نور کا بہا؟

محمد عمر آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فرشتے نوری ہیں۔ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ میں ہے۔ اَرْسَلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَاَ عَيْنَهٗ۔

ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے اُن کے ذاتی نور میں فرق آگیا؟ معلوم ہوا جو شے جس شکل میں متشکل بنے اُسی کے عوارضات اُس پر لازم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوئے تو آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکلِ انسانی سے متشکل ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی شکل پاک بھی سب سے ممتاز اور دانت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا نوری کہ ملائکہ کا نور کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

علامہ خیر الدین رملیؒ استادِ فقہاءِ رفطراز ہیں۔

(۶) اللآلی الدریہ فی الفوائد الخیریہ علی جامع الفصولین صـ۳۰۰

مَنْ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ الْبَوْلِ فَهَلْ يُقْتَلُ اَمْ لَا فَاَجَابَ الْحَاجُّ بِاَنَّهٗ اِنْ قَالَ بِجَهْلٍ لِمَنْ ذَكَرَ الْفَضْلَ فَهُوَ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ وَاِنْ ذَكَرَهٗ فِیْ ذِكْرِ الْفُقَهَاءِ اَوْ اَنَّ دَاَتَهٗ مِنَ الْبَشَرِ فَاِنَّهٗ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَجُوْبًا وَلَا يُقْتَلُ وَاِنْ تَجَرَّدَ كَلَامُهٗ عَنْ جَوَابٍ قُتِلَ وَلَا يُسْتَتَابُ۔ جس شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم مخرج بول سے نکلے ہیں تو کیا قتل کیا جائے یا نہ۔ تو خیر الدین رملیؒ نے جواب

marfat.com

دیا۔ کہ اگر اُس نے کہا ہے جواب۔ دیتے ہوئے جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اور توبہ نہ منظور کی جائیگی۔ اور اگر ذکر کیا اُس نے آپ کے صلحا کے ذکر میں یا ارادہ کیا اُس نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بشر سے ہیں تو بیشک اُس کو مارا جائیگا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام میں کہا اُس نے قتل کیا جائیگا اور توبہ نہ منظور کی جائیگی)۔

فقہاء کے اس فتوے کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتوے لگالیں۔ اس کے برخلاف تم کوئی فقہاء کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دکھا سکو گے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

فرقہ وہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں جانتے بلکہ شرک کہتے ہیں۔

تم سوچو کون ہو؟

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر کے دلائل

(۱) نساء ع ۶ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (پھر کس طرح (انکار کرینگے یہ منکر) جب لائے ہم ہر اُمت سے گواہ اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام اُمتوں پر گواہ)

اِس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اُمتوں پہ گواہی لی

marfat.com

جائیگی۔ اور لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔ اور شہادتِ صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے ہی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ شہادتِ کاذبہ کہلائے گی۔ یا شہادت علی الشہادت کہلائے گی۔ شہادتِ کاذبہ تو معاذ اللہ آپ کی طرف تو نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور شہادت علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

(۲) احزاب ۲۲/۶ | یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (اے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اُس کے اذن کے ساتھ بلانے والا۔ اور چراغ زر دینے والا یا سورج نور دینے والا)۔

اِس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو مطلق شاہد فرمایا۔ جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ لائے نہ علیٰ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً ہر مخلوق پر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا مشاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی از روئے تفسیر ملاحظہ ہوں۔

تفسیر خازن ۱۹۲/۵ | شہود اسے حضور۔ شہود یعنی حاضر ہونا۔ قرآن پاک میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

یونس ۱۱/۷ | كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (ہم تم پر حاضر ہوتے ہیں۔ جب تم اُس میں عمل شروع کرتے ہو)

۲۔ سورہ یوسف ۱۲/۲ | وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اور گواہی دی حاضر ہونے والے نے زلیخا کے اہل سے)

یہاں شاہد کے معنی مشاہدہ کرنے والے کے لیے گئے ہیں۔ اگر مشاہدے کے معنی نہ

marfat.com

لے جائیں تو فرمانِ خداوندی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ بروج ۳۰/۱ { وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (قسم ہے مشاہدہ کرنے والے کی اور مشاہدہ کئے گئے کی۔ اس کا ترجمہ تفاسیر سے بھی ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر ۳۰/۱۷۱ تفسیر ابن کثیر ۴/۴۹۲ { عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّاهِدُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

(مشاہدہ کرنے والے وہ محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں)

تمہارے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھوکے والے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔

تفسیر محمدی ۳۰/۲۹۱ ع ہک اکھن شاہد نبی محمد ہے مشہود قیامت

۳۔ فتح ۲۶/۱۰ { اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا (بیشک بھیجا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا۔)

۴۔ مزمل ۲۹/۱ { اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (بیشک تمہاری طرف ہم نے رسول بھیجا۔ جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا)۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے مشاہدہ کو موسیٰ علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی۔ یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر و ناظر ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم تم تمام کو بلا تکلف مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

۵۔ سبا ۳۴/۲۸ { وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر۔ اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے)

marfat.com

كَافَّةً لِّلنَّاسِ کے جملے نے ثابت کر دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیامت مُرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی اُمت کی اطلاع اور مشاہدہ پر تو ہی اُن کی رسالت درست ہو سکتی ہے۔ اور اسی مشاہدے کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر اس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا۔

۶۔ اعراف ۹/۲۰ | قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اے لوگ! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ذات جس کے واسطے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی،

بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالےٰ اور بھیجے گئے ہوں تمام کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو جس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اُس کے لئے آپ کی رسالت کیسی۔ کیونکہ رسول کے معنی ہی بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا کیسا۔

معلوم ہوا۔ کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تب صحیح ہو سکتا ہے۔ جب آپ تمام کے واسطے حاضر و ناظر ہوں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام پر گواہ رکھا ہے۔ جس کی شرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمائی۔

۷۔ بقرہ ۲/۱۷ | وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم تم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں، یعنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کونیت ثابت فرمائی فَيَكُونَ فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں ال الرسول میں لائے تاکہ اس ال سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے رسول کا لفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی رسول مراد نہیں لے سکتے۔ اور یہی

marfat.com

(۱) عہد خارجی کا خاصہ ہے۔ آگے عَلَیْکُمْ کا خطاب عام فرمایا جس کی شرح پہلے جمیعا کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تو یہاں مخاطب تمام ہی ہونگے۔ اگے اللہ تعالےٰ نے شَہِیْدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَہِدَ یَشْہَدُ کے باب سے نکلا ہے۔ اور فَعِیْلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی فاعل فعل سے دور ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَہِیْدًا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت دائمی اگر نہ تسلیم کی جائے تو شہید پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر حاضری نہ تسلیم کی جائے تو حقیقتِ معنوی سے انکار ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ (بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر شاہد ہے) کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھے جائیں گے؟ یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کر کے معنی بگاڑ سکو گے۔ بہر حال تم کو اس آیہ کریمہ کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وَیَشْہَدُہُ الْمُقَرَّبُوْنَ (اور حاضر ہونگے اُسے مقرب لوگ) چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالےٰ نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

۸۔ کہف ۱۵/۱۴ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْہُمْ (اور ثابت رکھئے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو اُن سے نہ پھیریئے)۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اُس کا ذکر کرتے ہیں اُن کے واسطے خدا کی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت اُن

marfat.com

کے ساتھ صحیح ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص ہے ایک آن کے لئے بھی آپ کی توجہ اُن سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زماں کسی مکاں میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

۹- انعام ۶/ ۵۲ { وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور نہ چھوڑیئے آپ (یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اُن لوگوں کو جو خاص اُسی کی رضا کے لئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں)

اس حکم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا اب تم کہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں اُن کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہٰذا اُن کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں۔ اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے رُوگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اعراض کا حکم اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

نجم ۲۷/ ۲ { فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا (اور اعراض فرمایئے (یارسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) اُس شخص سے جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیرا)

اگر تم اللہ تعالےٰ کو خلوص دل سے پکارتے ہو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

marfat.com

۱۰۔ **توبہ** ۱۱/۱۲ { وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور فرما دیجئے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) عمل کرو تم جلدی دیکھے گا اللہ تعالےٰ تمہارے عملوں کو اور اُس کا رسول اور مومنوں) بھی یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نازل ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب رویت کے مراتب بھی بیان فرما دیئے۔ سب سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے تمام کے اعمال کی رویت کو اپنی ذات کے واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ناظر ہیں۔ اس واسطے اعملوا کے عموم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی رویت کو اُن کے واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ اولیائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے اس واسطے اُن کی رویت کا ذکر وَرَسُوْلُهٗ کے بعد وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے مدلل کر دیا۔ کہ اولیائے کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمالوں کو۔

۱۱۔ **فرقان** ۱۸/۱ { تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتارا فرقان کو اپنے بندے پر تاکہ ہو جائیں آپ تمام جہانوں کے واسطے ڈرانے والے)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا انصاف سے ذرا سوچئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا اُن کی نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے! یا جس عالم میں اُن کی ذات موجود نہ ہو۔ اُن کے واسطے منذرین سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت تمام عالمین میں ضروری ہے۔

۱۲۔ **انبیاء** ۱۰۷ { وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) مگر تمام جہانوں

marfat.com

کے واسطے رحمت)، اللہ تعالےٰ نے محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی رحمۃ للعالمین ہونے کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی ہوا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف آپ کے لئے ہی ہے۔ آپ سبب اور عالمین مسبب۔ مسبب کا وجود بغیر سبب محال ہے۔

معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا دارو مدار اللہ تعالےٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے۔ اگر آپ کی (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم) کی رحمت تمام حیوانوں کو شامل حال نہ ہو تو تمام عالمین بوجہ اعمالِ خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا ظہور و قیام محض نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علی العالمین بالدلائل ثابت ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (بے شک رحمت میری ہر چیز کو وسیع ہے) اس آیت سے رحمتی اللہ تعالےٰ کے خاص رسول حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ کُل شے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ رحمت عالمین کی ہر شے کو محیط ہے۔ اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا جدا ہونا عالمین سے محال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی زبردست دلیل فرمائی۔

۱۳۔ ال عمران ۴/۱۰۱ { وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ (اور کس طرح انکار کر سکتے ہو تم حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے منکروں کو اللہ تعالےٰ نے جھڑکی دے کر فرمایا۔ کہ تم

marfat.com

کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی تم میں موجود ہیں۔ اس آیہ کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشادِ الٰہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو تو وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا کے رُو سے تمہارا دل بھی ذکرِ الٰہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام حد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

وہابی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔ اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

محمد عمر کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے اُن کو کبھی دیکھا؟ یا اُن کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

(۲) اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اُس کو ہی تم ہمیں دکھلا دو۔ معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اُس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالےٰ ارشاد فرماوے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔

۱۴۔ اعراف ۸/۳ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اُس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم اُن کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو بنایا ہے بے ایمانوں

marfat.com

کے واسطے اولیاء، اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کی رویت اور اُن کے حاضر و ناظر پر ایمان لانے سے تو مشرک نہ بنو۔ لیکن اللہ تعالےٰ اگر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرماوے تو اُس کا صاف انکار کیا جاتا ہے۔ اور شرک کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ اعراف ۹/۲۴ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کو۔ اور وہ تکتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے)

اس آیہ کریمہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور تمہارا نہ دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھیرا ہوا ہے اور قرآن مجید سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔

وہابی اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ اور دوسرے مقام پر فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد عمر تمہاری بیان کردہ آیات قرآنی سے موجودیت ذاتی مراد ہے جس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ (نہ جھگڑو تم میرے پاس حالانکہ تحقیق میں نے تمہاری طرف وعید پہلے بھیجا ہوا ہے) قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کفار کو لَا تَخْتَصِمُوا

marfat.com

لدنی فرماویں گے۔ کیا اللہ تعالےٰ سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟ نہیں۔ یہاں قرب و بُعد ذاتی مراد ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں لیکن بعض کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بُعد ہے اور بعض کو باعتبار ناظر ہونے کے بُعد پر حاضر ہیں۔ چنانچہ امم ماضیہ کی رویت آپ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۶۔ حاقہ ۲۹/۱ { وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ } اور لیکن قوم عاد تو ہلاک کئے گئے وہ ٹھنڈی ہوا اور رعد سے گزرنے والی ہوا کے ساتھ پیچھے لگا دیا اللہ نے اُس ہوا کو یعنی مسلط کیا اُس نے اُس ہوا کو قوم عاد پر۔ سات راتیں اور آٹھ دن پے در پے۔ پس ملاحظہ فرماتے تھے آپ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) قوم کو اُن ایام ولیالی میں گری ہوئی گویا کہ وہ کھجور گری ہوئی کا ڈنڈھ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) اُن کا کوئی باقی؟۔

اس آیہ کریمہ سے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قوم عاد کے عذاب کو تمام ہفتہ ملاحظہ فرمانا ثابت کر دیا۔ جو فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا سے ثابت ہے۔ اور اس وقت چپے چپے اور ذرے ذرے کی رویت کو بھی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ سے ثابت کر دیا۔ اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ ہو

ابن جریر ۲۹/۲۹ { فَتَرٰى يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه والہ وسلم قَوْمَ عَادٍ فِيْ تِلْكَ السَّبْعِ اللَّيَالِيْ وَالثَّمٰنِيَةِ الْاَيَّامِ } پس دیکھتے تھے تم (یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم) قوم عاد کو اس سات راتیں اور آٹھ دنوں میں)، اس آیہ کریمہ مذکورہ بالا سے بعد اس کے ترجمہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت

marfat.com

اسم ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اس حاضری کی ہیئت کذائیہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریمہ پر ایمان لانے کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالےٰ نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

۱۷۔ اعراف ۷ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے) ثابت ہوا کہ رحمۃ اللہ مومنین کے لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے اور وہی محسنین سے ہیں اور محسنین کے واسطے رحمۃ اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمۃ اللہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ لہذا آپ محسنین کے قریب ہوئے۔ معلوم ہوا جو نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محسنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا قرب مومنین کے ساتھ کتنا ہے اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

۱۸۔ احزاب ۳۳/۶ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار بعض ان کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین سے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر الف لام داخل فرمایا تاکہ فائدہ عموم کا دے۔

marfat.com

جس میں تمام مومنین ابتدا سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا۔ کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب اُن کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین سے ہے۔ اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ میں لفظِ اولیٰ کو دوبارہ فرمایا تاکہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب دوسری جگہ بھی مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ **آل عمران ۳** میں مذکور ہے۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک بہت نزدیک لوگوں کے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ) اس مقام پر بھی اللہ تعالےٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب و نزدیک تر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبندیہ بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں۔ جس کا ذکر اخیر میں ابھی آرہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر جو اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

دلائل حاضر و ناظر از احادیثِ صحیحہ

۱۔ نسائی شریف ۱/۲۷۱ } اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ۔ (میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے۔ جس نے چھوڑا قرضے کو تو مجھ پر لازم ہے) اُس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرما دیا۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بِكُلِّ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی اگر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لامکان

marfat.com

پر کیوں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے۔ ورنہ جانے کا کیا مطلب۔

محمد عمر خدا تعالےٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے۔ اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اُس نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو لامکان پر مدعو فرمایا۔ تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر ہونے میں فرق لازم نہ آئیگا۔

۲ مسلم شریف ۲/۳۸۶
نسائی شریف ۱/۲۸۸

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ قَالَ یَاْتِیْہِ مَلَكَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ قَالَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اُس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اُس شخص کے بارے میں۔ (اور اسی مقام پر بخاری شریف ۱/۱۷۸ میں مذکور ہے۔ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس رجل محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں)، آپ نے فرمایا لیکن مومن پس کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اُس کے رسول ہیں۔ تمام روئے زمین پر کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مُردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر

marfat.com

ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اُٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اُسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی وجود اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیۂ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں سطح زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور خاص کر بلا لزوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبر میں اہل قبور کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنالیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم برزخ میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضۂ اطہر پہ جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:۔

۳۔ بخاری شریف ۲/۱۰۵۳ | اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل

marfat.com

نہیں بن سکتا) اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قیدِ زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرکہ مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے:۔

۴۔ ابوداؤد ۱/۷۲ ابن ماجہ ص۵۶ بیہقی شریف ۲/۲۴۲

عَنْ ابی حمید الساعدی قَالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ (ابی حمید ساعدی سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر چاہیئے کہ کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخولِ مسجد کی دُعا سے پہلے السلام علیکم یارسول اللہ کہہ لے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو السلام علیکم یارسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

وہابی حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے۔ تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے ملا لیا۔

محمد عمر الحمد للہ تمام روئے زمین کی مساجد میں تو تم حاضر و ناظر مان گئے۔ اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۶۲ جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا (مجھے پانچ چیزیں

marfat.com

عطا کی گئی ہیں (اللہ کی طرف سے) جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا،

اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجنا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

وہابی کیا بُرے مقامات پر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تمہارا گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جماع بھی نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

محمد عمر کیا اللہ تعالےٰ کو اُن بُرے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ پاک کی نسبت اُن بُرے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اُس کو اُن مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اُس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی اُن مقامات کی ضرور ہو گی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے اُن مقاماتِ متنفرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم اُن گندے مقامات پر اور اوقاتِ متنفرہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن بوقت تعذر مثلاً آپ کو ہیضے میں پاخانے آرہے ہیں۔ اور آپ اُس پیش میں اُس اٹکے وقت پر اِدھر پاخانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیساختہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے تو کیا اللہ تعالےٰ سمیع و بصیر تمہارے اس متنفرہ وقت اور متنفرہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور توجہ فرمائیگا۔ یا نہیں۔ اور اگر معافی عنایت فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالےٰ ایسے گندے مقامات پر بھی حاضر و ناظر ہے؟ نہیں حالانکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اُس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ

marfat.com

علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے جس کو اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص۴۳ بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (مجھے مصلی کا آواز پہنچتا ہے جہاں بھی ہو)

۶۔ ابوداؤد ۱/۲۴۳ | اَتَی اَبُوْ بَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ قَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام مال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکرؓ تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں اُن کے واسطے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اُس کے رسولؐ کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا تو تم حاضر وناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن وحدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر وناظر ماننے والے پر فتوے دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟

آیئے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوقت جنت زوجین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف ۲/۲۰۹ | حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا یزید بن ھارون قال اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین

عَنْ انَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِی طَلْحَةَ يَشْتَكِیْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِیْ قَالَتْ اُمِّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰی ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِیَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَةَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعَرَّسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِیْ اَبُوْطَلْحَةَ اَحْمِلْهُ حَتّٰی تَاْتِیَ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

انس ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کیا کہ پہلے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت کر تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھاؤ حتی کہ تو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

marfat.com

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعَرَسْتُمُ اللَّیْلَۃَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم زوجین کے جنت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

۷۔ ابو داؤد ۱/۱۴۶-۱۴۷ } عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کیواسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمائے وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صفحہ پر اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے یعنی باوضو ہونا۔ قبلہ رُخ ہونا نمازِ الٰہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ذات پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے وہابی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔

marfat.com

۸۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۴۵۹ { آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابدانست

در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالاتِ عبادات و نورانیت و انکشاف وایں محل بیشتر و قوی تر است و بعض از عرفا قدس سرہٗ گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقتِ محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائرِ موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم در ذواتِ مُصلّیاں موجود و حاضر است پس مُصلّی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا با نوارِ قرب و اسرارِ معرفت منوّر و فائز گردد۔ شعر ؎

درراہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست ۔۔۔ مے بینمت عیاں و دعامے فرستمت

(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں۔ خصوصاً تمام عبادات اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض عارفوں نے (اللہ اُن کی قبروں کو اور اُن کے رازوں کو مقدّس فرمائے) نے کہا ہے کہ یہ خطاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام نمازیوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منوّر اور فائز ہو جائے ؎ عشق کے رستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو عیاں دیکھتا ہوں میں دیا رسول اللہ اور دعا کرتا ہوں ؎

---

marfat.com

اقوالِ بزرگان

۱۔ شرح قصیدہ ہمزیہ مصنفہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۶
تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک ص ۱۸

قَالَ ابو الحسن شاذلیؒ
مَا حُجِبَ عَنِّی النَّبِیُّ
صلی اللہ علیہ وسلم
طَرْفَۃَ عَیْنٍ مَا عَدَدْتُ
نَفْسِیْ مُسْلِمًا (ابو الحسن شاذلیؒ نے فرمایا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

۲۔ شرح شفا مصنفہ ملا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶

قَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ اِنْ لَّمْ
یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ
نَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلَاِنَّ رُوْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُسْلِمِیْنَ (کہا ابن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے)

۳۔ کتاب الابریز مصنفہ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۷

وَاَقْوٰی
الْاَرْوَاحِ فِیْ
ذَالِکَ رُوْحُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّھَا لَمْ یُحْجَبْ عَنْھَا شَیْءٌ مِّنَ الْعَالَمِ۔ (اور سب روحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں)

۴۔ مدارج النبوت ۲/۲۸۶۔ بداں کہ وے صلے اللہ علیہ وسلم بے بندد

marfat.com

مے شنود کلام ترا۔ زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالےٰ۔ (تو جان لے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)

۵۔ قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص۱۴

وَاِذَا سَمِعْتُ نَعَتَكَ قَوْلًا طَيِّبًا وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰى اِلَّاكَ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

(جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو آپ کی ہی طرف سے کلام پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (ہر سُو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا)

اے حنفی بننے کا دعوے کرنے والو یہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ۔ اب فرمایئے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے کے بعد اگر تم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالا تو تم حنفیت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کر لو۔

۶۔ شامی ۱/۳۷۰ طحطاوی شریف ص۱۲۲ | يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مستحب ہے یہ کہ کہا جائے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب مؤذن کہے تو سننے والا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے۔

۷۔ شامی ۳/۴۲۸ | شامی کے منیہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں۔ تَقَرَّرَ الزِّيَادِيُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ وَاَرَادَ اَنْ يَّرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

marfat.com

وَلْيَقْرَءُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِي ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ يُهْدِي ثَوَابَ ذَالِكَ لِسَيِّدِي أَحْمَدَ بْنِ عَلْوَانَ وَيَقُوْلُ يَا سَيِّدِي أَحْمَدُ بْنَ عَلْوَانَ إِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِي وَإِلَّا نَزَعْتُ مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللهَ يَرُدُّ عَلَى مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَهُ۔ (زیادی نے ثابت کیا ہے جب کوئی چیز انسان کی گم ہو جاوے اور اُس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہٗ اُس کی چیز واپس دیدے تو چاہیئے کہ بلند مکان پر کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھے اور اُس ثواب کا ہدیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ملک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی ملک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تُو نے میری گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے یہ الفاظ کہنے سے گم شدہ چیز واپس کر دے گا)

شامی اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو اُن کو مستند سمجھا جائے۔ اگر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر از روئے قرآن و حدیث و فقہ احناف کے سمجھیں تو نام کا حنفی کہلانے والا اُس کو شرک کہے۔ محض نام کا حنفی ہے کام کا نہیں

۸۔ جواہر البحار ص۴۸۳ | اَنَّ جَسَدَهُ الشَّرِيْفَ لَا يَخْلُوْ مِنْهُ زَمَانٌ وَلَا مَكَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا إِمْكَانٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا كُرْسِيٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا وَعْرٌ وَلَا بَرْزَخٌ وَلَا قَبْرٌ الخ (بلاشک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ امکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر)

---

marfat.com

فیصلہ حاضر و ناظر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از اکابر دیوبندیہ

۱- امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی مشتاق احمد صاحب صـ۵۵ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا۔ ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقادِ تولد کا نہ کرنا چاہیئے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔

۲- فتاویٰ امدادیہ۔ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ۴/۳۷ شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کر کے نظرِ قلب سے اُس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَیُفْرَضُ کَاَنَّہٗ حَاضِرٌ نَاظِرٌ لٰکِنْ تَصَوُّرًا فقط (یعنی شیخ کے تصور کو حاضر و ناظر تصور کیا جاوے)

۳- امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی صـ۹ شہاب ثاقب صـ۱۶

مولوی حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں۔ وہم مرید یقین داند کہ روئے شیخ مقید بہ یک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر از شیخ دور است امار وحانیتِ او دور نیست وچوں ایں امر محکم داند وہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم در حل واقع محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال کند (مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

marfat.com

پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن روحانیت دور نہیں جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط ظاہر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا محتاج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبانِ حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اُس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کفر و شرک کا فتوے اُس پر چپاں کریں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے کیا نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے ہی اتنا عناد ہے۔

۴۔ فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ص ۲۸

إِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِئٌ بِرُوحِهِ عليه الصلوٰة و هي

تَمُوجُ بَيْدِ تَمُوجُ الرِّيحُ الْعَاصِفَةِ حَتّٰى اَنَّ النَّاظِرَ يَكَادُ يَشْغَلُهُ مَمْزِجًا عَنْ مُلَاحَظَةِ نَفْسِهِ اِلٰى غَيْرِ ذَالِكَ مِنَ الزَّنَائِقِ وَرَاَيْتُ صلى الله عليه وسلم فِيْ اَكْثَرِ الْاُمُوْرِ يُبْدِءُ لِيْ صُوْرَتَهُ الْكَوْنِيَّةَ الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ اِنِّيْ طَامِحَةُ الْهِمَّةِ اِلٰى رُوْحَانِيَّةٍ لَا اِلٰى جُسْمَانِيَّةٍ صلى الله عليه وسلم فَتَفَطَّنْتُ اَنَّ لَهُ خَاصِّيَّةً مِنْ تَقْوِيْمِ رُوْحِهٖ بِصُوْرَةِ جَسَدِهٖ عَلَيْهِ الصلوٰة والسلام

(بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح کے ساتھ تمام فضا پُر ہے۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا۔ حتّٰی کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کہ اُس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کے سوا مجھوں سے اور دیکھا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر صورت ظاہر فرمائی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ کے بعد دیگرے باوجودیکہ میری آرزو محض آپ کی روحانیت کی تھی نہ جسمانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے روح مبارک کی تقویم آپ کی صورتِ جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔

marfat.com

۵۔ فیوض الحرمین ص۴۰ | مَا تَوَجَّهْتُ قِبَلَ قَبْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا رَاَیْتُہٗ حَاضِرًا وَّظَاھِرًا (جب میں نے آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور ظاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا)

تمہارے دیوبندیوں کے بزرگ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سوائے حاضر و ناظر ماننے کے کوئی چارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ فتوے بھی تمہارا ہے اور حاضر و ناظر کہنے والے تمہارے بھی ہیں۔

۶۔ گلزارِ معرفت مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص۲ ع

چو دیدم روئے خوبش را بہر جائے بہر رنگے (جب میں نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے روئے خوب کو دیکھا تو ہر جائی اور ہر رنگ میں موجود دیکھا)۔

۷۔ مرثیہ مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ص۱۵ (اپنے مرشد رشید احمد صاحب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں) ؎

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ حیاتِ شیخ کا منکر ہو جو ہے اُس کی نادانی

۸۔ تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص۱۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ قرب حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کے ماتحت ماقبل و عند کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو اُس کے ماتحت سمجھا جائے)۔

۹۔ فتاویٰ رشیدیہ ۱/۹۱ اور فخرِ عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالےٰ جانتا ہے تو شرک نہیں۔

marfat.com

دلائل علمِ غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے علمِ غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں

اور احناف نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کیواسطے تمام عالمین کا علم غیب

حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حنفی ہو یا وہابی ؟

لفظ نبی کی تشریح نبی کا لفظ نبا سے مشتق ہے اور لفظ نبیٔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال قرآن کریم میں اکثر جگہ ہوا ہے۔ (۱) نَبِّئْ عِبَادِیْ (خبر دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو) (۲) وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر) (۳) بِنَبَاٍ سَبَاٍ بِیَقِیْنٍ (قوم سبا کی پکی خبر) (۴) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ (اے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی خبر رکھنے والے ہیں۔ نبی کی نسبت اللہ کی طرف ہے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کی خبر رکھنے والے ہی مراد لے جا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ غیب ہے یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب ہے اس کے صفات بھی ضرور غیب ہونگے تو اللہ تعالےٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم بامسمّٰی نبی رکھا۔ یعنی غیب کی خبر رکھنے والا۔ اور نبیٔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے

marfat.com

دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اِس واسطے یہ ثابت ہُوا کہ نبی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اُس کو نبی کہا گیا ہے وہ علم غیب عطائی نبی کو علی الدوام رہے گا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عالمین پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے آپ کو عالمین کا علم مکمل فرمایا اور آپ نے اُس کو علی الدوام از روئے نبی ہونے کے محفوظ رکھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا اجازتِ خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے۔ اور اُن کا اُمت کے لئے ظاہر نہ فرمانا اُن کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اُس خبر سے بے علم سمجھا تو اِس اعتقاد کی بنا پر اُتنی دیر وہ منکرِ نبوت رہے گا۔ یا اُس کو یہ ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اُس کے نبوت کے انعدام پر دال ہو گی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصولِ نبوت کیا بلکہ اصولِ الٰہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظِ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالےٰ جانتے ہیں اللہ مخلوق کی عقلوں سے بالاتر ہے آپ کی شانِ نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف

غیب کے معنی مَا غَابَ عَنْکَ ہیں۔

۱۔ البقرہ ۱ :- هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (ہدایت

ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)

۲۔ نساء ۵/۶ { فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کئے جاویں تو فرمانِ الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ مائدہ ۷/۱۲ { لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تاکہ معلوم کرے اللہ تعالےٰ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے،

۴۔ یوسف ۱۲/۷ { ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا" (یہ صفائی اس لئے کی ہے تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔ اُس کی پیٹھ پر)

۵۔ یٰس ۲۲/۱ { اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (سوا اس کے نہیں آپ اُس شخص کو ڈراتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

۶۔ ق ۲۶/۳ { مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے۔

۷۔ مُلک ۲۹/۱ { اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ اُن کے واسطے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے)

اور یہی معنی محدثین سے بھی ثابت ہے۔

marfat.com

۸-زرقانی ۱۹۹/۴ { قولہ تعالیٰ (عالم الغیب) مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ (یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو)

۹-ابن جریر ۲۹/۶۶ { عَالِمُ الْغَيْبِ (مَا لَهُمْ مَا غَابَ عَنْ اَبْصَارِ خَلْقِهٖ فَلَمْ يَرَوْهُ (عالم الغیب جاننے والا اُس چیز کا جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اُس کو دیکھا نہ ہو)

اِن آیاتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جو شے حواس خمسہ سے اوجھل ہو اُس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجود فی الخارج اگر غیب سے مراد لیا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب اضافی کہا جائیگا یعنی بہ نسبت الی العباد۔ کیونکہ اللہ کے علم کو جو اُس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ بے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبۃ الی العباد ہے نہ کہ اُس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اُس کی ذات تو لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اُس سے کوئی چیز اوجھل نہیں تو پھر عالم الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بالنسبۃ الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہو اُنہی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اُس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر ہو اُس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم والے سے تو غیب کا پردہ اُٹھ گیا لیکن بالنسبۃ الی الغیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہیگا۔ جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تمہارے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کر کے عالم الغیب ہونے کا دعوےٰ فرمادیں تو جائز ہو سکتا ہے اور رہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو باقی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔ اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالےٰ سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جائے جو ابھی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اُس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا

marfat.com

نہیں۔ یا بعد از اظہار اُس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلائیگا ؟

۱۔ آل عمران ۲/۵ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ قرآن شریف غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کرتے ہیں ہم اُس کو آپ کی طرف (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی وحی ہو القا کے ذریعے یا بذریعہ رسول یا من وراء حجاب اُس کو غیب ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے صاعقۃ الرحمٰن،

۲۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی ہے ذاتی نہیں۔ (۳) قرآن کریم کے تیس ۳۰ پارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مغیبات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔

۲۔ نحل ۱۴/۱۲ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اور ہم نے آپ پر (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو)

۳۔ یوسف ۱۳/۱۲ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اور "قرآن شریف" تفصیل ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

marfat.com

اِن آیتین میں اللہ تعالےٰ نے نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالےٰ معلم اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے متعلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اوّل حقیقی نے اِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ (بے شک آپ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضرور القا کئے گئے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) سے بذریعہ القا متعلم اوّل حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ متعلم ثانی اگر متعلم اوّل کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اوّلیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (رحمٰن جس نے سکھایا قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کو سکھایا اُس نے اس کو بیان)

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ہی اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالےٰ نے مالک بنایا ہے۔ دوسرا نہیں اور جتنا مالک اپنی مملوکہ اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں (۲) قرآن کریم میں کُل شے کا بیان اور کُل شے کی تفصیل موجود ہے (۳) اِس بیان کُلی اور تفصیل کُل شے سے خاص ایمانداروں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے تو یہ کُل شے کا علم اور تفصیل کُل کا کُلی علم مغیبات میں شامل ہیں۔ جس کو ارشاد الٰہی نے واضح فرمایا ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو کُل شے کا علم یعنی علم کُلی آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کُلی علم غیب اُس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اُس کے کُل علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا وہاں تک اُس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اُس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اُس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ اُن کے معلم و علم حقیقی وحدہٗ لا یزال جس کا

marfat.com

علم غیر محدود ہے۔ کُلّی جزی سے مبرا اور بالاتر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْکُلِّیَاتِ وَالْجُزْئِیَاتِ ہے۔ جس نے تمام کلیوں اور جزیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کُلّی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحتہً شرک ہے۔ تو یہ علم کُلّی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

۴۔ انبیاء ۱۰۷ { وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) کا خطاب دے کر تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت کرنا۔ اور عالمین کی تفصیلِ کُل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا کہ ثابت ہو جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ ذاتِ واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبر دار بھی ہے (۴) آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ جس کو پیچھے مدلل بیان کیا جا چکا ہے (۵) لِلْعٰلَمِیْنَ نے مسئلہ استمداد اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد نہ فرمائیں رحمۃ للعالمین کا مصداق نہیں بن سکتے چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان فیض پذیر ہیں (۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر آپ کو اختیارِ عام عنایت فرما دیا جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم فرما دیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک ان امور سته ضروریہ پر تب ہی متحقق ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیلی و اجمالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام رہے ورنہ

marfat.com

نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت سے بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں۔ تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر صحیح ہے اُس کو بعد اِن امورِ ستہ ضروریہ آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزوِ ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح و قلم بھی شامل ہیں۔ لہٰذا اگر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالےٰ شاملِ حال نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی لوح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیلِ کُل شئے محفوظ نہ کر سکتی۔ اور عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارے جس کی رحمت سے قلم متحرک ہوا اُس کو تو تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کُلّی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے ؎

ورنہ عقل و دانش بیائد گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوحِ محفوظ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہی محفوظ ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ مطلق واحد ربّ ذوالجلال خود ہیں۔ چنانچہ لوحِ محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اُس کا قیام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہے۔ لیکن محافظ اُس کا اللہ تعالےٰ ہے۔ تو اُس کی حفاظت کرنے سے لوحِ محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اُس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار کرنا ہے۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ (فرما دیجئے یا رسول اللہ کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے)۔

اس آیت میں تین امور ثابت ہیں (۱) آپ خزائن اللہ کے مالک نہیں یعنی مختارِ کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہو گئی (۳) میں فرشتہ

marfat.com

نہیں بلکہ بشر ہوں جو وحی کا متبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد اکھاڑ دی کیونکہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل مانتے ہو اور غیب داں مانتے ہو اور نور مانتے ہو۔ اس آیت سے تینوں کی نفی ہو گئی۔ لہٰذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

محمد عمر لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ سے بشریت کیسے ثابت ہو گئی کیا خدا پر بھی بہتان لگانے شروع کر دیے۔ کیا قرآن کریم میں اس مقام پر بشریت کا ذکر ہے جو تم مراد لے رہے ہو۔ کچھ خدا سے ڈرو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا ثبوت ماقبل گزر چکا ہے۔ ملاحظہ کر لو۔ باقی رہا یہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ اللہ تعالےٰ نے خزائن اللہ سے آپ کو اس واسطے انکار کرنے کا ارشاد فرمایا کہ کفار نے اعتراض کیا جس کا یہ جواب دیا گیا ھود ۱۲ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ کَنْزٌ (کیوں نہیں اُتارا گیا آپ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پر خزانہ اللہ تعالےٰ نے کفار کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ ایسے رحمۃ اللعالمین ہوں اور لوگوں میں خزانہ تقسیم کر کے اپنی رسالت کا اقرار کرا دیں اور رحمت کی نعمتِ عظمیٰ کو تقسیم فرما کر دوزخ سے چھڑا دیں۔ چنانچہ اُن کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم اُن خزانوں کی حرص سے مجھ پر ایمان لے آؤ۔ جب اللہ تعالےٰ مومنین کے ایمان لانے کا احسان اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے برداشت نہیں کرتے فرمایا یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ (تم پر یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کرتے ہیں۔ فرما دیجئے آپ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو۔ بلکہ تم پر اللہ

marfat.com

کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی) چہ جائیکہ کفار کو خزائن اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر دے) مجھے اور میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پر لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ فرمایا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معترضین استغنار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ناطقہ بند ہو جائے۔ فرمایا (۱) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى (اللہ نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (حبدی مال سے) نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (۲) النجم ۲۷/۳ هُوَ أَغْنٰى وَأَقْنٰى (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا اور خزانے والا کیا) پھر فرمایا (۳) إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)

۱۔ تفسیر کبیر ۸/۲۷۰ | (قَوْلُهُ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) اے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَثِيرَ فَأَعْطِ أَنْتَ الْكَثِيرَ وَلَا تَبْخَلْ (بیشک ہم نے آپ کو بہت کچھ دے دیا۔ آپ بہت عطا فرمایئے۔ اور بخل نہ کیجئے)

۲۔ تفسیر نسفی ۴/۲۸۲ | إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ هُوَ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثْرَةِ وَهُوَ الْمُفْرِطُ الْكَثْرَةِ كَوْثَرٌ فوعل کے وزن پر ہے کثرت سے اور اُس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں)

۳۔ تفسیر خازن ۷/۲۵۰ | وَأَصْلُ الْكَوْثَرِ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثْرَةِ (اصل کوثر کا فوعل کے وزن پر کثرت سے ہے)

۴۔ مفردات راغب ص ۴۲۹ ۔ يُقَالُ لِلرَّجُلِ السَّخِيِّ كَوْثَرٌ وَيُقَالُ

marfat.com

تَکَوْثَرَ الشَّیْءُ کَثُرَ کَثْرَۃً مَشَاھِیَۃً (آدمی سخی کو کوثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اس کو تکوثر الشیء کہا جاتا ہے)

۵۔ تفسیر صاوی ۱/۱۷۸ | مَا تحت لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ جَعَلَ اللّٰہُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِہٖ بِیَدِہٖ ثُمَّ نَرَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَاَحَادِ النَّاسِ لَا یَمْلِکُ شَیْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِہٖ لَا ظَاھِرًا وَلَا بَاطِنًا فَھُوَ کَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاسْتِدْلَالُہٗ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ ضَلَالٌ مُّبِیْنٌ (اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کیں تو جس شخص نے گمان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس آیۃ سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا (۶) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (آپ کو یا رسول اللہ اللہ جلدی عطا کرے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ سے آپ کو تمام کثرت عطا فرما دی۔ پھر فرمایا۔

(۷) ۲۲/۳ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (جب فرماتے تھے آپ اُس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اُس پر انعام کیا) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ کا اطلاق آپ پر کیوں کیا۔ اور فرمایا۔ (۸) وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ۔ (اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کا مجموعہ تمہارے تابع کر دیا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں کر دیا جس میں خزائن اللہ بھی شامل ہیں۔

۹۔ بخاری شریف ۱/۴۸۰ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔

marfat.com

(اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔

۱۰۔ مسلم شریف ۲/۳۹۰ { زُوِیَ لِیَ الْاَرْضُ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ (سمیٹی گئی میرے لئے زمین حتّٰی کہ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو خزانے عطا کیا گیا ہوں)۔

قَالَ النَّوَوِیُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْکَنْزَیْنِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ (علماء نے کہا ہے کہ کنزین سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے) حدیث مذکورہ بالا سے دو امور ثابت ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے لمحہ واحدہ میں ہی عطا فرما دیا (۲) تمام سونے چاندی کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

۱۱۔ بخاری شریف ۱/۴۱۸ { اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ (مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:۔

۱۲۔ بخاری شریف ۱/۱۷۹ مسلم شریف ۱/۳۳۲ { اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَیُعْطِی اللّٰهُ (آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)۔

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

۱۳۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (کوئی کسی قسم کا سوال کرنے والا آجائے تو اس کو یا رسول اللہ نہ جھڑکئے)، اگر بقول تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن اللہ

marfat.com

نہیں تو فلا تنھر فرمانے کا کیا مطلب۔ بلکہ فانھر چاہیئے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کسی کو واپس موڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

۱۴۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (اور آپ اپنے دستِ پاک کو تنگ نہ کیجئے اور نہ تمام فراخ کر دیجئے تو آپ افسوس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے، اس آیہ کریمہ میں جناب کی قناعت کے میانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا مطلب۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو میانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور مقسم علیہ کو فرمایا۔

۱۵۔ حشر ۲۸/۱ { مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے دیں تو اُس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرما دیں رُک جاؤ۔

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ کی کنجیاں تو ہیں۔ جس بنا پر آپ کی ملکیت ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ اس لئے فرمایا کہ صداقتِ رسالت پر دھبہ نہ لگے۔ کہ خزائن اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کر کے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا ہے۔ اگر حقیقتاً سچے رسول اللہ ہوتے تو خزائن اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے حقیقت جو اس مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خزائن اللہ کا انکار کروایا گیا اور دوسرے کئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کے واسطے خزائن اللہ ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا ارشادِ الٰہی وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلوائے کہ کوئی کج طبع

marfat.com

آپ کے علمِ غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے آپ اعلم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالےٰ اس عطیے کو اپنی طرف سے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

۵۔ال عمران۔ پارہ ۳ ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی) اللہ تعالےٰ کا یہ دعوےٰ کہ قرآن شریف اخبارِ غیبیہ ہیں تو اگر آپ کی ذات سے اللہ تعالےٰ بالذات ولا اَعْلَمُ الْغَيْبَ نہ کہلواتے بلکہ اعلم الغیب صراحتہً فرما دیتے تو مخالفین ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ اور اَعْلَمُ الْغَيْبَ کو مطابق کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مصنفِ قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعوےٰ کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعوےٰ کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنفِ قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقعہ مل جاتا اور جھوٹے نبی کو مصنفِ کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ کہلوایا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

۶۔ تکویر ۲۴ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں۔ اگر آپ کے پاس عطائی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بخل کیسا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو ضرور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں ذاتی علمِ غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ

marfat.com

سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہو یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے کہ یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعوےٰ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر۔ لہٰذا ماننا پڑیگا کہ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں اللہ تعالےٰ علمِ غیب ذاتی کی نفی کروا رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔

اور وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ (اور فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامانِ غلام ہیں۔ اور اُن کی نورانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارتِ قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جو سیدا الملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو سدرۃ المنتہیٰ پر ختم کر چکے لیکن ذات پر نور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلا اعانتِ غیر مرتبۂ دنا تک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور ہر صفات میں اولیٰ تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعوےٰ ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شانِ الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر

marfat.com

سمجھی جائے تو ہی یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کے مرتبہ پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالےٰ نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ فرما دیجئے یا رسول اللہ اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی تمیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بصیر ماننے کے ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے کہلوایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت نیکی جمع کر لیتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ سنیئے:۔

اعراف ۹/۲۳ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا۔ اور مجھے برائی نہ مس کرتی میں ایمانداروں کے واسطے بشیر و نذیر کے سوا کچھ نہیں،

محمد عمر اس آیت کا، اقبل آپ نے چھوڑ دیا يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ آپ سے سوال کرتے ہیں! یا رسول اللہ قیامت کے متعلق، گویا کہ آپ بحث کرنے والے ہیں اس سے فرما دیجئے اور کوئی بات نہیں اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ فرما دیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ نہیں ہوں میں (معمولی آدمی) مگر ڈرانے والا

marfat.com

اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایماندار قوم کے لئے)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث و تمحیص کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہوئیے۔ بلکہ فرما دیجئے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کسی کو اس نے سمجھایا یا جتایا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلم کی۔ کیونکہ آگے ارشاد الٰہی مذکور ہے وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (لیکن اکثر لوگ (قیامت سے) بے خبر ہیں) اس آیت پاک میں اللہ تعالےٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم عطا ثابت ہوتا ہے۔ جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تملیک اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا۔ کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے لیکن جب اپنے نفس کے نفع، نقصان کو مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ رحمت اپنے محبوب کے ہر حال نفع کا خواہاں ہے اور نقصان سے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فرما کر محفوظ فرما رہی ہے۔ یہی وجہ تھی قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ فرمانے کی۔ کہ جب میرا محبوب اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہراً نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صورت نفع ہی نفع ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کسے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب

marfat.com

یہ ہے کہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور زحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجھئے جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اُسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہٰذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بشیت الٰہی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے مخالفین مطلب کو اُلٹا بنا کر آپ کی توہین کر [illegible] ۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ۔ اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ شرط ہے لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ جزائے اوّل وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ جزاء ثانی ہے۔

وجود شرط جزا کے وجود کو مستلزم ہے اور انتفا شرط جزا کے انتفا کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں ثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا ارشاد الٰہی ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو زمین و آسمان اُجڑ جاتے۔ اس میں لَفَسَدَتَا جزا ہے اور لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ شرط ہے۔ جب زمین و آسمان اُجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو صرف اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتفار فساد انتفار شریک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اُس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرت خیر جمع نہیں فرمائی اور برائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیر کثیر خارج میں موجود ہے اور آپ کو سوء کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ زحمت

marfat.com

رؤف اور رحیم کی نقیض ہے۔ لہٰذا آپ کو علم غیب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ دو جزاؤں کے اثبات کا اللہ پر موقوف ہے۔

۱۔ نساء ۹/۵ { وَاِنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ (اور اگر تم صبر کرو تمہارے لئے بہتر ہے) آپ کے صبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب مخلوق سے زیادہ آپ کا صبر مشہور ہے۔ جیسا کہ طائف میں پتھر کھا کر آپ نے دعائے مالا مال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

۲۔ توبہ ۱۰/۶ { وَجٰهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ نے جہادِ مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو خیر فرمایا ہے۔ آپ کے جہاد کا اور خیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے ۳۔ توبہ ۱۱/۱۰ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ

۴۔ طٰہٰ ۱۶/۱ { وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (اور آپ کے رب کا رزق خیر ہے۔ اور زیادہ باقی رہنے والا ہے) چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وَيُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ رَبِّيْ کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہوا نہ ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہٰذا مرزوق من اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہو سکتا تو خیر بھی آپ کے لئے ہی مخصوص ہو گی۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۴ { عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی تھے خیر کے ساتھ

marfat.com

ہوا چلنے والی سے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ قائم خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر ذرہ پر چلتی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس ہوا سے بھی زیادہ اجود بالخیر ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل ہے۔

۶۔ جمعہ ۲۸/۲ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو) اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے والا خیر کا مستحق ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے والا کون زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبرئیل علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر حین میں ذکر فرماتے رہتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذکر بہتات کو کم فرمایا یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔

۷۔ ص ۲۳/۴ وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ (تمام انبیاء اخیار سے ہیں) معلوم ہوا کہ آپ خیر اور آپ کا ہر قول و فعل اخیار سے ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۸۔ بقرہ ۲/۷ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (اور جو شخص حکمت اور دانائی دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ اور سوا عقل والوں کے کوئی نصیحت نہیں پکڑتا اور

marfat.com

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جل جلالہ نے معلم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے

ال عمران ۴/۱۶۴ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(البتہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اُس نے اُن کے نفسوں سے ایسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اُس کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں۔ اور اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ وہ پہلے بیّن گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بمعہ اوصافِ خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان جتایا ہے (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو ہی بلا اُجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوبات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح اُستاد دانش و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں واحد معلم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (جو شخص حکمت دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلم حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی ذات پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا کثرتِ خیر حاصل ہے۔ تو شرط بھی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا

marfat.com

کہ آپ کو چونکہ کثرتِ خیر حاصل ہے لہذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیرِ کثیر کے مالک و قاسم اور وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کے قانون سے آخرت میں خیرِ کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہذا آپ کی ذاتِ مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوند کریم کے مشروط و مثبتہ کا انکار کرکے قرآن کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مثبتہ مرجو فی الخیر مقرر من اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزوِ ایمان ہے۔ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں میں کثرتِ خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کثرتِ خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علمِ غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیرِ کثیر کی شرط سے علمِ غیب حاصل ہوا تو علم قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس کی بحث و تبحیث سے اللہ تعالےٰ نے بطریق احسن منع فرمایا ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیئے بلکہ ادبِ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا:۔ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا۔ (سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں) معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے۔ لیکن اس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ جس کی بحث نہ کرنے کا اشارہ فرمایا۔ ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالےٰ ہی اس کے علامات اور اس کے آثارات کا ہی ذکر نہ فرماتا چنانچہ دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ (اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے) یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اس کو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ میرے پاس علم قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے۔ یہی مطلب ہے۔ يُرَدُّ کا اگر اپنے پاس اس کا علم ہی نہیں تو پھیرنے یا لوٹانے کا کیا مطلب۔ کیونکہ پھیری یا لوٹائی وہی چیز جاتی ہے جو مخاطب کی طرف سے آئے۔ اور متکلم کی

marfat.com

طرف لوٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دونوں جانتے ہوں اور پہنچے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نہ ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالےٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے۔ بلکہ فرما دیتے کہ میں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو علم قیامت تمہارے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرما دیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے۔ اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا یہی ہے کہ ڈراسی چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔ تو آپ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا تب ہی کہلوا سکتے ہیں کہ اس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے۔ ورنہ نذیر نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ منذور منذور رہ سکتا ہے۔ باقی رہا مَسَّنِیَ السُّوْءُ جزا ثانی شرط اول کی۔ یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے برائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو برائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر برائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھے ہوئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں عقل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو سُوْءٌ کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے خالی ہونا ہے۔ اور سُوْءٌ کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم ذاتی جو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے مُحَمَّدٌ (صلے اللہ علیہ وسلم) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب یہ اسم پاک ہی سوء کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر سوء کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ مُحَمَّدٌ ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب جو آپ کی طرف سوء کو منسوب کر کے آپ کی ذات سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے مُحَمَّدٌ ہونے

marfat.com

کے ہی قائل نہیں۔ چہ جائیکہ آپ کی رسالت کے نام لیوا بنیں

فیصلہ قرآنی متعلقہ سوء

۱۔ **بقرہ ۲/۱۶۹** { اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ (اور کوئی بات نہیں تمہیں (شیطان) برائی اور فحشاء کے ساتھ حکم کرتا ہے) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سوء کو نسبت کیا جائے اور غیب کا انکار کیا جائے تو معاذ اللہ اس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ آپ پر شیطانی تسلط ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ سوء شیطان کی طرف ہی منسوب ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی ہتک ہے اس کا قائل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی خیر سے شیطان کا بھی کمر ٹوٹا ہوا ہے۔ اس نے بھی ڈرتے ہوئے اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ کہا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بھی اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ (میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں) فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں پر سوء شیطانی کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانونِ قرآنی کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ سے سوء کی امید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

۲۔ **یوسف ۱۲/۷** { قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ۔ مصری عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہ دیں مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ہم یوسف علیہ السلام پر کسی قسم کی برائی نہیں جانتیں تم مصری عورتوں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔

۳۔ **انعام ۶/۵۴** { مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ (جس شخص نے برا عمل کیا بے علمی سے) لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سوء جہالت پر موقوف

marfat.com

ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سُوء کا آپ کو مس کرنا محال۔ ناقۃ اللہ کو اگر بُرائی مس کرے تو اس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ چہ جائیکہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بُرائی کا مس کرنا چنانچہ (۱۴ھ) ہٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے۔ تم اس کو کھلی رکھنا۔ بُرائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب پکڑے گا) ناقۃ اللہ کو اگر سُوء سے کوئی چھوئے تو اس کو عذاب الیم ہو تو نبی اللہ کو سُوء کیسے مس کر سکتی ہے۔ سُوء کا مس کرنا تو کجا میں کہتا ہوں کہ سُوء اگر آپ کی ذات پاک کی طرف توجہ کرے تو سُوء سُوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے سُوء کو پاک کرنے والے وَیُزَکِّیْھِمْ کا رتبہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی شان میں اللہ تعالےٰ نے یوں سراہا ہے:۔

انعام ۲۰/۸ قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی ہدایت دی ہے) جب آپ نے صراط مستقیم کو تھا ہوا ہے تو بُرائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں) کیا اگر خدانخواستہ آپ کو بُرائی مس کرے تو آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر مس سُوء کا آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شائبہ بھی ہو تو تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ثابت ہوا جو آپ کی نسبت مس سُوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو ایمانِ مومن کے منافی ہے۔

انعام ۶/۱۶۲:۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ

marfat.com

العٰلمین و فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے) جل کی حیات -

ووصال للہ رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرما دیا ہو تو دوسرا کون ہے کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزری ہو اُن سے رُوگردانی کرا کر سُوء کی طرف پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سُوء کو منسوب کرنے والے آپ کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ سُوء اور رحمت دونوں نقیضین ہیں۔ اور اجتماع نقیضین محال۔ پھر سُوء کو آپ کی طرف نسبت کرنے سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی سُوء کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سُوء افعالِ ذم سے ہے۔ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو متبع اور مصطفےٰ مانتا ہے تو وہ افعالِ ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعالِ ذم کا آپ کو فاعل قرار دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

۵۔ یوسف ۱۲/۲۴ { كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ } اسی طرح تاکہ پھیریں ہم اُس یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بُرائی کو اور بے حیائی کو۔ کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی طرف بُرائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اور نہ بُرائی کی جرأت ہے کہ اُس کے مخلص بندوں کی طرف بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بُرائی کو نسبت کیا جائے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سُوء کے منتظر رہتے تھے جن کا رد اللہ نے فرمایا۔

۶۔ توبہ ۹/۹۸ { وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ

(اور انتظار کرتے ہیں تمہارے ساتھ گردش کا۔ اُن پر بُری گردش ہو) جب کفار نے کافی الارحام و قیامت وغیرہ اخبار غیبیہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عام شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انکے متضاد خیالی کو نشر فرمایا کہ کیا وقت آ دوائر کے منتظر ہیں اور دوسرے وقت میں بنا علیم وغیرہ سے سائل ہیں تو اے سائلین علوم خمسہ وغیرہم اگر تمہارا سوال مجھ یقینی ہے تو جتنی امر متعلقہ سوال پہلے یہ ہے کہ میری ذات محمد کی حقیقت میں کثرۃ خیر و عدم سوء کو داخل سمجھو ورنہ نہیں کیونکہ دائرہ السوء کا تحقق مس سوء کو مستلزم ہے اور سوء کا لازم کثرۃ خیر کے انعدام سے ہوتا ہے اور جب تم مجھے کثرۃ خیر کا طلبگار اور سوء سے مبرا ہی نہیں سمجھتے تو قیامت وغیرہ کے متعلق تمہارا مجھے سوال کرنا حق بجانب نہیں جسکا جواب رب العزت نے بطور نقض پیش فرمایا وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو کثرۃ خیر کے لیتا اور تم کفار میری ذات کیلئے اسکے بھی قائل نہیں اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے برائی بھی مس نہ کرتی (حالانکہ تم مجھے سوء سے بھی مبرا نہیں سمجھتے۔

اب اے فرقہ باطلہ اگر تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیتعلق ان پیشواؤں جیسا ہی خیال رکھتے ہو تو بلاشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیبیہ سے بے خبر سمجھو ورنہ اس آیۃ کریمہ سے آپکو ان جملہ امور غیبیہ قیامت وغیرہ سے باخبر ماننا پڑیگا۔

۲۹ رجن ۲ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا میں جو تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اُس کے واسطے مدت بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو۔ مگر رسول سے جس کو پسند کرے۔ اُس کے آگے اور اُس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تاکہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا ہے اور مضبوط کیا اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) جو ملائکہ (جبرئیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اُس نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) ہر چیز کو گنتی سے) اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سے قیامت کی درایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

جسے چاہے اُس مدتِ مقررہ کے علمِ غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضےٰ بنائے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اُس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تاکہ اُس کے علمِ غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے علیٰ غَیْبِہٖ میں اپنے کسی علمِ غیب کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا بلکہ غَیْبِہٖ کی ضمیر کا مرجع اَلْغَیْب رکھا۔ اور الغیب میں الف لام جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کرکے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اُس کی طرف ضمیر راجع کا منسوب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کُل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا کُل غیب عطا کر کے سرائے تو اس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے عموم کا احصار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کُل شے کرے۔ جس کُل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے

تفسیر نشاپوری ۲۹/۷۲ قال قتادہ ومقاتل الی لیعلم محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اَنْ قَدْ ابلغ جبرئیل ومن معہ من الملائکۃ الوحی بلا تحریف وتغییر وقولہ من بین یدیہ مع قولہ ان قد ابلغوا کقولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا الحمل علی اللفظ ثم رجع علی المعنی فاخبر ثم اکد ما ذکرنا وھو ان المراد بالعلم ھو الظہور بقولہ واحاطہ بالدیہم من الحکم والشرائع ای وقد احاط قبل بہ ثم عمم العلم فقال واحصیٰ کل شیئ من ورق الاشجار وزبد البحار وقطار الامطار وعدد مقادیر معنی الاحصاء او حال ای ضبط کل شیئ معددا محصورا او تمیزا

marfat.com

واللہ اعلم۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۷ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِيَعْلَمَ مُحَمَّدٌ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لیعلم کا فاعل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ملائکہ نے اپنے رب کی رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اُن کے پاس تھا محفوظ فرمایا یعنی جبرئیل علیہ السلام کے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقتِ قیامت علیٰ ہذا القیاس مدبرات امر سے آپ نے تمام تدبیریں محفوظ فرمائیں۔ حتیٰ کہ زبد البحر و قطار الامطار تک سے محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا سے اللہ نے ظاہر فرمایا۔ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شئے کے شمار کو گھیر لیا ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۷ قال ابو جعفر واولیٰ هذه الاقوال عندنا بالصواب قول من قال لیعلم الرسول ان الرسل قبله قد ابلغوا رسالات ربهم وذالك ان قوله لیعلم من سبب قوله فانه یسلك من بین یدیه ومن خلفه رصدا وذالك خبر عن الرسول فمعلوم بذالك ان قوله لیعلم من سببه اذ كان ذالك خبرا عنه وقوله واحاط بما لدیهم یقول وعلم بكل ما عندهم واحصیٰ كل شیئ عددا یقول علم عدد الاشیاء كلها فلم یخف علیه منها شیئ۔

ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہر ذرّے ذرّے کا علم عطا

marfat.com

عطا کیا ہے۔ اور آپ نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔ زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں۔

وہابی پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

محمد عمر کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اسی آیتہ کریمہ پر ہے۔ یا ان اشیاء کا ظہور اور علم جس آیت سے ثابت ہوتا ہو اور شان علم رسالت ظاہر ہوتی ہو اس کی تطبیق اس آیت سے ضروری ہے۔ چنانچہ آیت ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر عَلٰی غَیْبِہٖ سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اپنے غیر کی نفی فرمائی اور ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان پانچ اشیاء کا علم ہو سکتا ہے۔ نہ اس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔ اللہ تعالےٰ نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی کام ہے اور نبی اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم عطائے الٰہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے اللہ کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا مدعی جھوٹا سمجھا جائیگا۔ کیونکہ نبی اللہ کے بتلانے والا وہ ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔ اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اس واسطے اس کے تعلق والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

۸۔ ال عمران ۳/۵ { وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز

کی جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی انعامات عطا فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو حاصل تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعوے کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنس اور حمل لڑکی کا ہے یا لڑکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہو مدفون ہو یا محفوظ ہر ذخیرے کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعوے کرتے تھے جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی کہ اُن کو یہ علم تھا اور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدائشی حاصل تھے۔ جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ الٰہیہ کو ماں کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

۹۔ مریم ۱۶/۲

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا (حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں بچہ ہے عیسیٰ السلام (گود سے) بولے میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہونگا۔ اور اُس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اُس نے مجھے میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔

تم کو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کی والدہ کی بہت مطلوب تھی لیکن حضرت

marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام وَجَعَلَنِیْ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ہی فرما دیتے تو کافی تھا۔ بجائے اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طوالت فرمائی تو یہ بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم کو ظاہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلا دیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح پیش کر رہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم کرو گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب کی بریت فرمائی۔ فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ۔ آپ کو اُن کے ابن اللہ کہنے کا علم اُسی وقت تھا بس بنا پر آپ نے اُن کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس سے اُن کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافی غد کی دلیل بیان فرما دی۔ پھر اٰتَنِیَ الْکِتٰبَ فرما کر علم مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا اظہار فرمایا۔ اور وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا سے ثابت کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی لوح محفوظ درج تھی جس کا نزول بعد از بلوغت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعوے کرنا تھا۔ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرما دیا۔ کیا یہ ماذا تکسب غدا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ جھوٹا کر دیتے۔ اور وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا کہ آپ کو بچپن میں ہی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے کا بھی علم ہے۔ جو علوم خمسہ کی ایک جزو ہے۔ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا سے بھی اپنی تمام عمر کے مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا ثبوت دیا جس کی فرضیت

marfat.com

کا حکم ابھی عائد نہیں ہوا۔ لوح محفوظ میں ہی درج ہے۔ لیکن آپ اُس کو بیان فرما رہے ہیں۔ یہ بھی علوم خمسہ کی دلیل ہے۔ اتنے اعمال مستقبلہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علوم غیبیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علوم ماضیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اور اپنی والدہ کی عصمت کو قوم کی نظروں میں صاف کیا۔ اور قوم منکرین غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علوم خمسہ کا واضح ثبوت دیا ہے۔ فرمایا وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا میں بمع اپنی ماں کے متقی ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیزگار اور متقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ رہی ہے۔ اور میری والدہ کی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اُس نے مجھے متکبر اور بدبخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالےٰ مجھے متکبر اور بدبخت بنا دیتا تو یہ علامت ولد الزنا کی ہوتی ہے جب میں متکبر اور شقی نہیں تو ولد الزنا نہیں معاذ اللہ۔ اور جب میں ولد الزنا نہیں تو میری والدہ مشکوک نہیں۔ جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیت کریمہ سے مافی الارحام کا علم اور مافی القلوب کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیۃ کریمہ سے یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا کی تشریح عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرما کر شان نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا نبی اللہ اگر علوم خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالےٰ جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوقی طاقت کو عاجز کر دے تو ایسے ہی رب العزۃ علمی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے ہیں جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علم لدنی الٰہی سے ہی طاقت علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علوم خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علوم خمسہ علوم الٰہیہ سے اتنی مقدار بھی نہیں جیسا سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیوبندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالےٰ اگر علوم خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ شرک لازم آئیگا۔ بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علم الٰہی کو علوم خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا حالانکہ خداوند کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علوم خمسہ

marfat.com

کو اپنے خصوصی علم کا ثبوت دینا اور ان کا مظہر علوم انبیاء علیہم السلام کو بتانا انبیاء اللہ جی نے کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مداخلت غیر نہیں محض احسان الٰہی ہی فیضان ہے۔ جن فیوضات الٰہیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو بیٹھا ہے اور دلیل نبوت کا انکار نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

۱۰۔ ابراہیم ۱۳/۶ { رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ ذَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ اے رب میرے میں نے بسایا ہے اپنی اولاد سے غیر زراعتی وادی میں تیرے بیت الحرام کے پاس اس آیت کریمہ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ میں رب العزۃ نے من تبعیضیہ کو بیان فرما کر ابراہیم علیہ السلام کے واسطے علم مَا فِی الْاَرْحَامِ اور مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا کا ثبوت پیش کر دیا کیونکہ اسحٰق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی مِنْ ذُرِّیَّتِیْ فرما دیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام کا بیان فرمایا جس کا وہاں نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص ایمان لائے یا نہ۔ فرمایا۔

۱۱۔ انعام ۷۵/۶ { وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھا دیں، ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے علوم غیبیہ عطا کرنے کا ارشاد فرمائیں اور تم یہ عقیدہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور ذرا یہ آیت پڑھ دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کون کونسی آیت پڑھو گے رب العزۃ نے تو ان آیات میں اپنی طاقت علمی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ

marfat.com

عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر فرمایا
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور فرمایا وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اور یہ فرمایا اِنِّيْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے توقیت دی فرمایا
قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ جب اپنی طاقت علمی
خصوصی کا دعویٰ فرمادیا تو مدعی علیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزۃ
نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہر علوم خمسہ بنا کر دلیل دی
جیسا کہ ان مذکور۔ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَكَذٰلِكَ
نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور تاکہ زمین و آسمانی غیوبات
نبی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی دعوے غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی بھی دلیل
کفار کو ثابت ہو جائے تو علم سماوی و ارضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی
توحید و رسالت مکمل ہوئی۔ اور اگر دیوبندی وہابی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کر کے
علوم غیبیہ علوی سفلی کو محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے۔ اور نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ
مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے۔ تو معاذ اللہ یہ
مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ بلا دلیل عملی ہونگی۔ لہٰذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ علوم غَيْبَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے
دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الٰہیہ کا غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا منکر
تو کوئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ اب
تو انصاف کرو کہ تمہاری عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے۔ جس ذات
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

marfat.com

وَالْاَرْضِ میں علوم خمسہ اشیاء بھی شامل ہیں۔

۱۲۔ مریم ۱۹/۳ { یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا (اے میرے باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تو میری اتباع کرے۔ میں تجھے سیدھے رستے کی ہدایت دوں گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اُس فرمانِ مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعوےٰ فرمایا۔ کہ مجھے علم غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تُو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پہ ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اُس کے تین وجوہات ہیں (۱) كَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ آپ کے علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الٰہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ آپ نے فرما کر علم کے ساتھ فعل جَآءَ کو بیان کیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم میرا غیب الٰہی سے ہے۔ اسی واسطے جَآءَ کی قید نے علم کو غیب سے متصف کر دیا (۳) اَلْعِلْمَ لَمْ یَاْتِكَ کے فرمان نے صاف غیب کی تاکید فرما دی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مَا غَابَ عَنْكَ کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے تینوں وجوہات کی بنا پہ ابراہیم علیہ السلام کے دعوے سے علم غیب کی اصلیت واضح ہو گئی

۱۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں گرنے سے پہلے ہی مَا فِی الْغَدِ کا ارشاد فرمایا فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا کہ تجھ سے تیرے بھائی حیلہ کریں گے۔ فَیَكِیْدُوْا صیغہ استقبال فرما کر قبل از وقت علم غیب

marfat.com

کی اطلاع دے دی۔ پھر فرمایا:۔

۱۴۔ یوسف ۱۲/۱ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (اور اسی طرح چنے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تمہیں تعبیر رویا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق علیہم السلام پر اس نے اپنی نعمتیں پوری کیں بے شک تیرا رب بڑا جاننے والا اور بڑا دانا ہے) اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے متعلق تین بڑے امور مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی (۱) یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ ہونا۔ یعنی بادشاہی ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا (۲) تعبیر رویا کا علم جو ابھی یوسف علیہ السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا لوح محفوظ میں وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ سے اُس علوم الٰہیہ کی غیبی خبر دینا (۳) وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ سے یوسف علیہ السلام کی نبوت کی خوش خبری دینا یہ بھی مَا فِي الْغَدِ کا علم ہے اور آل یعقوب فرما کر مَا فِي الْأَرْحَامِ کے علم سے خبردار فرمایا۔ یہ ہیں خداوند کریم کے مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا اور مَا فِي الْأَرْحَامِ کے پاس شدہ نبی جن کو تم محض خدا کا ہی خاصہ ثابت کر رہے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ان علوم خمسہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

۱۵۔ نوح ۲۹/۲ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب زمین پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور سوائے

marfat.com

فاجر اور کافر کے وہ نہ جنیں گے۔ اس آیۃ کریمہ میں نوح علیہ السلام نے دو امور غیبیہ کی علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یُضِلُّوْا عِبَادَكَ کے کفار کے زمانہ استقبال میں گمراہ کرنے کو ظاہر کرنا۔ یعنی مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے علم کا قبل از وقت ارشاد فرمانا (۲) وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا سے تمام کفار کے مَا فِی الْاَرْحَامِ کی قبل از وقت صحیح خبر دینا اور مَا فِی الْاَصْلَابِ کا پتہ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا پاس تھے ملاحظہ ہو:۔

۱۶۔ کہف ۱۶/۱۰ (۱) خضر علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے پہنچنے کے پہلے کشتی کی ایک تختی اکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲) لڑکے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے ماں باپ کو بالغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار بنا دی کیونکہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔

(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کی خبر دینا۔)

۱۷۔ کافرون ۳۰ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (اور نہیں ہوں میں اس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں) اس آیۃ کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم ہی عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی پیشگوئی ہے مَا فِی غَدٍ کی۔

۱۸۔ ابو داود ۲/۸ نسائی شریف ۱/۲۹۳ مسلم شریف ۲/۳۸۷ و ۲/۱۰۲

marfat.com

مسند ابوداود طیالسی و خصائص کبریٰ ۱/۱۹۹

قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ۔ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا جَاوَزَ اَحَدٌ مِنْھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمَرَ بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُخِذَ بِاَرْجُلِھِمْ فَصُھِبُوْا اَلْقَوْا فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ (انسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ۔ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پہ رکھا۔ اور یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا حضرت انسؓ نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کی جگہ سے اُن فرمودہ آدمیوں سے کوئی بھی پس و پیش نہیں ہوا تو بمطابق حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلیب بدر میں ڈالا گیا) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امورِ خمسہ امرین کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم یعنی کل کیا ہوگا۔ (۲) اور بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم یعنی کونسی زمین میں مرے گا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظِ غد یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پر دستِ پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرما دی۔ کیا ان دو کا امورِ خمسہ ہے ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح نہیں۔ اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان [illegible] متوہین بھاگ گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرما دیا ہے

marfat.com

وہ سچ ہو کر ہی رہیگا۔ لیکن دوسرے دن اُن کو میدانِ جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کئے گئے۔ ذرا انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق اُن کے علوم خمسہ پر صحیح ہوا اور تم اُمتی بن کر اُن کے علوم صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرینِ علوم خمسہ کو اُن متقولین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا بجا ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

۱۹۔ مشکوٰۃ شریف ص۴۸۰ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عمرو قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ وَ یَمْکُثُ خَمْسًا وَّ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ (عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین پر اُتریں گے تو نکاح کریگے اور اُن کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۵ سال قیام فرمائیں گے پھر اُن کا وصال ہوگا تو میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے) اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قربِ قیامت میں ہونے والے ہیں (۱) عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳) عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی ما فی الارحام کے علم کی آپ نے کئی صدیوں پہلے اطلاع فرمادی (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۵ سال کا ارشاد فرما دینا (۵) عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمورِ خمسہ سے اُمورِ ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قربِ قیامت میں ایسے ہی ہو کر رہیگا۔ الا فرقہ مرزائیہ جو ان اطلاع ثلاثہ کے منکر ہیں۔ اب تم سوچو کہ تمہارا ایمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمورِ غیبیہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی

marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ تو فبہا ورنہ فرقہ مرزائیہ میں شامل ہو گئے۔

۲۰۔ کنز العمال ج ۶ ص ۲۶۸ } عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرٰى اِنِّيْ اَعِيْشُ مِنْ بَعْدِكَ فَتَأْذَنَ لِيْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰى جَنْبِكَ فَقَالَ وَاِنِّيْ لِيْ بِذٰلِكَ الْمَوْضِعَ مَا فِيْهِ اِلَّا مَوْضِعَ قَبْرِيْ وَقَبْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہونگی۔ آپ مجھے اجازت فرمایئے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابوبکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے) اس حدیث شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرما دیا۔ جس سے ما فی غد کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ بمطابق فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے اسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پر ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں ہی دفن ہونگے۔ مَا اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَفْسًا بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَاذَا تَكْسِبُ غَدًا لَا كَمَا اَنْزَعَمْتَ۔

۲۱۔ مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۱ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کے قتل کا مکان بیان فرمایا۔

فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ (تو دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

marfat.com

تلاش کرینگے۔ حتّٰی کہ بابِ لُدّ کے پاس دجال کو پالیں گے۔ تو اُس کو قتل کردیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دونوں علوم غیبیہ کی اطلاع فرمادی۔ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

۲۲۔ کنز العمال ۷/۲۰۲ | لَیَقْتُلَنَّ اِبْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ (ابن مریم دجال کو بابِ لُدّ میں ضرور قتل کرے گا)

باقی رہا پیٹ کا علم بدلیل قرآن کریم جس کے متعلق نوح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا واضح ہو چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مَا فِی الْاَرْحَام کا ذکر۔ (مَا فِی الْاَرْحَامِ کا ذکر حدیث صحیح سے)

۲۳۔ بخاری شریف ۱/۱۹ | عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سُئِلَ نَبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ اَشْیَاءَ کَرِہَھَا فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْہِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ

مسلم شریف ۲/۲۶۴

رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَۃُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَۃَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْھِہٖ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ (ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ابو بردہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چند ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ بُرا محسوس فرماتے تھے تو جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جوشِ رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا جو تمہارا دل چاہے تم مجھ سے دریافت کرلو۔ تو ایک آدمی (عبداللہ) نے کہا۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ حُذافہ ہے تو دوسرا شخص (سعد) کھڑا ہوا۔ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ

marfat.com

نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رُخِ انور پر رحمت کے بل چکتے نظر آرہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ دریافت کرو مجھ سے۔ دریافت کرو مجھ سے، فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ۔ حضرت عمر گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کر دیا۔ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيًّا ثَلٰثًا فَسَكَتَ۔ تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کو رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کر لیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اُس کے رہبر مطلق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ دیوبندی وہابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہم ان کے دربار رسالت میں دوزانو بیٹھنے سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا ہی عجیب کلام پاک ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار مطہر میں مؤدبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو حاصل کر لیا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اسباب مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پوشیدہ گزرے ہوئے لطفے کی حقیقت کو مَا ذُوْقَ الاسباب ظاہر فرما دیا۔ حضرت عبداللہ کو تو لوگ حضرت حذافہ اُن کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو جھٹلا کر کے حضرت عبداللہ کے اصلی باپ حذافہ کی پشت سے ثابت فرما دیا۔ ایسے ہی سعد کو اُس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرما دی۔ اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہو گئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سَلُوْنِیْ کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنےٰ

marfat.com

فرما دیئے۔ جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھے۔ اور آپ کے علم مَافِی الْاَرْحَامِ کا انکار کرے تو یہ انکارِ رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحان رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور اپنے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو معرض التوا میں نہیں ڈالا تاکہ تکذیب دعوے کا نہ لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مَافِی الْاَرْحَامِ کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اُس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلونی آپ کا فرمان غیب کُلّی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ ربا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیباتِ خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علم غیبیہ کُلّیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وبالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم اُمورِ خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا ارشاد فرمایا کیونکہ نبی کے معنی ہی غیبی خبر کہنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر مافی الارحام کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفتِ نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفتِ عظیمہ نبی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیباتِ اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروا دی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اُسی وقت فرما دیتے کہ میں اُس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود اُن کی ولایت کو ظاہر فرما دیا تو علاوہ مَافِی الْاَرْحَامِ کے علم حاصل ہونے کے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا طریقہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اُس کی عبادت نہ سمجھی جائے

marfat.com

گی۔ جیسا کہ بعض مقتدین جہلا ان احادیث صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طریقہ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲ درج ہے باب مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَوْ لِلْمُحَدِّثِ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۳۸۲

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایماندار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے (اس خبر کو سن کر) استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں) کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف وثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِيْ عِلْمِيْ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ اِلَّا نَبَّأْتُكُمْ بِهٖ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ سَهْمِيٌّ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ تو کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کر لو تو میں تمہیں خبر دونگا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت

marfat.com

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخیر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رُکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منکرین غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا اُمورِ خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہو گی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرمانا تو یہ آپ کے نذیر ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود مُنْذَرِیْن میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵۔ آل عمران ۴/۱۸۰ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (اللہ تعالےٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہو (مجموعہ مومنین و منافقین) جب تک کہ پلید (منافق) سے پاک (مومن) کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے (غیب کے سکھانے پر دوسروں سے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ (کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے) اور اُس کے رسولوں پر (کہ

marfat.com

اُن کو اللہ کا دیا ہُوا غیب ہے، اور اگر تم (اِن دو اُمور پر) ایمان لے آئے اور ڈرے تو تمہارے لئے اجرِ عظیم ہے)

اِس آیۃ کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی کا سبب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے علومِ غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علومِ غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مار آستین مومنوں کی صفوں میں ہی پردہ پوش رہتے۔ لیکن اِن کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کُل غیب پر ایمان رکھنے والوں سے اِن کو علیحدہ کر دیا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ مُبِیْن

۲۶۔ نسائی شریف ۲/۱۷۲ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ یَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو اکثر عمر رسیدہ ہونگے۔ کم فہم ہوں گے اور حدیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرینگے۔ اُن کا ایمان حنجروں سے نیچے نہ اُترے گا۔ اور دین الٰہی سے ایسے دُور گزر نکلیں گے۔ جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے (یعنی دین میں داخل ہو کر پھر دین کو چھوڑ کر پار نکل جائیں گے) تو اے مومنوں تم جب اُن سے ملاقات کرو تو اُن کو قتل کر دو۔ کیونکہ اُن کے قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا ہے جیسا کہ اُس نے قیامت تک اُن کو قتل کیا ہو

marfat.com

تم سوچو کہ یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے ما فی غد کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور ما فی الارحام مستقبلہ کا علم آپ نے اُس وقت ظاہر فرما دیا۔

۲۷۔ بخاری شریف ۱/۴۶۹

حدثنا عمر بن حفص حدثنا ابی حدثنا الاعمش حدثنا زید بن وھب حدثنا عبد اللہ حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما ثم یکون علقۃ مثل ذالک ثم یکون مضغۃ مثل ذالک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح۔

ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا۔ جو سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں کہ ایک تمہارا کوئی بھی ہو اُس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اُس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر وہ خون کا لوتھڑا بنتا ہے ۴۰ دن۔ پھر وہ ۴۰ دن گوشت کا مضغہ بنتا رہتا ہے پھر اللہ تعالےٰ اُس کی طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ (۱) تو وہ اُس کے عمل لکھتا ہے۔ (۲) اس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اُس کا رزق لکھتا ہے (۴) بدبخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے)۔ آپکے لئے بھی پیٹ کا علم کلی کا ہونا ثابت ہوا

اب حدیث کے دعوے داروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماذا اکتسب غدا کا علم بھی اور اُس کے مرنے کے مقام کا بھی اور اُس کے رزق کا بھی اور اس کے شقی وسعید ہونے کا بھی پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ رُوح پھونکنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ اُمور خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ

marfat.com

ملائکہ کو روح کا علم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو تو اُس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اُس کا فاعل کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا علم اور امور خمسہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے۔ اس حدیث صحیح بخاری سے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بھی حل ہو گیا لیکن عوام الناس کو حکم ہوا کہ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارواح کے علم کا ہونا بَیِّنٌ بِنَفْسِہٖ ہے چنانچہ مسجد اقصیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی پہچان فرمائی ملاحظہ ہو

مسلم شریف ۱/۹۶ اور قبر میں آپ کا پیش کیا جانا عالم ارواح سے آپ کے باخبر ہونے پر دال ہے اور خصوصاً آسمانوں سے پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی پہچان کرنا دوسرے آسمان میں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو پہچاننا اور ارواح سے اجسام کی تمیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف علیہ السلام سے ملاقی ہونا چوتھے آسمان پر روح ادریس علیہ السلام کی تمیز کرنا پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام کے روح سے ملاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسیٰ سے ہمکلام ہونا ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔ اور عالم ارواح میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء سے جو طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲/۱۱۲ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو پسند فرمایا عالم ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کوڑے لگوائے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے۔ کیا ملک الموت کو بھی روح کا علم نہیں مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ اگر مَلَکُ الْمَوْتِ کو روح کا علم نہیں تو وہ روح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ جواب

marfat.com

دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اگر میں علم ظاہر کر کے کفار کو حاجز نہیں بننے دیا جاؤں گا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو روح اور جسم کے حاجز تو کیا لِمَا یُحْیِیْکُمْ فرمان الٰہی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں ایں خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الٰہی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو یعنی مطیع الٰہی جب تک پہلے مطیع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الٰہی نہیں ہو سکتا۔ اور اُن ملائکہ کا علم اور اُن کا فعل ماں کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کا علم کُلّی ہے جس کی تفصیل اس حدیث پاک میں آپ نے فرمادی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم ما فی غد و ما فی الارحام قیامت تک کے حاصل ہیں

۲۸۔ دلائل النبوۃ ۳/۲۰۰
تاریخ الخلفاء ۱۵

لابی نعیم حدثنا الحسن ابن اسحاق ابن ابراھیم بن زید حدثنا المنتصر بن نصر بن المنتصر حدثنا احمد بن رشید بن خثیم حدثنا عمی سعید بن خثیم عن حنظلہ عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت حدثتنی

صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کس غیبی شی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے جو تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفا کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتیٰ کہ جو شخص عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پردے میں عورت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔

۲۔ آپ کا علم مَا فی الارحام کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے کی مبارک دینا۔

۳۔ بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر خدمت کرنا سنت ثابت ہوا۔

۴۔ اہل اللہ کا بچے کو بطور تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہوا

۵۔ اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا سنت ثابت ہوا۔

۷۔ نبی صلے اللہ وسلم کو مافی غد اور قیامت تک کے مافی الارحام کا علم غیبی حاصل ہے۔ جیسا کہ اپنے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی قیامت تک نسل اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی اطلاع فرمادی یہ ہے علم مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ سے ایک نمونہ جس کے انعام الٰہی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ سوائے خدا کے مَا فی الارحام کا علم اور مافی غد کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی نسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے یا نہ ؟ ورنہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے

marfat.com

اُمُّ الْفَضْلِ قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِ فَأْتِنِیْ بِهٖ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُهٗ اَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُسْرٰی وَاَلْبَاهُ مِنْ رِیْقِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰہِ وَقَالَ اِذْهَبِیْ بِاَبِی الْخُلَفَاءِ فَاَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا نَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِیَابَهٗ ثُمَّ اَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا بَصُرَ بِهٖ قَامَ فَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا شَیْءٌ اَخْبَرْتُنِیْ بِهٖ اُمُّ الْفَضْلِ قَالَ هُوَ مَا اَخْبَرَتْكِ هٰذَا اَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُمُ الْمَهْدِیُّ حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُمْ مَنْ یُّصَلِّیْ یَعْنِیْ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے (اسمها لبابه بنت الحارث الهلالية امرأة العباس ابن عبد المطلب) کہا ام الفضل نے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکا میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جنا تو اس مولود کو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لائی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور داہنے کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک اس کو چٹایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ ابو الخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اطلاع دی اور آپ عطر لباس رکھنے والے تھے آپ نے فوراً لباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ

marfat.com

رضاعی بھائیوں میں جا ملو گے ورنہ نبی صلے اللہ علیہ کے علم ما فی الارحام اور علم ما فی غد کے قائل ہو جاؤ۔ اور اپنا ایمان درست کرو کہ انعام الٰہی ہے جسے چاہے کر دے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ اور خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو ارشاد الٰہی ہے اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے موجود ہے اور فضل کی بڑی خصوصیت قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ مخصوص ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کا تو لن وما انکار لازم آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا تو حقیقۃً مکذب ہے۔

۲۹۔ مسلم شریف ۲/۳۹۲ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَبَعْتُهٗ عَشْرَ فَوَارِسَ مِنْ طَيِّئٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَهُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَاءِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں اُن کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور اُن کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور اُن کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی وہ اُس دن تمام زمین کے اسپ سواروں سے بہتر ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ما فی غد اور ما فی الارحام کے علوم قیامت تک بیان فرما دیئے۔

آپ کے غلام بچے علم ما فی الارحام سے واقف ہیں

۳۰۔ مستدرک ۳/۴۱۸ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ

وَهُوَ يَتَوَجَّهُ إِلَى بَدْرٍ لَقِيَهُ بِالرَّوْحَاءِ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَبَرِ النَّاسِ فَلَمْ يَجِدُوا عِنْدَهُ خَبَرًا فَقَالُوا لَهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوَفِيكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ فَإِنْ كُنْتَ رَسُولَ اللهِ فَأَخْبِرْنِي مَا فِي بَطْنِ نَاقَتِي هَذِهِ فَقَالَ لَهُ سَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ وَكَانَ غُلَامًا حَدَثًا لَا تَسْأَلْ رَسُولَ اللهِ أَنَا أُخْبِرُكَ نَزَوْتَ عَلَيْهَا فَفِي بَطْنِهَا سَخْلَةٌ مِنْكَ۔

(عروہؒ سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی سے اور وہ جارہا تھا بدر کی طرف۔ روحا میں وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیروعافیت دریافت کی تو انہوں نے اُس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اُسے کہا کہ تُو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اُس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ بھی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ کہ اگر تُو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اِس اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا حالانکہ وہ بچے ہی تھے کہ تُو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ دریافت کر تجھے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ تُو اِس پر جفت ہوا ہے تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغہ ہے)۔

انصاف سے غور کرنا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو پیٹ کا علم یعنی مَا فِي الْأَرْحَامِ کا علم ہو اور تم کہو کہ انبیاء کو مَا فِي الْأَرْحَامِ کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علم ما فی الارحام تھا

۳۱۔ موطا امام مالک ۳۱۴:۔ مالك عن ابن شهاب عن عروة ابن الزبير

بیہقی شریف ۶/۱۶۰
طحاوی شریف ۲/۴۴۵
تاریخ الخلفاء
اصابہ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ اَنَّ اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ كَانَ نَحَلَهَا جَادَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ مَالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنْ اَحَدٍ اَحَبَّ اِلَيَّ غِنًى بَعْدِيْ مِنْكِ وَلَا اَعَزَّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِيْ مِنْكِ وَاِنِّيْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاَحْرَزْتِيْهِ كَانَ ذَالِكِ وَاِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا هُمَا اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَتْ عَائِشَةُ يَا اَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ ابْنَةُ خَارِجَةَ اُرَاهَا جَارِيَةً۔ حضرت عائشہ صدیقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا بیس وسق ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا غابہ کے مال سے توجب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وفات قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے تجھے نیاز بھیجی بیس وسق کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراغدلی کرے اور تو لپند کرے تو آج ورثار کا مال یہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی ہیں اور دو تیری بہنیں ہیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق تم اس کو تقسیم کر لو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہمشیرہ اور ہمارا ہی تو ہے اور کوئی نہیں دوسری کون ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا تیری والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھ رہا

marfat.com

ہوں۔

کیوں جناب تم تو تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیٹ دکھاتے ہیں تو آپ کے نام لیوا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تیری والدہ کے پیٹ میں بچہ کی دیکھ رہا ہوں۔ ماما نبی صلے اللہ علیہ وسلم کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ خداوند تمہیں بھی اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عنایت فرمادے۔

علم نزولِ غیث

۳۲۔ بخاری شریف ۱/۱۳۸ عن انس بن مالك قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة إذ جاء رجل فقال يا رسول الله رصلى الله عليه وسلم، قحط المطر فادع الله أن يسقينا فدعا فمطرنا فما كدنا أن نصل إلى منازلنا فما زلنا نمطر إلى الجمعة المقبلة قال فقام ذالك الرجل أو غيره، فقال يا رسول الله ادع الله أن يصرفه عنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم حوالينا ولا علينا قال لقد رأيت السحاب يتقطع يمينا وشمالا يمطرون ولا يمطر أهل المدينة۔ (انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمایئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں اپنے مکانوں تک

پہنچنا مشکل ہو گیا اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمایئے ہم سے بارش ہٹا دے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرد و نواح پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے۔

۳۳۔ مسلم شریف ۱/۲۹۴ { قَالَ فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ اِلَّا تَفَرَّجَتْ ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انگلی پاک کے اشارے سے ہی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا جس کے اشارے سے بارش برسے اور جس کے اشارہ پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کو بارش کا علم نہ تھا اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ ہو۔ آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل آسمان پر جھک جائے اور فوراً گھر کر برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہونا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ چیز منگا لینا۔ اگر شے معلوم نہیں تو آ کیسے سکتی ہے۔ جیسا کہ آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ آصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ آصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بغیر علم کے ہی تخت کو اٹھا لائے۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم کے اور یقین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے جس بنا پر آپ کے فرمان سے بادل پھٹ گیا اور آپ کے اشارے

marfat.com

سے پھاڑ دیا گیا۔

۳۴۔ مسلم شریف ۲/۴۰۱ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتَمْطُرُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دجال آسمان کو حکم کرے گا تو بارش شروع ہو جائے گی)

ذرا انصاف فرمایئے کہ دجال کافر کے حکم سے بارش برسے تو دجال کی اس طاقت پر تم ایمان بلا دلیل فوراً لے آؤ۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم جن کا فرمان آسمان، چاند، سورج بارش تسلیم کریں۔ بلکہ بارش والا آپ کا دعویٰ پڑھے تو تم آپ کی قوت علمی کا آپ کے متبعین سے بے خبر ہونے کا انکار کرو۔ اخیر مر کر آپ کے حضور میں پیش ہوتا ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کس عقیدے پر منہ دکھاؤ گے۔

بحث علم قیامت

وہابی "علوم خمسہ سے باقی اربعہ مسائل تو حل ہو گئے لیکن قیامت کا تم نے ذکر ہی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم قیامت نہیں۔

۱۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس وہی کھول دکھاویگا۔ اس کو اپنے وقت میں بھاری بات ہے آسمان و زمین تم پر آویگی تو

marfat.com

بے خبر آدمی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبانی اللہ تعالےٰ نے انکار کروایا ہے۔

۲۔ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

۳۔ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

۴۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا

۵۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت نہیں ورنہ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑیگا جو لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقۃً قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔

محمد عمر "بڑا افسوس ہے کہ علوم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے انکار کرو وحالانکہ قرآن کریم میں خصوصیت علوم الٰہیہ میں یہ چاروں بعد میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن وحدیث تعلیم الٰہی سے خیر الخلائق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہوا چنانچہ آیت کریمہ کی ترتیب ملاحظہ ہو

تمان ۲۱/۴ } اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ نزول غیث بھی امر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ثابت ہو گیا اور ما فی الارحام کا حصول علم بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے

marfat.com

بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کردوں پہلے انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ خود جواب دیتے لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود مجیب نہ بنتے بلکہ بفرمان الٰہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کے اللہ تعالےٰ آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا)

نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا۔ اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ ہود علیہ السلام کو قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ سَفَاهَةٍ تو ہود علیہ السلام نے جواب دیا يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا علیٰ ھذا القیاس پہلے انبیاء علیہم السلام اپنے سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں۔ لیکن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ کفار نے کہا اِنَّمَا اَنْتَ شَاعِرٌ تو رب العزت نے جواب دیا۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ۔ چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا الخ اِنَّا مَكَّنَّا فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔ پھر قوم نے سوال کیا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

marfat.com

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ
اور آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ
فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ اور سنیے۔
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ اور سنیے وَيَسْأَلُونَكَ
مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ۔ اور ملاحظہ ہو وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ
إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ اور ارشاد الٰہی سنو
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ
اور جواب الٰہی سنیے وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ایک
اور جواب الٰہی ملاحظہ ہو وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور ارشاد الٰہی سنو قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ
وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ اس کے علاوہ اور
بھی بے شمار ہیں جو بوجہ طوالتِ ذکر نہیں کیے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غلیبی ہی
نہ تھے؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے۔ یہ ہے شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کہ
سوال آپ کو ہو اور مجیب رب العزۃ ہو۔ اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ تمہارا سمجھنا غلط ہے جب آپ کا مجیب رب العزۃ ہے
تو تمہارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر معترض بے علمی بتانا یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ خداوند کریم کو
بے علم کہو جو تمہارا عقیدہ ہے۔ کیونکہ آپ تو بقانون خداوندی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے بغیر حکم خداوندی کسی راز کو فاش نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت
کو ظاہر نہ فرمانا یہ آپ کی۔ بے علمی پر دال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم
ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا مجیب رب العزۃ فرما رہا ہے۔ کہ
إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اللہ کی طرف علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اللہ

marfat.com

جو صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوں مولائے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ مثلاً یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ لیکن جب سوال ہوتا ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا مولا کریم جو آپ کی طرف سے جواب دیں اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا تو اس جواب سے کافر تو آپ کو ہی معاذ اللہ بے خبر سمجھے گا لیکن مومن خدا پر اس کو چھوڑیگا کہ جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی معاذ اللہ بے خبر کہنا چاہیئے کیونکہ اس راز کو عوام پر ناظاہر فرمانے کی علۃ آگے بیان فرمادی اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰھَا اور کوئی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور ہیں قیامت کے علم ظاہر کرنے کا حکم بھی جاری کر سکتا ہوں لیکن آپ ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے جب کوئی شئی پاس آجائے یا اس کا علم ہو جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو ہوئے سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شئے نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا کھا جاویگا تو بچہ بدک کر فوراً ماں کے گلے لپٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقۃ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور ادھر کافر و منافق کو ڈرایا لَا رَیْبَ فِیْھَا اور اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا اور جب قیامت کے سوال یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ سے اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اور اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ کا جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ خداوند کی طرف سے جواب ملا نہ کہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کرنے کا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزار اور مخول کرنا شروع کر دیا وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تو بھی یہی جواب ملا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اور جب اپنے قُلْ اِنْ اَدْرِیْ

marfat.com

اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہا تاکہ نذارت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں فرق نہ آئے تو کفار تمہاری طرح پھر سوال کرکے تمسخر کرتے ہیں وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھُوَ اور وہ کہتے ہیں کب ہے وہ۔ یہ سوال استہزاء تھا اور جواب ملا کہ پہلے تو کہا گیا تھا اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ لیکن اب جواب ملا قُلْ عَسٰی اَنْ تَکُوْنَ قَرِیْبًا شاید قیامت قریب ہی ہو اور وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَرِیْبٌ کے حکم کی تعمیل شروع ہوگئی۔ جب اس پر بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب چاہتے تھے کہ جب وضاحت کامل ہو جائیگی تو ہم اس پر زیادہ مسخر اپن ظاہر کرینگے اور جو مومنین بھی اس سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائیگا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن رات قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائینگے تو آپ کی نذارت میں بھی فرق آجائیگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے جواب اور واضح فرما دیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند ٹکڑے کرکے دکھا دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائیگا۔ قیامت کا نمونہ دیکھکر بھی کافر طاقت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو بیٹھا بس قیامت قریب آگئی تاکہ مومن کا ڈر زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی کملی پاک میں مومنین جلدی پناہ گزین ہوں احسان کے جرائم معاف ہوں اور بچ جاویں خداوند کریم نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ فرما دیا لیکن دیوبندی ملا بی پھر بھی اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْ اَمَدًا پر ہی اڑا رہا اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ فرمان الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ لوگوں کے واسطے حساب قریب آگیا ہے اور وہ ابھی غفلت میں روگردان

marfat.com

ہیں۔

اور اس کو دور سمجھ رہے ہیں اور اس کے منکروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

وہابی " تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار نبی علیہا السلام کو قیامت کا سوال استہزاء کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا نہ دیتے۔

محمد عمر " فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔ بلکہ رب العزۃ آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقۃً تھا۔ استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سنیئے۔

جاثیہ ۲۵/۴ } وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائینگے ان کو ان کے برے اعمال اور گھیر لیگی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ ٹھٹول کرتے ہیں (یعنی قیامت)۔

اس آیۃ کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیال گمان کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین نہ تھا اور اس آیۃ میں وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سوال کرنا یہ محض استہزاء تھا نہ کہ حقیقۃً اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان

marfat.com

ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی ذرا دیر کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ اس امر کی دلیل ہو گی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو استہزاً ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ویسا ہی اُس وقت بھی یہی جھگڑا کفار کا اور یہی سوال نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور غیبی خبر رکھنے کے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم علم قیامت کی خبر رکھتے ہیں تو ان کے متعلق کوئی ایت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش کرو تو کہنا پڑیگا۔ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ تمہارے متعلق ہی ہے۔ جو قیامت کے مخبر صادق کو بے خبر سمجھے وہ خود بے خبر ہے آپ کے نافرمانوں کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ کو ہی اس کا علم نہ ہو تو یہ تمہارے علم وہابیہ کی ہی گہرافشانی ہے ورنہ قرآن وحدیث میں آپ کو ہر شئی کے علوم غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔

اور سنیئے۔

جاثیہ ۲۵/۳ { وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ اور انہوں نے کہا قیامت کوئی شئی نہیں سوا ہماری دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے سوا ہمیں کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر یہ محض ان کا گمان ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے دو امور قابل غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور مومنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مومنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر و بے علم سمجھا اور تم نے بھی ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین اتحاد ذاتی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام بحکم الٰہی اس کے

marfat.com

اظہار کو صیغہ راز میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی راز کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ ان کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ کے فرمان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

وہابی "بھائی علم قیامت محض خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تمہاری اس ہیرا پھیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہونا تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد عمر "فقیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہے ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد وہابیت کی بنا پر ہے ورنہ فقیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے تین پہلو ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذائیہ جو ذات کو متلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور تیسرا وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی ہیئت کذائیہ قرآن کریم میں مذکور فرما دی حالانکہ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ میں مطلق علم ہے ہیئت کذائیہ ہو یا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزۃ جل وعلا نے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شئی ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہ بہر حال قرآن کریم ہر شئی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور دعویٰ بھی خداوندی ہے۔

marfat.com

۳۵/۱ - یوسف ۱۲/۱۲ { وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ - قرآن ہر شی کی تفصیل ہے اور ہر شئی کی رہبر ہے اور یہ ایمان داروں کے واسطے رحمت ہے۔

قرآن کریم مدعی اس امر کا ہے کہ اس میں ہر شئی کی تفصیل موجود ہے علم قیامت ہو یا وقوع لیکن ایمانداروں کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیئت کذائیہ از روئے قرآن

۳۶/۲ - مرسلات ۳۰ { إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ بے شک جو تم وعدہ کئے گئے ہو قیامت کا ضرور واقع ہونے والا ہے تو اس وقت تمام ستارے بے نور ہو جائینگے اور اس وقت آسمان پھٹ جائیگا۔ اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور اس وقت تمام پیغمبر جمع کئے جاویں گے۔

ثابت ہوا (۱) کہ قیامت کا وقوع حتمی ہے (۲) تمام سیارگان سورج و چاند بے نور ہو جائینگے۔ لیکن رسل کا نور رسالت بدستور موج زن ہوگا آسمانوں اور پہاڑوں کی اصلیت مفقود ہو گی اور میدان صاف ہوگا۔ لیکن رسل بحیثیت رسل ہی موجود ہونگے۔ یہ ہے ذکر ہیئت کذائیہ قیامت کی۔

۳۷/۳ - تکویر ۳ { إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ

marfat.com

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ جب سورج گندھلا ہوگا اور اس وقت ستارے گر کر بے نور ہو جائینگے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جائیں گے اور اس وقت دس ماہی اونٹنیاں آوارہ پھریں گی اور اس وقت وحشی جانور سہمے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور اس وقت دریا بھڑکائے جاوینگے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاوینگی۔ اور اس وقت زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سوال کی جائیگی کہ کونسے جرم میں قتل کی گئی اور جب تمام اعمال نامے کھولے جاوینگے اور جب آسمان اُدھیڑ دیا جاویگا۔ اور جب دوزخ بھڑکائی جاویگی اور جب جنت نزدیک کی جاویگی (مومنین کے لئے) معلوم کریگا ہر نفس اپنے ماحضر کو

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کذائیہ جس نے فیصلہ کر دیا کہ جب سورج چاند سیارے بے نور ہو گئے ان کی گردش بند ہو گئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا جس کا سوال کرتے ہو اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہیگا تو تعین وقت کا سوال فضول اور سنیئے (۳) اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ جانتے ہیں۔ کیا ہے دہلانے والی جس دن لوگ پتنگوں کی طرح بچھے ہونگے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہونگے۔

۳۸/۴ } اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور جب زمین ہلائی جاویگی مثل اس کے بھونچال کی اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکالدیگی۔

۳۹/۵ } اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

marfat.com

جب آسمان پھٹ جاویگا اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین بچھائی جاویگی اور پھینک دیگی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاویگی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے = (۶) وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں = وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے - ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے ہیئت کذائیہ کی مبین ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور ہیئت کذائیہ قیامت واضح ہے اور یہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ کے قانون سے عِنْدَهٗ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اسکی طرف سے یہ تمام غیوبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں تو رب العزۃ کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا عِنْدَهٗ کی دلیل ہے ورنہ کفار مزدوری تعین کر رکھتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو اللہ تعالےٰ نے ان حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دعوے باطل دلیل ثابت ہو جاوے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

(از روئے قرآن کریم مخلوق کو علم قیام قیامت ہے)

۴۰/۶ قمر ۲۷/۳ { وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ - اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

۴۱/۷ یٰسٓ ۲۲/۱ { وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ اور ہر شے کو ہم نے امام مبین میں محفوظ رکھا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی کُلَّ شَیْءٍ میں داخل ہے لہٰذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے لوح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔

۴۲/۸ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ خدا وہ ذات ہے جس نے قلم کو سکھایا اس آیۃ سے تو لوح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے ہر ذرے ذرے کا علم

marfat.com

ثابت ہوا۔

۴۳/۹ تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ قرآن مجید میں ہے لہٰذا قرآن کریم میں بھی علم قیامت موجود اور بفرمان اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ کے قرآن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا لہٰذا علم قیامت بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہوا

۴۴/۱۰ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ اور صور پھونکا جاویگا تو اس وقت لوگ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل بھاگیں گے۔

فرشتے اسرافیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

۴۵/۱۱ آدم علیہ السلام کو قیامت کا علم دیکر زمین پر اتارا گیا وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور تمہارے لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک حین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام نہ ہوگا تمہارا قیام پذیر ہوگا۔

۴۶/۱۲ - اعراف ۹/۲۳ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ فرمادیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت لوگ (قیامت سے) بے علم ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت لوگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالےٰ نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت ہے کفار کی اور اقلیت ہے مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل کی نفی آیت کریمہ سے نہیں ہوئی۔

۴۷/۱۳ - جن ۲۹/۲ قُلْ اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ

marfat.com

يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْ اَمَدًا عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا کیا قریب ہے جو تم وعدہ دئے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لمبا کیا ہے۔ وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے پسند فرما دے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالےٰ نے قیامت کے جھگڑے میں دخیل نہ ہونے کی ترغیب دلا کر قُلْ اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْ اَمَدًا سے کفار کو ٹالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے خواص پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرما دیا تاکہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے ہی اسکی خبریں سنا سنا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت عٰلِمُ الْغَيْبِ کے واسطے رسل کے خاص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہونے کی خبر اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر فرما دی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے خداوند نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا ہی ماقبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم سے خاص کو مخصوص فرما دی تو اسکی بے نیازی کی دلیل منعہ ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

۴۸/۱۴ معارج ۲۹/۱ { اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا بے شک کفار قیامت کو دور دیکھتے ہیں اور ہم (یعنی انبیاء اولیاء) قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ۴/۴۲۰ { (وَنَرٰىهُ قَرِيْبًا) اى المومنون یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت

marfat.com

کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آگے حدیثیں انشاء اللہ بیان کی جاوینگی جو ایمانداروں کے واسطے مقام مسرت ہے

۴۹/۱۵ - روم ۲۱/۹ { وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائینگے (کہ دنیا میں) ایک ساعۃ کے سوا وہ نہیں ٹھہرے اسی طرح (دنیا میں بھی) یہ لوگ بہتان باندھا کرتے تھے اور کہینگے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دیے گئے تحقیق رہا تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

(۱) مجرموں کا آخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعۃ سمجھنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دینگے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ اور کہینگے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غور طلب امر یہ ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا ہو تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہوگا جس کو اس کا علم ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً ہائیکورٹ کا پلیڈر ہی ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پلیڈری نہیں کرسکتا ولایت میں وکالت وہی کرسکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہو اور وہاں کا سند یافتہ ہو ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرماوینگے جیسا کہ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اللہ تعالےٰ مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرم فرماوینگے

marfat.com

اور نہ اُن سے ہمکلام ہونگے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دینگے جو دو طاقتوں کے مالک ہونگے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہونگے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو متلزم ہے وہ جواب دینگے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ البتہ تحقیق رہائش کی تم نے بمطابق لوح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہو سکتا ہے جب مومنین کو لوح محفوظ کا علم ہو کیونکہ تعزیراتِ ہند کا استعمال قانون وہی کر سکتا ہے۔ جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن وحدیث کے رو سے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے کہ میں از روئے قرآن وحدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث کا عالم ہوگا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ کہ تم بمطابق تحریر لوح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو لوح محفوظ کا عالم ہوگا تو مومنین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی دوسری طاقت علمی لوح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت ہوگئی پھر اللہ تعالےٰ نے مومنین کے علم وایمان کی تفصیل کو بھی واضح فرما دیا کہ وہ ایماندار اور اہل علم قیامت کو کہینگے فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ تو یہ ہے قیامت کا دن ولیکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے (ہم جانتے تھے) تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہو سکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے تو اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو علم قیامت اور لوح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ مسطور ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو بمطابق اس آیۃ مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور منکرین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہوگا پھر پچھتائینگے اور دست افسوس ملیں گے لیکن پھر افسوس کام نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہینگے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا نذیر قیامت

marfat.com

مانتے ہیں جو خود قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر بننے کا مدعی ہے۔ افسوس ہے تمہاری دانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر معترض ہونے کا موقعہ دے رہے ہو۔

یہ ہیں قرآنی دلائل جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کا ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام کہ دینا ہے یارو تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

وہابی "قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلہ اس کا جو کرتے تھے اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ان کے اعمال صالحہ کے بدلے میں جو نعمتیں ہم نے چھپائے رکھی ہیں۔ جن کے دیکھنے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائینگی ان مخفی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ماکان ومایکون میں سے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ بعض اشیا جیسا کہ یہ مذکورہ بالا ہیں۔ بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث شریف میں بھی مذکور ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی اشیاء تیار کی ہیں جو مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

محمد عمر "یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ قانون بھی خاص ممتاز ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر قانون میں إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے صلحاء کو ممتاز فرما دے لیکن تمہارا علم خواص کو آیات خاصہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ کو پس پشت ڈال کر اور اس

marfat.com

آیۃ کریمہ سے آنکھیں بند کر کے صرف فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ کے قانون کو ہی عام سمجھو گے؟ حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک حکم نہیں ہو دَاوٗلُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ سے واضح ہے اور اولوا الابصار سے مخفی نہیں کیا مُنْذِر اور مُنْذَر کا حکم یکساں ہوتا ہے؛ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع کے علم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد ہے کہ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ مقولہ کس کا ہے اور تم کس جماعت میں شامل ہو رہے ہو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ شیوہ مومن کو موزوں نہیں۔

۵۰/۱۶ جواب (۲) بخاری شریف ۱/۱۶۱ مسلم شریف ۲/۲۶۶ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ رَاَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهٗ حَتّٰى لَقَدْ رَاَيْتُهٗ اُرِيْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ

ضرور میں نے ہر شی کو دیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیا ہوں اس مقام پر یعنی یہاں بیٹھے ہی بغیر کہیں جانے کے، حتیٰ کہ میں نے ہر شی کو اچھی طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے ایک خوشہ لوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ بعض بعض کو توڑ رہا ہے جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو بھی دیکھا

کیوں جناب وہابی صاحب مَا اُخْفِيَ لَهُمْ قُرَّةَ اَعْيُنٍ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا یا نہ؟

اور مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ دوزخ کے معاملات و عذابات کا بھی ملاحظہ فرمایا یہ تو ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام اس سے نیچے کی بات عرض کر دوں ملاحظہ ہو۔

marfat.com

۵۱/۱۷ **مسلم شریف** ۲/۲۹۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اُرِیْتُ الْجَنَّۃَ فَرَاَیْتُ الْجَنَّۃَ فَرَاَیْتُ امْرَاَۃَ اَبِیْ طَلْحَۃَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَۃً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت دکھایا گیا تو میں نے جنت کو دیکھا پھر میں نے اس میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے جوتوں کی آہٹ سنی تو اچانک حضرت بلال تھے۔

کیوں جناب؛ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ کو تمہارے دماغ نے زیادہ سمجھا یا صحابہ کرام نے جو اس اخفا میں مع جوتوں کے پہنچ رہے ہیں

اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولائے ذوالجلال خود ممتاز فرماتے ہیں کہ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔

پھر آگے ارشاد الٰہی موجود ہے۔ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی اب تو قرآن کریم سے نبی صلے اللہ کا علو شان و علم اور مَآ اُخْفِیَ لَھُمْ قُرَّۃَ اَعْیُنٍ تک پہنچایا نہ بالا ذکر تمہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان لے آؤ عاقل را اشارہ کافی است۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ و تمام انعامات موعودہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں۔ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث مِنْ بَلْہَ مَا اطَّلَعْتُمْ عَلَیْہِ سے صاف واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں۔

marfat.com

"محمد عمر" سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھ رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کوا سراہ رہا ہے۔

جناب بھولے میاں فرمان من بلہ ما اطلعکم علیہ یہ شرح فرمان الٰہی وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا کی ہے کہ جن انعامات پر تم اطلاع پا چکے ہو اور اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور جو فروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی کے متشابہ لیکن ہونگے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا جائیگا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہونگے لطف میں کچھ اور مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ رَاَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وَعِدْتُمْ بِہٖ وَکُلَّ شَیْءٍ لَمْ تُوْعَدُوْا بِہٖ نے تمہارے سوال کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کئے گئے ہو کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی وُعِدْتُمْ اور وُعِدَ بِہٖ سے ذرا اخروی انعام نکال کر تو دکھاؤ کہ دیوبندی علم فرمان عمومی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے نکالتا ہے یہاں تو بھائی تمام علوم آکر جھک جاتے ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے جو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمانوں کلمہ پڑھنے والوں کی تو جرأت وجسارت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی

اور دوسرا جواب بلہ اصل میں دَعْ کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے کم از کم شرح مائۃ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بَلْہَ فَاِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ لِدَعْ مِثْلُ بَلْہَ زَیْدًا اے دَعْ زَیْدًا بَلْہَ دع کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے مثل بَلْہَ زَیْدًا کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو متنازعہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے اسی پر چھوڑ دو۔ جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئیگی یا جنہوں نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں

marfat.com

رکھتے سوائے اس کے کہ جتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

وہابی "اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ" کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیۃ میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے حالات حق تعالےٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

محمد عمر "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم غیب جاننے کا دعوے بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارے دماغ قاصر ہیں۔ بھائی اللہ کے سوا ان کی خبر تو کسی کو نہیں کیونکہ ان کے زمانے کا کوئی شخص موجود نہیں خداوند کریم کی ذات لایزال ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی موجود تھے اب بھی ہیں اور رہینگے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد کی اطلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر رساں ہے چنانچہ اس آیۃ کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرماتے ہوئے علوم غیبیہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیا آپ کے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ تو اَلَمْ یَاْتِکُمْ سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان کا انعام علم عطا فرما کر فخریہ اپنی عطا کو بیان فرماویں لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں کہ آیت کریمہ کے ابتدائیہ جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا

marfat.com

علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائیگا۔

دوست نے آخر آیت کریمہ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰہ کو تو جا لیا اور ابتدا جملہ جو شان علم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر رہا ہے اَلَمْ یَاْتِکُمْ اس کو چھوڑ گئے تاکہ تمام ماسبق کا علم اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو گیا تو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو جاویگا اور عقیدہ وہابیہ کی جڑ کٹ جائیگی یہ کیا خبر کہ اگر وہابی نے ماقبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی توجہ دلاویگا تو ہمارے پلے کیا رہیگا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

۵۲/۱۸ طٰہٰ ۱۶/۵ { کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ۔

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استفہام سے اقرار کروایا لیکن اس آیۃ کریمہ میں آپ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبر ہی شائع فرمادی تاکہ کسی کو شک نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ماسبق کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ میں خود گرفتار ہو گے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو آئندہ انشاء اللہ العزیز تمام تفاسیر کے بیانات آرہے ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

۵۳۔ نحل ۱۴/۱۱ { وَمَآ اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ (اور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھپکنے کی مثل یا اس سے بھی زیادہ قریب)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت صرف آنکھ جھپکنے کی مقدار میں ہے یا اس سے بھی قریب تر یہ مومن کے لئے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی طوالت

marfat.com

ہوگی۔ جس کی مقدار اللہ تعالےٰ نے پچاس ہزار سال فرمائی ہے۔ ورنہ اُس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے لمحۂ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ بھی رہا ہے اور اُس کو اُس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اُس کو کہا جائے کہ اُس کی تفصیل اور تعیینِ وقت کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رائی کو مری کی ہیئت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع و غروب آفتاب و ماہتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمان انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہونگے تو تعیینِ وقت کا سوال کرنا سائل کی کم عقلی کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس لمحۂ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے اُس دن کو واضح فرما دیا۔ آگے چونکہ دن دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعیین کیسی۔ ہاں البتہ اُس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرما دیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفات ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ذات صفات سے مقدم ہوتی ہے۔ جو شخص جس امر کے صفات بیان کر سکتا ہے۔ وہ حتمی طور پر اُس کی ذات کا بھی عالم ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے۔ کہ مامور اپنے آمر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکتا۔ اور آمر نے اپنے مامور کو اگر اپنے امر کا علم ہی عطا نہیں فرمایا تو آمر آمر نہ رہا اور مامور مامور نہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالےٰ آمر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

اَدِلَّۃُ الْعُلُوْمِ الْخَمْسَۃِ لِاَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ۔

۵۴۔ نسائی شریف ۱/۲۱۵ مسلم شریف ۱/۲۹۶۰۹۷ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

رَاَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُمُوْنِیْ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو میں نے دیکھ لیا)

جس شخص کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کلی کے علم کا ضرور قائل ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تمہارے ہر معہود اشیاء و امور کو دیکھ لیا ہے اس میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے امتیوں کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر واضح ہو گئی اور علم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ لامکان تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازمان یعنی قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحیثیت رحمۃ للعالمین ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان، دنیا اور لامکان عالم برزخ۔ مکان دنیا اور لامکان عالم امر۔ مکان دنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان دنیا اور لازمان عالم برزخ۔ زمان دنیا اور لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تمہارے معہود امور کہ جس میں قیامت بھی شامل ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویت واحدہ علم کلی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویت کے مناظر کا کیا ہی ٹھکانا ہو گا۔ جس تمام عمر کی قسم اللہ تعالےٰ کھاتے ہیں۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (آپ کی تمام عمر کی قسم یا رسول اللہ یہ لوگ اندھے ہیں) جو آپ کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو ان کو اللہ تعالےٰ نے اندھوں سے خطاب کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔

۵۵۔ مسند امام احمد حنبل ۲/۲۲۹ بخاری شریف ۲/۹۶۳ عن زید بن ابی زیاد۔

مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال تَ لَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَمَدَّ اِصْبَعَہُ السَّبَّابَۃَ وَالْوُسْطٰی (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا؛

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جیسے وسطیٰ کو سبابہ سے کوئی چیز حاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے سبابہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا اگر یہی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واحد ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور قیامت کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والا صادق ہو سکتا ہے؛ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ہے تو اول تو اس میں اُس نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ فرمان الٰہی ہے تو اَبَیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فرمانِ مصطفائی بھی تو ہے۔ اِسی بنا پہ آپ نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تعین کا امر ہمیں کیوں نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدمِ علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف ۱/۲۹۷ عن جابر بن عبد اللہ اَنَّہٗ عُرِضَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ تُوْلَجُوْنَہٗ (جابر بن عبد اللہ

marfat.com

سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی جس کو تم داخل ہو گے،

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم کلی عطا کیا گیا قیامت کا بھی کیونکہ اس میں بھی ہمارا دخل ہے۔ اور مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا بھی۔ کیونکہ تَكْسِبُ صیغہ استقبال ہے اور مَا فِي الْأَرْحَامِ کا بھی۔ اور نزولِ غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ص۳۲ ابوداؤد طیالسی ص۲۶۶ { عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ تُرِكْتُ انَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا)

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا کے ساتھ اس کی مطابقہ ہو گئی

۵۸۔ مشکوٰۃ شریف ص۴۷۲ کنز العمال ۸/۱۵۸ { عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَانِيْ اللَّيْلَةَ رَبِّيْ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ اَحْسِبُهٗ يَا ذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ ثَلٰثًا فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اس وقت احسن صورت میں اپنے رب کیساتھ

marfat.com

ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم، میں نے عرض کیا لبیک رب تو اللہ۔ نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دستِ پاک رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے سینے تک پہنچی تو میرے واسطے کل شے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا،

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے سوال فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی کرنے پر جواب دیا لا اَدْرِیْ حالانکہ اللہ نے تین دفعہ یہی سوال فرمایا۔ اس کا مطلب آپ کی بے علمی پر دال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت دریافت کرنے کا مطلب تو نہ تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا پردہ و بلا واسطہ دیدار کروانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر متبرقبہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی بات چیت چھیڑنا محض اس بنا پر تھا تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا امتحاناً مقصد ظاہر ہو جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب زیارت کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالےٰ نے بجائے اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرواتے۔ اپنی ذرا سی تجلی اُن کے دیکھنے کے باعث پہاڑ پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے تَبْتُ اِلَیْکَ اے رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالےٰ کے فرمان وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے کہ یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو

marfat.com

طاقت دے کر وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا۔ کلام رب کے رویت کی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بیہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالےٰ نے بوقت زیارت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطمح نظر کہاں تک ہے۔ اگر آپ فرما دیتے کہ فرشتے ان امور میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا اُن کے پاس سے ہی گزر کر تشریف لائے تھے بلکہ اُس موقعہ ملاقات پر بھی آپ اُن کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظر ہی نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں صاف صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چہ جائیکہ اُن کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ اللہ کا سوال بھی عبث ہو جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ اُن کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سُن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اُس کی سمع کا بھی یہی حال ہونا چاہیئے تو اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کروانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی غیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطمح نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالےٰ کے اس راز و اشارے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لَا اَدْرِیْ کہدیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے اُلجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا منشاء میرا ملاقی ہونا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات کو بلا پردہ رویت سے مشرف فرمایا۔ (۳) اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا اس واسطے

marfat.com

بھی ہو سکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالےٰ کے دربار میں حل فرما دیتے تو ہو سکتا تھا کہ باقی اُن علوم سے جو اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس عجز و انکساری پر اور لَا اَدْرِیْ کہنے پر عنایت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لَا اَدْرِیْ سے ظاہر فرمایا تو اللہ پاک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے عُلُومِ کُلّی عطا کر کے سینہ بھرپور کر دیا۔ جس کی شرح اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے میرے لَا اَدْرِیْ کہنے پر اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علومِ الٰہیہ سے بھرپور ہو گیا۔ فَعَلِمْتُ مَا فِیْ کُلِّ شَیْءٍ تو کُل شے میرے واسطے روشن ہو گئی۔ وَعَرَفْتُ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالےٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علمِ کُلّی عطا فرما دے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علمِ کُلّی کے عقیدہ رکھنے والے کو فوراً شرک لگا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ کُلّی کی تنقیص کرے تو اُس کو میں یہی کہونگا۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۲/۱۵۵ ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (تو میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے) اگر کوئی کہے کہ شاید اس روایت کے رواۃ ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

سند (۱) حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن ھشام حدثنی ابی عن قتادۃ عن ابی قلابۃ عن خالد بن لجلاج عن ابن عباس۔

marfat.com

تقریب التہذیب ص۳۱۴ | محمد بن عثمان العبدی البصری ابوبکر بندار ثقۃ من العاشرۃ۔

تہذیب التہذیب ۹/۷۱ | محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن کیسان عبدی ابوبکر حافظ بصری بندار۔ وقال الآجری عن ابی داؤد کتبت عن بندار نحوا من خمسین الف حدیث وقال العجلی بصری ثقۃ کثیر الحدیث وقال النسائی صالح لاباس بہ وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان کان یحفظ حدیثہ ویقل من حفظہ قلت کذا فی الثقات وقال ابن خزیمہ فی التوحید حدثنا امام اھل زمانہ محمد بن بشار وقال البخاری فی صحیحہ کتب الی بندار فذاکر حدیث مسندا ولولا شدۃ وثوقہ ماحدث عنہ بالمکاتبۃ مع انہ فی الطبقۃ الرابعۃ من شیوخہ وقال الدارقطنی من الحفاظ الاثبات وفی الزھرۃ روی عنہ البخاری مائۃ حدیث وخمسۃ احادیث ومسلم اربع مائۃ وستین۔

تقریب التہذیب ص۳۵۰ | معاذ بن ھشام بن ابی عبداللہ الدستوائی البصری وقد سکن الیمن صدوق۔

۲۔ تہذیب التہذیب ۱۰/۱۹۶ | معاذ بن ھشام بن ابی عبداللہ واسم سنبر دستوائی البصری وقد سکن الیمن ثم البصرۃ وقال الدوری عن ابن معین صدوق وقال عباس بن عبدالعظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ

marfat.com

بن هشام یقول سمع ابی من قتادہ عشرۃ الاف حدیث وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال عثمان الدارمی قلت لیحیی ابن معین معاذ بن هشام اثبت فی شعبہ او عندہ فقال ثقۃ وثقۃ وقال ابن قانع ثقۃ مامون۔

۳۔ تقریب التہذیب ص ۲۸۰ هشام بن ابی عبد اللہ ثقۃ

تہذیب التہذیب ۱۱/۴۷ هشام بن ابی عبد اللہ الدستوائی کان یبیع الثیاب التی تجلب من دستواء فنسب الیها وربما قیل لہ دستوائی وقال امیۃ بن خالد عن شعبۃ ما من الناس احد اقول انہ طلب الحدیث یرید بہ وجہ اللہ تعالیٰ الا هشام وقال علی ابن الجعد سمعت شعبہ یقول کان هشام احفظ منی عن قتادہ وقال ایضاً کان اعلم بحدیث قتادہ منی۔ وکان ثبتاً۔ وقال ابوعاصم والطیالسی هشام الدستوائی امیر المومنین فی الحدیث وقال العجلی بصری ثقۃ ثبت فی الحدیث حجۃ۔ وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ وقال البزار الدستوائی احفظ من ابی هلال۔

۴۔ تقریب التہذیب ص ۲۰۵ قتادہ بن دعامہ بن قتادہ ثقۃ ثبت

تہذیب التہذیب ۸/۳۵۱ قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز بن عمرو بن ربیعہ۔

ص ۳۵۲ وقال ابن ... بن قتادہ هو احفظ الناس۔ و قال ابوحاتم سمعت احمد بن حنبل وذکر قتادہ فاطنب

marfat.com

فی ذکرہ فجعل ینشر من علمہ وفقہہ ومعرفتہ بالاختلاف والتفسیر
وصفہ بالحفظ والفقہ وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس
بالقنات والفقہ ومن حفاظ اھل زمانہ وقال الحاکم فی علوم الحدیث

۵۔ تقریب التہذیب ص ۱۹۹ | عبداللہ بن زید بن عمر جرمی ابوقلابہ البصری ثقۃ فاضل۔

تہذیب التہذیب ۲۲۵/۵ | عبداللہ بن زید بن عمر ابوقلابہ الجرمی ذکرہ ابن سعد فی الطبقۃ الثانیۃ
من اھل البصرۃ وقال کان ثقۃ کثیر الحدیث وکان دیوانہ بالشام
وقال ابن عون ذکر ایوب لمحمد حدیثاً عن ابی قلابہ فقال ابوقلابہ
انشاء اللہ ثقۃ رجل صالح۔ وقال ایوب کان واللہ من الفقہاء
ذوی الالباب ما ادرکت بھذا المصر رجلاً کان اعلم بالقضاء
من ابی قلابہ۔ وقال العجلی بصری تابعی ثقۃ وقال ابن خراش ثقۃ

۶۔ تہذیب التہذیب ۳/۱۱۵ | روی عن ابن عباس خالد بن الجلاح عامری وعنہ ابوقلابہ
جرمی۔ وقال ابن حبان کان من افاضل اھل زمانہ وذکرہ ابن حبان
فی ثقات التابعین۔

سند (۲) ۔۔۔ بندار حدثنا یحیٰی ابن سعید عن سفیان عن الاعمش

سند ار کا نام محمد بن بشار ہے اس کا بیان ماقبل کیا جا چکا ہے۔

تقریب التہذیب ص ۳۹۱ | یحیٰی ابن سعید بن فروخ التمیمی ابوسعید قطان البصری ثقۃ متقن حافظ امام
قدوۃ من کبار التاسعۃ۔

marfat.com

تہذیب التہذیب ۱۱/۲۱۹ } یحیٰی ابن سعید بن فروخ التمیمی۔ وقال ابوداؤد عن یحیٰی بن معین اقام یحیٰی القطان عشرین سنۃ یختم القرآن فی کل لیلۃ۔ و قال ابن سعد کان ثقۃ مامونا رفیعا حجۃ۔ وقال العجلی بصری ثقۃ فی الحدیث۔ کان لا یحدث الا عن ثقۃ۔ وقال ابوزرعہ کان من الثقات الحفاظ۔ وقال ابوحاتم حجۃ حافظ وقال النسائی ثقۃ ثبت مرضی۔ وقال ابن منجویہ کان من سادات اہل زمانہ حفظا وورعا وفہما وفضلا ودینا وعلما وھو الذی مہد لاہل العراق رسم الحدیث وقال الخلیلی ھو امام بلا مدافعۃ وھو اجل اصحاب مالک بالبصرۃ وکان الثوری یتعجب من حفظہ واحتج بہ الائمۃ کلہم وقالوا من ترکہ یحیٰی ترکناہ۔ اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے ثابت کیا گیا۔ اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہدینا یا بلا وجہ حدیث صحیحہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے۔ جب آپ کے علم غیب کلی کی صحیح حدیثیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کرکے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے،

۶۰۔ ابن ماجہ ص۷۷ } قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ وَاَھْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا الْعَبْدُ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مَا لَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ

marfat.com

مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا رِيَاحٌ وَلَا جِبَالٌ وَلَا بَحْرٌ إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بہت بزرگی والا ہے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں سے بھی زیادہ بزرگ ہے۔ اس میں پانچ بڑی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن زمین پر اتارا اور اسی میں اللہ تعالےٰ نے ان کا وصال کیا۔ اور اسی میں ایک ایسا وقت ہے جس میں بندہ اللہ سے کوئی بھی سوال کرے اللہ اُس کو عطا کرتے ہیں جب تک کہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر نہیں بچتے مگر وہ جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے جمعہ کے متعلق ابتدا سے آخیر قیامت کا تمام واقعہ بیان فرما دیا (۱) آدم علیہ السلام کی پیدائش کی اطلاع دی کیا یہ زمانہ ماضی کے غیب کی اطلاع نہیں؟ اور آدم علیہ السلام کا مقررہ پیدائشی دن ظاہر فرمایا (۲) آدم علیہ السلام کے نزول الی الارض کے مقرر دن کی اطلاع دی۔ پھر آدم علیہ السلام کے وقت وصال کی اطلاع دی (۳) ایک ایسی گھڑی کی اطلاع دی جس میں اللہ تعالےٰ بندے کے سوال کو لوٹاتا نہیں۔ کیا وہ ساعت کسی کو معلوم ہو سکتی ہے؟ حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس کا علم ہے۔ جیسا کہ بین الخطبتین ساعت کا تقرر ظاہر فرمایا۔ حالانکہ خطبتین کا وقت بھی ہر جگہ کا مختلف ہے۔ لیکن جس ساعت کا آپ نے ذکر فرمایا۔ وہ آپ کے خطبتین کے مابین ساعت ہو سکتی ہے۔ جس ساعت کا اندازہ کرنا دوسرے کے واسطے مشکل ہے۔ لیکن آپ نے جب اُس ساعت کو وقتِ اجابت فرمایا تو اُس کی صفتِ اجابت بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اُس ساعت کی حقیقت کا بھی آپ کو علم ہے۔ ایسے ہی اس ساعت بلا محیط کے بیان کرنے سے آپ نے صاف

marfat.com

ثبوت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اِلّا ماشاء اللہ ایسے ہی اسی جمعہ کے دن میں اس ساعت کا قیام بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔ کیونکہ اُس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدم وقوف پر دلالت نہیں کرتے جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا تقرر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۶۱- ابوداؤد ۱/۱۵۶ } عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُهْبِطَ وَفِیْهِ تِیْبَ عَلَیْهِ وَفِیْهِ مَاتَ وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَهِیَ مُسِیْخَةٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِیْنَ تُصْبِحُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَفِیْهَا سَاعَةٌ لَا یُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ یُصَلِّیْ یَسْاَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَةً اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهَا (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں اتارے گئے اور اسی میں آپ کی توبہ منظور کی گئی اور اسی میں آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں مگر وہ سننے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے۔ اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اُسے ملے تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اُس کو اللہ تعالےٰ عنایت کرتے ہیں)۔

اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے ہر نبی عظیم الشان مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمادیا۔ کیا عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ تھا یا آپ نے اس کا مطلب

marfat.com

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نعوذ باللہ آپ نے جھوٹ بولا ہے سوائے اس کے کہ تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعوےٰ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کاندا اس چیز کو اس سے لے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے ایجنسی بھی دے سکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق الا من ارتضیٰ کے قانون سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور جمعہ کے دن کی خصوصیت میں ان کے قلوب کی خشیت کا علم کلی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرمانا نعوذ باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور ان پر ایک سناٹا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

ابو داؤد ۲/۳۰۶ فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ ۔ فرشتہ اس میت کو خوب مارتا ہے۔ اور اس کی چیخ

marfat.com

دیدار کا علم بھی آپ کو حاصل ہے۔ جو آپ عالمین اور معلومین کے تمام حالات کو بیان فرما رہے ہیں۔ جب ہر ذی روح چیز سوائے جن و انس کے عالم برزخ کے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کے حالات کو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ ایسے ہی اُن کو قیامت بھی نظر آ رہی ہے اور سوائے جن و انسان کے اُس کو ہر ذی رُوح دیکھ کر خائف ہو رہا ہے۔ جن کے علم کا اظہار نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے۔ اور اُن تمام کا علم بعد قیامت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہے۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم قیامت کا اظہار اِس حدیث پاک میں فرما دیا ہے۔

۶۲۔ ابو داؤد ۱/۱۵۷ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ (اوس بن اوسؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام دنوں سے جمعہ کا دن افضل ہے۔ اِسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اِسی میں قبض کئے گئے اور اسی میں اسرافیل قرنا پھونکیں گے اور اُسی میں قیامت ہو گی)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ کو علم قیامت ہے

۶۳۔ مستدرک ۴/۵۶۷ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ذَالِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ (کیا تم جانتے ہو کہ یہ دن کونسا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔

marfat.com

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو علم قیامت ہے۔

(اقوال بزرگان دین)

۶۴۔ تفسیر صاوی ۲/۱۱۱ وَالَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ۔ (اور جس کے ساتھ ایمان واجب ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہانتک کہ اللہ نے آپ کو جمیع مغیبات کا علم سکھایا) کَانَّکَ حَتّٰی عَنْہَا کے ماتحت ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۳/۲۶۰ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا) اَیْ مِنْ حَیْثُ ذَاتِہَا وَاِمَّا بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْہُ کَمَا لِلْاَنْبِیَاءِ وَبَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَقَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (یعنی باعتبار ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے جتانے سے بندے کو کوئی روکاوٹ بھی نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیا اور بعض اولیاء کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علم سے کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے۔ سوائے اللہ کے کسی کو اُس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سوائے اُس رسول کے کہ جس کو اللہ برگزیدہ کرے۔

۶۶۔ اَلْحَقُّ اَنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ شَیْئًا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی تِلْکَ الْخَمْسِ وَلٰکِنَّہٗ اُمِرَ بِکِتْمَانِ (سچی بات یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے ان خمسہ امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور لیکن اُن کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا)۔

marfat.com

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا کیا گیا۔

۶۷۔ خصائص کبریٰ شریف ۲/۱۹۵ ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اُوْتِیَ عِلْمَ الْخَمْسِ اَیْضًا وَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاِنَّهٗ اُمِرَ بِكِتْمِهٖ ذٰلِكَ (بعض اس طرف گئے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچ چیزوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔ قیامت کے وقت کا بھی اور روح کا بھی اور آپ کو ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا)۔

۶۸۔ الابریز مصنفہ حافظ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶۶ فَقَالَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَنْ سَادَاتِنَا الْعُلَمَاءِ وَكَيْفَ يَخْفٰى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْوَاجِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهٗ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ (فرمایا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اور بڑے بڑے علماء سے کہ پانچوں امور کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی امت شریفہ کے اہل تصرف سے کسی ایک کو تصرف کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ ان پانچ اشیاء کا اس کو علم نہ ہو)

۶۹۔ کشف الغمہ عن جمیع الامۃ ۲/۷۳ وَاُوْتِیَ عِلْمَ كُلِّ شَیْءٍ حَتَّى الرُّوْحَ وَالْخَمْسَ الَّتِیْ فِیْ اٰیَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کل شے کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ آیت میں ہیں)

۷۰۔ قسطلانی ۱۰/۳۶۵ اِنَّ صِحَّةَ النُّبُوَّةِ تَسْتَلْزِمُ اِطِّلَاعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ (بے شک نبوت کی صحت مستلزم ہے کہ تمام مغیبات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہو)

marfat.com

۱۷۔ تفہیمات الٰہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ۱/۱۸ [علم حق در علم صنی گم شود / اللہ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جاتا ہے]۔

وہابی "تم نے قرآن و حدیث و اقوال بزرگاں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم کلی و کل ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ دیکھو قرآن شریف ۱۔ **توبہ** ۱۱/۱۲ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ۔ (اور بعض اعراب سے جو آپ کے گرد اگرد ہیں منافق ہیں اور بعض مدینہ والوں سے نفاق پر اکڑے ہوئے ہیں تو اُن کو جلدی دُگنا عذاب کرینگے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے) اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ایسا جملہ فرمایا جس نے تمہاری کُلّی کو توڑ کر رکھ دیا۔

محمد عمر "ذرا گستاخی سے کام نہ لو۔ یہ کُلّی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف منسوب ہے ایسے الفاظ آپ کی نسبت نکالنا کفر ہے۔ باقی رہا اللہ تعالےٰ کا فرمانا لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ تو اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ فرمایا ہے۔ یہ محاورہ اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی دوست کے مقابلہ میں اُس کے دشمن کو ضروری سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرف مخاطب ہو کر اور دشمن کی طرف تہدیدی نظر اٹھا کر کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ منکر بڑا بے ایمان ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست کے علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اُس کی سفارش نہ کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ کا اس مقام پر لَا تَعْلَمُهُمْ فرما کر آپ کی بے علمی مراد نہیں ہے رہا۔ بلکہ اُن کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے۔

marfat.com

تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا نہ لیں۔ اور آپ کے علم منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

۴۔ مائدہ ۶/۸ | فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ (آپ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں کے نفاق کی رویت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دلوں کی مرض کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مشورہ کر کے چند سوالات کئے۔ روح کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحاب کہف کے متعلق۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دونگا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے پھر فرمایا کل جواب دونگا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وحی بند رہی۔ اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ

محمد عمر " پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے؟ یا امورِ امتحانیہ یا امورِ شرعیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الٰہیہ کے ہو سکتا ہی نہ تھا۔ خصوصاً جب نبی علیہ السلام نے امتحان سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو اُس وقت اللہ تعالےٰ کی معیت بھی خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الٰہیہ کے کلام نہیں فرماتے

marfat.com

جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بھی ارشاد فرمایا: النجم ۲۷ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (اور نہیں بولتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان) مگر اشارہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا ہو) جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا یہ ارشادِ الٰہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم دونوں بھائی فرعون کی طرف جاؤ۔ مقابلہ کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کند ذہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت سمیع و بصیر نہیں۔ اس موقعہ پر فرمایا کہ اِنَّنِيْ اَسْمَعُ وَاَرٰى ہر گز نہیں۔ بلکہ اس مقام پر اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوا تاکہ اس تاکید خصوصی سے موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ اُن میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلے کیواسطے جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کرو گے تو اُس وقت میں تمہاری ہی بات کو سُن کر قبول کرونگا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے مقابلے میں ٹھکرا دونگا۔ اور اَسْمَعُ اس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلا دلائل حملہ آور ہوا تو میری رویت خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہوگی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی کامیابی اُسی کی ہے۔ لہٰذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری ہر قسم کی معیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے اس فرمان نے موسیٰ علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا۔ کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف اُس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ حتّٰی کہ اللہ تعالےٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہاں تک رہی کہ بوقتِ غرق فرعون نے اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (کہ

marfat.com

میں موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں بھی کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے اُس معہودہ وعدہ کو ایفا کرتے ہوئے اَلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ مِنْ قَبْلُ فرما کر چلاتے ہوئے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور اُس کی ایک زندہ مثال یہ ہے اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر معیتِ الٰہیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ کیا باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں۔ جن کی نبوت اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قانونِ خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی اظہار اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخْبِرُكُمْ غَدًا (میں تمہیں کل خبر دونگا) یہ حقیقۃً اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى تو وحی کا بند رہنا صرف امتحان کے لئے ہی تھا۔ کہ آیا میرا محبوب میرے قانون پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لئے مطلوب نہ تھا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و اصلیتِ و نبوت کے اظہار کے لئے تھا۔ تاکہ مخالفین نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنی ذاتی اختراع نہیں ہے اور یہ غیبی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الٰہی ہے اور غیبی خبر بھی عطائے الٰہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ان اشیاء مسئولہ کا علم ضرور تھا۔ لیکن وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کے آپ عامل تھے بغیر اشارہ الٰہیہ اپنے علم کو نطق سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اِسی عمل کا یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الٰہیہ فوراً اظہار کی اجازت بخشتے لیکن اس موقعہ پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اسکا مطلب یہی ہوگا۔ کہ بات کو ذرا مہلت دے کر

marfat.com

اور مہلت دے کر جواب کی اجازت دی جائے تاکہ آپ کی نبوت کا ظہور اللہ کی طرف سے کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس امر کا کہ آپ کو وحی یعنی اشارہ الٰہیہ کئی دن تک نہ ہوا۔

باقی رہا وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ اور نہ کہیے کسی چیز کو کہ میں اس کو کل کرنے والا ہوں۔ مگر مشیت الٰہی سے (یعنی انشاء اللہ فرما دیا کرو تو یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آئندہ کے لئے قانون مقرر فرما رہا ہے۔ نہ کہ ماقبل کی سرزنش ہو رہی ہے کہ تم نے انشاء اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تمہارا اجتہاد غلط ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن اُبَیّ کے جنازے کے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کھینچا جس اشارے کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے نفاق کی توثیق قرآن پاک میں آچکی ہے۔ آپ اسکا جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبداللہ بن اُبَیّ پر نماز جنازہ پڑھا دی تو بعد میں آیت نازل ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ آپ کی مشیت کے خلاف حکم جاری فرمائیں تو اُسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے اشارہ الٰہیہ فوراً ہو جاتا یا آناً فاناً جبرئیلؑ ہی تشریف لے آتے کہ اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی مشیت کے خلاف نہ کرتے ہوئے اُسی وقت فوراً حکم نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ بعد از ادائے نماز جنازہ کہ لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا آیت نازل فرمائی۔ کہ آپ آئندہ کے لئے اگر کوئی بھی منافقوں سے مرجائے تو اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھیئے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل ہو چکی تھی اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بخشش مانگئے اُن کے لئے یا نہ بخشش مانگئے اُن کے لئے۔ اگر اُن کے لئے آپ ستر دفعہ بخشش مانگیں گے تو

marfat.com

اللہ اُن کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پہلے تو اِس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سرزنش ہے یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ تو اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ ستر دفعہ بھی اُن کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔ اِس کا سبب اللہ تعالےٰ نے اِس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہ نہ بخشنے کا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اِس لئے وہ قابلِ بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح دوسرے مقام پر بیان فرمائی المنٰفقون ۲۸ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (اُن پر آپ کا اُن کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا یکساں ہے۔ اللہ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا) تو اللہ تعالےٰ نے اُن کی عدمِ بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدردان نہیں ہیں۔ آپ کا بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا اُن کے نزدیک یکساں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۱/۱۶۹ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ

marfat.com

مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (جب آپ نے عبداللہ بن اُبی کے نماز جنازہ کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں ؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللہ تعالےٰ نے فرما کر مجھے دونوں کا اختیار دیا ہے۔ میں اُن کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں (کیونکہ لفظ اَوْ سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے) تو آپ نے اُس پر نماز پڑھی تو بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منافقین سے کوئی بھی مرے آپ اُس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیئے۔ اور نہ اُس کی قبر پر آپ کھڑے ہوئیے، تو کیا قرآن مجید کا سمجھنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور تمہیں آپ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی ہوئی تقریر کے عمل کرنے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۷۳۔ بخاری شریف ۱/۱۸۲ } قَالَ اِنِّیْ خُیِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اِنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرُ لَهٗ لَزِدْتُ عَلَيْهَا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں مختار ہوں اگر میں جانوں کہ میں ستر پر زیادہ کروں تو اُس کو بخشا جائیگا تو میں اُس پر زیادہ بھی کردوں) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اس فرمان کے مطابق اختیارِ کُلّی ثابت ہوگا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپؐ کا مختارِ کُل ہونا ثابت ہوگیا جس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں مختار ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اِسی اختیارِ کُلّی پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس بخشش کی قدر منافقین کو نہ کرتے ہوئے دیکھا تو آئندہ کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبداللہ بن اُبی پر پڑھے ہوئے جنازے کو اُن کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ ضمناً آپ کے ایک بھاری

marfat.com

اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے عدم علم پر دال نہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَاْیٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نہ یہ قانون الٰہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے نسیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے آپ کی ذات پاک سے اُخْبِرُکُمْ کا بوجھ ہی اُٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلیل نبوت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی اس انتظار کو بھی گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ وحی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمایئے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دور کرنے کے واسطے آپ ہر بات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس بوجھ انتظار کو اللہ تعالیٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ارشاد فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی نفی ہوئی کہ اگر آپ کو علم غیب کُلّی ہوتا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر ہونی چاہیئے تھی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرما دیتے تو یہ قانونِ الٰہی باقی امت کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب کُلّی میں اللہ کا بے انتہا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماکان ومایکون کا غیب کُلّی حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کو تو تم نے کُل اور بعض سے متصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دعوے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخلوق کے

marfat.com

غیب کا ہے زخالق نے علم کا۔ یہ اعتراض اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

وہابی " اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ اور اللہ کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تمہارا یہ دعوےٰ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عالمین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے لشکر کو جس سے ملائکہ مراد ہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنود ملائکہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

۴۔ محمد عمر " اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔ الاحزاب ۲۲/۴ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اگر ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صلوات پہنچتی کہاں ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ تمام صلوٰتیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالےٰ کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں کیا تمام جنود رب کی صلوٰتیں تو آپ جانتے ہیں اور صلوٰتیں بھیجنے والے کا علم نہیں۔ جب ہر ایک کی صلوٰتیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہو یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے ملائکہ کے وظائف کا علم اور ان تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں۔

وہابی " اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو فرما دو وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ نہیں جانتا میں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائیگا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائیگا، تو اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہونا

marfat.com

ہے۔ چہ جائیکہ تم تمام جہانوں کے خبردار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر تمہارا اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تفسیر ابن کثیر ۴/۱۵۵ قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی ھذہ الایۃ نزل بعدھا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر واھکذا قال عکرمۃ والحسن وقتادۃ انہا منسوخۃ بقولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔

وہابی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ ورسلا قد قصصنھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک (اور بعض پہلے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں کیا) اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم نہ تھا۔ حالانکہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر تمہارا یہ شیوہ ہے کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کے واسطے اعتراضات تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزو ایمان ہے؟ اگر آپ ایسے ہی ناواقف تھے تو تم کو علم کیسے آگیا۔ ایسے ناواقف نبی کا اُمتی بننا میرے خیال میں تو تمہاری توہین ہے خدارا کچھ سوچو اور جستجوئے تنقیص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھوڑ دو۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہو گئی تھی؟ جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا

marfat.com

جواب دیا ہے

مود ۱۲/۱۰ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر تمام رسولوں کی تھوڑی تھوڑی خبریں بیان کی ہیں، تاکہ کلام طول نہ ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالےٰ نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کے علم کے متعلق معترض ہونگے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے الرُّسُلِ کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل کیا۔ جو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ کُل کو داخل فرمایا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کُل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل میں من تبعیضیہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضیہ انباء پر داخل ہے نہ رُسل پر۔ رُسل کا تعلق تو کُل کے ساتھ ہے۔ یعنی کُل رسولوں کے تھوڑے تھوڑے واقعات آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱/۹۶ میں درج ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔ جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا:۔

مستدرک ۲/۵۹۷ ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ كَمِ الْاَنْبِيَاءُ مَنْ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَاَرْبَعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ اَلْفَ نَبِيٍّ قُلْتُ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ مِنْهُمْ قَالَ ثَلَاثَةُ مِائَةٍ وَ

marfat.com

ثَلَاثَةَ عَشَرَ وذکر باقی الحدیث یارسول اللہ تمام انبیاء کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک لاکھ اور چوبیس ہزار نبی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اُن سے رسول کتنے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین ۳۱۳ تیرہ۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا بتفصیل علم ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں۔ لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے خود جھوٹے نبیوں کی تعداد بھی فرمادی۔ کیا تم اُس حدیث کو بھول گئے ہو۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس ۳۰ دجال ہونگے جو نبی ہونے کا دعوے کرینگے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزائیوں کے مقابلہ میں پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں کیا یہ حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام مستقبلہ جھوٹے انبیاء کی بھی غیبی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس علم غیب پر ایمان نہ لاؤ تو مرزا قادیانی کو تمہیں سچا ماننا پڑے گا۔ بدلائل ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی اقتدا میں داخل ہو چکے اور جھوٹے انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دجالوں کا خطاب دیدیا

وہابی ترمذی شریف میں روایت ہے اور بخاری شریف میں بھی کہ قیامت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائیگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس دن کہوں گا۔ رَبِّ اُصَیْحَابِیْ رَبِّ اُصَیْحَابِیْ تو ملائکہ کہیں گے اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ (بے شک تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے) بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملائکہ کہیں کہ آپ کو بعد کا علم نہیں اور تم کہو کہ کُلّی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

محمد عمر تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ حدیث کے ماقبل و مابعد اور اُس کی تتبع تم نہیں کرسکتے۔ اسی واسطے تم بلاسوچے

marfat.com

مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو تمہیں یہی سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرما رہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی تو غیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہوگا۔ اور اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ ابھی ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئیگا۔ آپ نے اسی وقت فرمادیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ یہ کہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

مسلم شریف ۲/۲۴۹ فَيُقَالُ اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ (تو کہا جائے گا کہ کیا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد انہوں نے عمل کیا؟) یعنی آپ جانتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب۔

مسلم شریف ۱/۱۲۶ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ (لوگ کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں)

وہابی اِنَّ حرفِ تحقیق ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر کیا حرفِ تحقیق جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آسکتا؟ یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حوالہ بتاتا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ (پھر معلن نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چور ہو)۔ اس مقام پر اِنَّ حرف تحقیق بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو پکا کرنے کے لئے اِنَّ حرف تحقیق لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے:۔

marfat.com

تفسیر خازن ۳/۲۴۵ اسی مذکورہ آیت کے ماتحت درج ہے۔ ذٰلِكَ الْبِدَاءَ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِسْتِفْهَامِ دوسرے مقام پر لفظ اِنَّ پر ہمزہ استفہام موجود ہے۔ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ (یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے؟) یہ استفہام برائے ثبوت اقرار بحرف تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہدیں۔ وہ غلام بھی پاک اور اُن کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا کلمہ پڑھو اور درود بھی گلہ پہ لگا ہے مجبوراً پڑھ ہی لو۔ پھر معاذ اللہ اُن کو بے علم بھی کہو۔

وہابی حدیث شریف میں آتا ہے" کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک ذوالیدین بول اُٹھا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو تو سجدہ سہو کرے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر کر اسی وقت دو سجدے سہو کر لئے"۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو نور سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ کو غیب کلی نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ

marfat.com

کو سجدہ سہو نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اُس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا یہاں سے کرتی ہے۔ اماں بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض اماں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پچھلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی دہابی پاس سے گزرے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو اماں کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اُس کو تعجبانہ لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ تمہاری اتنی عمر گزر چکی تمہیں یہ علم نہ ہوا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے سے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تعلیم اُس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے۔ نہ کہ میں بیٹے کو اماں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ تمہاری کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام کے رُوحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کے لئے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی بھول کر سجدہ سہو نہ نکالتے تو آپ کا تو بھولنا محال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی بھول کو کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو تم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی ص۸۵ پر ہے اور اُس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث ص۸۶ پر موجود ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

بخاری شریف ۱/۶۹ و ۱/۱۶۲ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدینؓ نے جب عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ کیا آپ بھولے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے) کیا تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں بھولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھولے ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے تو انکساری کے

marfat.com

واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انکساری ظاہر فرمانے پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توقیر چھوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم بھولتے ہیں ویسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی بھولتے تھے میرے کہنے سے تو تم سیخ پا ہو جاؤ گے اور کہو گے کہ حنفی ہم پر بہتان لگاتا ہے لیکن ذرا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولویوں سے بھی کم نہیں جانتے ؛ دیکھو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

نور توحید ص ۲۰۰ "مسرت آمیز واقعہ۔ ایک واقعہ ایسا مسرت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور نہ بھول سکتا ہوں "

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولویوں کے متعلق اتنا بڑا ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری لغزش اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عالمین کے خبردار ہونے کے اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی محمول کیا جائے اور حقیقۃً انکساری نہ سمجھی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی بھولتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی بھولے ہونگے۔ اور بعض اُن لوگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائیگا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس ۴۰ پارے تھے۔ تیس ۳۰ پارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد ہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے تمہارے نزدیک غلطی پر ہیں۔ اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہماری طرح بھولتے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسارانہ کلمات کو حقیقت پر مبنی نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ کا فرمانا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہ آپ کی انکساری ہے۔ جس کی حقیقت آپنے دوسرے

marfat.com

مقام پر فرمائی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث مذکور بالا کے متعلق درتحقیق سن لیجئے۔

موطا امام مالک رح ص ۳۵ } اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنِّیْ لَاَنْسٰی اَوْ اُنْسٰی لِاَسُنَّ۔ امام مالکؒ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں۔ تاکہ سنت مقرر کروں میں)

شفا شریف ۲/۲۴۹ } لَسْتُ اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنْسٰی (میں نہیں بھولا اور لیکن میں بھلایا گیا ہوں) آگے دلیل فرمائی۔ (سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ) اَیْ مَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْسَاكَ اِیَّاهُ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی ہم آپ کو پڑھا دیں گے۔ کہ تو نہ بھولے گا۔ مگر جو اللہ چاہے) یعنی اللہ تعالےٰ کا جہاں آپ کو بھلانے کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت بھول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرمائیگے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دونگا کہ آپ نہیں بھولیں گے۔ مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی کہ یہاں ذرا بھول جایئے تو آپ وہاں اس چیز کو ترک کر دیں گے۔ تو اس سے آپ کی بے علمی کا اندازہ نہ لگایا جائیگا۔ بلکہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔ کہ آپ اس پڑھے ہوئے کو بھول نہیں سکتے۔ بلکہ پڑھانے والے کے ارشاد کے مطابق آپ نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ اور نسیان کا فاعل جب اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے گا۔ یعنی اس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لیے جائیں گے۔ جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

ابن جریر ۱۵/۱۴ } (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ) مَعْنَاهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا تَرَكْتَ ذِكْرَهٗ (معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اپنے

marfat.com

رب کی یاد کرو جب تو اُس کے ذکر کو چھوڑ دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل نسیان کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمی قرار امداد کے لئے بھیجے تو وہ شہید کئے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے اُن کو شہید کروا دیا؟

محمد عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رعل وذکوان وعصیہ وبنی لحیان کے ساتھ معاہدہ تھا۔ اُس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے امداد چاہی۔ تو آپ نے ستر قرار انصار سے اُن کے ساتھ بھیجدیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

بنی اسرائیل ۱۵/۳ } وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائیگا)

اگر آپ اُن کی امداد کے لئے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ ستر آدمی کو آپ کا بھیجنا آپ کے علم غیب پر دال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے ستر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور اُن پر تمہارا اعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

نساء ۵/۱۰ } اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (جہاں کہیں بھی تم ہو تمہیں موت پالے گی۔ اگرچہ تم گچ شدہ برجوں میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

marfat.com

ہے۔ اور اگر انہیں برائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز (فتح و شکست شہادت و واپسی بخیریت) اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں) یہ عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو نہ بھیجتے تو وہ بچ جاتے یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو اگر اُن کو فتح حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ہاتھ آتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اور اگر اُن کو شکست ہوتی یا اُن سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ بُرائی سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس بُرائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجتے تو یہ حال کیوں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہے۔ اور یہی نفاق تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موقعہ دیتا ہے۔ اور سنئے۔

ال عمران ۴/۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔ (اے ایمان والو تم اُن کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس کو اُن کے دلوں میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالےٰ دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے

marfat.com

بخشش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اُس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کئے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے،

اس آیۃ کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہو یا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اے مسلمانو اپنا عقیدہ اُن کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ اُن کو نہ بھیجتے اور اُن کی جانیں بچ جاتیں تو اندریں فرمان الٰہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر تمہارے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی امداد کے لئے پہنچا تو اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نجدیوں کی تبلیغ کے لئے بھیجئے تاکہ وہ آپ کی غلامی کی طرف اُن کو بلائیں۔

قسطلانی ۶/۲۲۲ | قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْتَهُمْ إِلَى أَمْرِكَ رَجَوْتَ أَنْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِنِّي أَخْشَى أَهْلَ نَجْدٍ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُو بَرَاءٍ أَنَا لَهُمْ جَارٌ فَابْعَثْهُمْ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم۔ چونکہ اُن کے ساتھ آپ کا معاہدہ تھا تو انہوں نے نجدیوں کے لئے مبلغین طلب کئے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجدیوں سے اُن پر ڈرتا ہوں ابو براء کی ذمہ داری پر آپ نے ستر آدمی بھیج دیئے تو آپ کا فرمانا إِنِّي أَخَافُ أَهْلَ

marfat.com

نجدی یہ آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں بجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نجدیوں سے ڈر تھا۔ اب تم خود انصاف کرو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ابوبکر صدیقؓ کے مکان میں بھیجدیا اور بڑے مغموم ہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغموم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اُن کے باپ کے گھر کیوں بھیجدیتے۔

محمد عمر ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز پر مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے پھر بھی وہ وائرلیس اپریٹر کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اُس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام عالمین کے نقل و حرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیار کلی مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل و حرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضر میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو آپ کا اُس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اُن کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الٰہی کے بغیر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالےٰ کے توکل پر اور حفاظت پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اطاعت کو بالا ثابت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دنیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالےٰ

marfat.com

نے عورت کو فرمایا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ (لوگوں کے لئے عورتوں کی محبتِ شہوات کو مزین کیا گیا ہے) تو آپ نے باوجود محبت خاصہ کے اللہ کی محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (اور ایمانداروں کو اللہ کی بہت سخت محبت ہوتی ہے) اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار ڈھونڈنے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارہؓ کو چھینا گیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا كَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھلائیں) کیا ابراہیم علیہ السلام کو اُن کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کے وقت تو اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کے پردے اُٹھا دے تو آپ ایمان لے آئیں کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کو معاذ اللہ مخالفت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ تمہیں بھی اعتراض کا موقعہ مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہونگے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤنگا تو اللہ تعالےٰ بہتان لگانے والوں کو ضرور سزا مقرر فرمائے گا۔ تو میں بحکم الٰہی منافقین کو اور اتہام لگانے والوں کو سزا دے کر اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤنگا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے متہمین کے واسطے سزا مقرر فرمائی۔

نور ۱۸ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ

marfat.com

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو اُن کو اسّی کوڑے مارو اور ہمیشہ اُن کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) تو تمام اتہام لگانے والوں کو اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنینؓ کو واپس گھر لائے۔ یہ تھی عصمتِ انبیاء جس کی وجہ سے آپ رُکے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آتی ہے تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ پر کوئی زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ لوگ اُن کے متعلق اُن کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ اُن کی شان اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں بیان فرماوے تو قرآن کریم پر صحیح ایمان لانے والے اُن کی شان سے باخبر ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی شان میں ایک سورۃ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ نور ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ اِفک شروع ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو اُن کے باپ کے گھر بھیج دیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۲/۶۹۷ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ

marfat.com

عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا۔ (اس حال میں کہ وہ منبر پر ہی تھے۔ فرمایا اے تمام مسلمانوں کی جماعت کون شخص میرے پاس عذر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ جس کی تکلیف میرے اہلبیت کے بارے میں مجھے پہنچی ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا) اس حدیث پاک سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلبیت کے متعلق کسی قسم کی ناجائز بات کہے تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو۔ اور کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف نہیں پہنچتی؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے منبر پر پر زور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام المومنین رضؓ کی پاک دامنی کا علم تھا جس کو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھا کر یقین دلایا۔ اور آپ کے علمی تسلی کے علاوہ قسم کھا کر فرمانا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے بعد میرے اس علم پر بھی کئی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم کھا کر اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ تاکہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تمہارے اس اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیرہ سو سال پہلے ہی منبر پر کھڑے قسم کھا کر اپنے علم کا یقین دلا دیا۔ اور علم کے معنی بھی ملاحظہ ہوں:۔

قسطلانی ۱/۱۰۲ اَلْعِلْمُ اِدْرَاكُ الْكُلِّيِّ (علم کسی چیز کو پوری طرح سمجھ لینا) معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا۔

marfat.com

وہابی بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے دروازے پر ایک آدمی آیا تو اُس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھی تھی۔ جو اپنے سر مبارک میں کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اُس کے ساتھ چونکا مارتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

محمد عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تمہارا اعتراض ہے لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ فِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنَیْكَ جس کا ترجمہ تم نے کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی لے لیے جائیں کہ اَعْلَمُ کے معنی جاننے کے ہی ہیں علم تو اُس کے اقرار سے رہی ہو گیا تھا۔ بقول تمہارے۔ تو اُس وقت ہی آپ اُس کی آنکھ میں چونکا مار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اُس کو چونکا مار دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو حضورؐ ویسے ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے ؟ کہ تیرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ محال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جابر قرار دیئے جاتے یا آپ پر جرم عائد ہوتا۔ اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ فِیْ کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں چونکا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چونکا مارنا یہ سنت مقرر ہو جاتی کہ سوراخ سے جھانکنے والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چونکا مارنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکنے والا دیوار سے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اُس کو اِنَّكَ تَنْظُرُ فِیْ سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے ؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دے تو اُس کی آنکھ میں چونکا مار دے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ اِنَّكَ

marfat.com

تَنْظُرُ فِیْ اس بات کو کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں تیری دونوں آنکھوں میں چوکا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا احسان جتایا کہ میں نے تیرے دیکھنے کو اِنَّكَ تَنْظُرُ فِیْ کے سوال سے تجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صحیح سلامت بچ گئیں۔ وَقَالَ لِلْمُمَدِّدِ فقط

وہابی " کیا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے نَوَاعَلَمُ کو نَوَ اَظْهَرُ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

محمد ۴۷/۳۱ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ (اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو تاکہ مجاہدین کو اور صابرین کو تم سے ظاہر کریں) تو یہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

حدید ۵۷/۲۵ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ (اور تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے)

مائدہ ۵/۹۴ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے)

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ لیے جائیں تو لازم آئیگا کہ خداوند تعالیٰ ابھی معاذ اللہ عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں

وہابی " مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں میں اللہ کی وہ تعریف کروں گا۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ اس وقت الہام کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو ابھی آپ کو یاد نہیں

marfat.com

ہے جناب کی زبان پاک سے ہی ثابت ہے تو اب بھی تم اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کلی کو ثابت کرو تو تم پر بڑا افسوس ہے۔

محمد عمر حدیث پاک میں آپنے ارشاد فرمایا لَا تَحْضُرُنِیْ اَلْآنَ یعنی اس وقت میرے خیال میں نہیں اس کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس اَن کی نفی اس بنا پر فرمائی چونکہ جب آپ کو استغراق فی الذات ہوا سوقت کسی اور کیطرف توجہ نہیں کیجاتی اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب انسان کی طبیعت ایکطرف مائل ہے تو اگر کسی بات کا علم ہو تب بھی انسان کہدیتا ہے کہ بھائی اسوقت میری طبیعت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گا نہیں ورنہ یَلْتَفِتُ کی ہیئت کذائیہ کا ذکر فرمانا اور فَاَحْمَدُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدَ کی بھی پوری واقفیت رکھیں تو یہ آپکے میلان خاطر کا باعث ہے نہ کہ عدم علم کا سبب جو آپنے صاف ارشاد فرمادیا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آپنے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر ہوتے تو صاف فرمادیتے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اسوقت ہی میرے خیال میں نہیں کہ بیان کروں کیونکہ میرا خیال اسطرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت کی ہیئت کذائیہ کو بیان فرمانا اور صرف لَا تَحْضُرُنِیْ لَا سے ان الفاظ حمد کو واضح نہ فرمانا کسی وجہ کے باعث ہے جو عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقاؤں سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ خداوند کریم کی طرف پڑھایا ضرور گیا لیکن اسکو اسکے ترک کا حکم ہوگا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری عمر کا واقعہ نہیں اسلئے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے باقی تمام واقعہ آپکو دکھادیا ہو لیکن اس الہام کے الفاظ کو شب معراج کیلئے یا کسی خاص خلوت میں بیان فرمانے کے لطف کیلئے محفوظ رکھا ہو اور اسکے بتانے کا وعدہ ہوچکا ہو اسلئے اپنے الآن کی قید سے دوسرے وقت پر وقوف رکھا یا پانچواں جواب ہے کہ ہوسکتا ہو کہ خداوند کریم کیطرف القاء ہوتے ہوئے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا آپہنچا ہو اور اللہ تعالےٰ نے صدف فرمایا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی دوسرے وقت میں بیان کرونگا تو اسلئے اپنے اَلْآنَ کی قید لگائی اگر ان تمام وجوہات سے کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ صاف دنیا سے الہام کی نفی فرمادیتے کہ وہ مجھے یہاں نہیں بتایا جائیگا لا تحضرنی الآن نہ فرماتے اور بانا سنقرئک فلا تنسیٰ وہ کلام بھی سکھادیتے

وہابی ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو اس نے آکر خبر دی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ

marfat.com

وسلم آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جوڑا پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوتوں کے تلوؤں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر ابوداود کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان بمعہ جوتوں کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو قوم نے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرمالیا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جوڑا پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار لئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک کے میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے جوڑہ پاک میں ذرا سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا میل بھی چھوئی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو میل آلودہ اللہ تعالےٰ پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو قدر کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ تمہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا سا میل آلود بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے علمی سے یا کسی اور نقائص سے میل آلود کرنا پسند فرمائیگا ع باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد

marfat.com

آیا کہ میں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تکبیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہو کر برابر کی گئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ آگے حدیث کی عبارت ہے۔ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا (تو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جائے نماز پر کھڑے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ دَيْزَكِيْهِمْ کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جائے نماز پر تشریف لائے تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جائے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کراونگا۔ اب جھگڑا صرف ایک جملے ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ میں ہے۔ تم نے ذکر کے معنی لئے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذکر کا قائل ابو ہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بھولی ہوئی بات یاد آنا یہ فضل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فضل کا علم ابو ہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا ان کے قائل ہو جاؤ کہ ان کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی اور آپ

marfat.com

کے دل کا علم ابوہریرہؓ کو ہو۔ تو ہر صورت ذکر کے معنی جب تک صحیح نہ کرو گے۔ تو تمہارے لئے مشکل ہو جائیگی۔ تو ذکر کے معنی یہی ہونگے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی اعلان کیا۔ تو یہ تمہارا کہنا غلط ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

کنز العمال ۶/۱۵۲ } یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِی هٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُكَ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی جنبی کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت طاہرہ ہونے کا ثبوت ملا۔

وہابی مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا۔ تو اُس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ معمولی بات ہے جو تم نے سمجھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اُس کی قبر پر آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اُس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اُس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اُس کے متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اذن کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ اگر بقول تمہارے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے تو باہر کی جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ ہیں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

محمد عمر تمہارا پہلا اعتراض کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا کہ وہ کہاں ہے تو فَقَدَهَا کا لفظ جس سے تم نے بے علمی کو معاذ اللہ ثابت کیا ہے۔ یہ تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اُس

marfat.com

کی ڈیوٹی تھی۔ تو جو ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اُس کو گم ہونے سے ہی تو تعبیر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہدہد غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ (اور سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضروں میں سے ہے) اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے حالانکہ تمہارا یہ دلیل اخذ کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف ہونا ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اُس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اُسی کو فرمایا۔ کہ میں آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کئی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہدہد کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی بین دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اُس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اُس کو ذبح کر دوں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا۔ تاکہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے اور نہ دیکھنے سے یعنی آپ کا یہ فرمانا لَا أَرَى الْهُدْهُدَ یہ تم نے کہاں سے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اُسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرما دیا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ لکھو کھا پرندے ہر قسم کے جو جنگل اور انسانوں۔ چوپایوں اور درندوں سے پچھلی صفوں میں ہوتے تھے۔ اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خصوصاً ہدہد کو نامزد کر کے اور اُس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے چنانچہ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر گم ہونے کے نہیں کئے بلکہ

marfat.com

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تَفَقَّدَ کے معنی (خبر لی) اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ (حاضری لی) تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اُن کو علم نہ تھا۔ اِس لئے اُن کو ہُدہُد نظر آیا جملہ معترضہ کے طور پر میں تمہارا اگلا اعتراض بھی حل کر دوں وہ یہ کہ ہُدہُد نے کہا اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ (کہ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں) اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہدہد نے کہا میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہدہد یہ کیوں کہتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہدہد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اُس ہُدہُد کا یہ کہنا حقیقۃً صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق و غرب میں جنوب و شمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دُنیا کے ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن اُن سے ایک پرندے ہُدہُد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تمہارا ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیاتِ فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے فرمادیا۔ کہ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ عَاصِفَةً (اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا۔ جو بھی چلنے والی ہو) کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہو گی۔ بغیر ہوا کے گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اُس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تمہارا خیال اور اعتراض ہُدہُد کی کلام کو بے کر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اُس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سننا اور اُس کی عقل کے مطابق اُس کا انتظام کرنا یہ اصولِ سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلائے تو یہ بھی اصول سلطنت کے خلاف ہے اسی واسطے ہُدہُد کے کہنے پر ہُدہُد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا کہ

marfat.com

دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور مہلت سے بلقیس کو بلایا اور وہ آپ کی چٹھی سے ہی بمع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالاتر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عفریت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو کیوں مقدم سمجھا۔ حالانکہ عفریت اتنا زبردست جن جو دعوے کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں لیکن سلیمان علیہ السلام نے اُس کی اِس طاقت کو کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بلقیس کے تخت کو لے آؤنگا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پلک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر ہُدہُد کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو ہُدہُد جس کو عرشِ عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اُس عرشِ عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اُٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اُٹھا لایا ارے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اُس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کنٹرولر تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کئے تم تو اُن کے غلاموں کے اُس فعل کی ہیئت کذائیہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ چلو اُن کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان ہُدہُد کے کہنے پر ہی ہے جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اُس نے تو یہ بھی کہا تھا وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ کہ اُس بلقیس کے پاس ایک عرشِ عظیم ہے کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اُس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی ؟ نہیں بلکہ تم یہی کہو گے کہ اُس کی اپنی عقل

marfat.com

کا اندازہ ہے۔ یہاں اُس کی عقل کا اندازہ کہا جاتا ہے۔ اور اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا میں اُس کی عقل کا اندازہ نہیں کہا جاتا۔ یہ تمہاری کونسی دیانتداری ہے معلوم ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو اُن کے آقا کے متعلق اُن کے غیب کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اِس کے کہ باطاعتِ فرمان الٰہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔ کہ سلیمان علیہ السلام کا علم ہُدا کے ذرّے ذرّے وما فیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس میں آپ کو اعتراض کا موقعہ ملتا تھا۔ جس کو حل کیا گیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فَقَدَهَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غیر حاضر پایا اُس عورت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود نہ تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیسے ثابت ہو گئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سواد کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟ تو تمہارا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نور کو ظلمت کہنا یہ تمہارا ہی عقیدہ ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے تو یہ انہوں نے کونسی بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے خلاف کہدی بلکہ فَقَدَهَا کی شرح ہی تو انہوں نے کر دی۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اجازت کے بغیر اُن کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک سے حساب طلب کرنے کے واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اُس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اُس کی تفصیل بیان کرنا اُس کے فرضِ مملوکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی۔ کہ آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اُس کو بخشوانا تھا۔ اور اُس کے جنازے کی شمولیت مطلوب

marfat.com

تھی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اُس سے یا کسی اور سے اُس کی ذات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے سوال کیا مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصا لئے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا اُس کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اُس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاذ اللہ یہ آپ کی بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اُس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے۔ اذن علم کو مستلزم نہیں۔ ان کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اِس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہونے کی بناء پر اُن کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو دُلُّونِي عَلَىٰ قَبْرِهِ کیوں فرماتے کہ تم مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اُس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے اُن کی غلطی کا ازالہ اُن ہی سے کروایا کہ اُن کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ جانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغرض جنازہ اُن کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اُس عورت کی قبر پر پہنچیں گے تو اُس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اُس کا ازالہ

marfat.com

کریں گے۔ یہ ہے حکمت دَعْوَتِ کی۔ پھر تمہارا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اڑانا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور منکر نکیر آپ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کیخلاف ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۱/۱۸۴ { اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

(اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اِس مرد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تُو کیا کہتا ہے، تو بعض مبغضینِ رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اُس عورت کو قبر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ نہ فرمایا تھا؟ جو پھر بھول گئے۔ تو اُس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اڑا رہا ہوں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان صحیح کو جھٹلا رہا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دُنیا میں انسان کرتا ہوا فوت ہوتا ہے۔ قبر سے بھی اُٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہوگا تم بھی منکر نکیر کے اُٹھانے سے اُن کے اِس سوال پر یہی جواب دو گے کہ معاذ اللہ ہم اِن کو بے علم سمجھتے ہیں تو اُس وقت جو تمہارا حشر ہوگا۔ اُس کی خبر تمہیں ہی ہوگی۔ یا اللہ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوگی۔ یا وحوش و طیور تمہارا وہ تماشا دیکھیں گے یا حشرات الارض تمہاری قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہونگے۔ لیکن معترض نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہوگا۔ آگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو:۔

مسلم شریف ۱/۳۰۹ { فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِيْ عَلَيْهِمْ (تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی فرمایا کہ یہ

marfat.com

جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھر پور تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے) یہ تھا فائدہ جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے علم غیب کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو تمام قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سُنیئے۔

نسائی شریف ۱/۱۲ و ۱/۲۹۱ } عن ابنِ عباس قال مَرَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ قبرین فقال انھما یُعذبان وما یُعذبان فی کبیر اما ھذا فکان لا یستنزہ من بولہ واما ھذا فانہ کان یمشی بالنمیمۃ (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحب قبر چغلخور تھا، معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور تو بجائے خود اہل قبور کے اعمال ماضیہ کا بھی علم تھا۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور قبر کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلالیہ حدیث سے اُس کی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اُسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

وہابی بخاری شریف کی حدیث میں جو ۱/۴۹۰ میں درج ہے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری دوستی کے دعوے کرنے والے دائیں بائیں ہونگے۔ دائیں جانب یعنی جنت میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہوں

marfat.com

گا اصیحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا جائیگا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔ تو میں کہوں گا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ جب تک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ اور جب تو نے مجھے مار لیا تو تو ان کا نگہبان ہے، اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصیحابی اصیحابی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

محمد عمر اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ کا اصیحابی اصیحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں اُن کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اصیحابی کا لفظ استعمال فرمائیں گے۔ ورنہ اگر اُن کا دعوے دنیا میں سچا ہوتا تو خواہ اُن کے کتنے ہی کبیرہ گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خواہ یہ لوگ کتنے ہی گنہگار رہیں۔ میرا یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔ لیکن اُن کا نفاق اور زبانی دعوے اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام اُمور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اُن مرتدین کی طرف سے اپنی معذرت سفارش پیش کرینگے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔ اور تینوں جگہ میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

بخاری شریف ۱/۴۹۰ حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن المغیرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

بخاری شریف ۱/۴۷۲ حدثنا محمد بن کثیر حدثنا سفین

حدثنا مغیرہ بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اراہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری شریف ۲/۶۶۵ حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبہ قال اخبرنا المغیرہ بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نفسِ حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں۔ حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال ۳/۱۵۱ محمد بن یوسف۔ قال العجلی اخطاء الفریابی فی مائۃ وخمسین حدیثا۔

تہذیب التہذیب ۹/۵۳۷ وقال بعض البغدادیین اخطاء محمد بن یوسف فی مائۃ وخمسین حدیثا من حدیث سفیان

اور حدیث مذکورہ بالا کی دو سندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال ۳/۱۲۵ محمد بن کثیر قرشی کوفی۔ قال احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بین

تہذیب التہذیب ۹/۴۱۸ قال ابو داود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری

marfat.com

کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بین

تہذیب التہذیب ۹/۴۱۸ قال ابوداود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابوحاتم ضعیف الحدیث۔

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں۔

میزان الاعتدال ۳/۲۵۵ ابوالولید ہشام بن عبدالملک۔ وروی ابوعبید عن ابی داؤد ضعیف۔

تہذیب التہذیب ۱۱/۴۵ وقال الاجری عن ابی داود شیخ ضعیف۔

تہذیب التہذیب ۴/۳۴۵ شعبہ بن حجاج۔ انہ کان یحظی فی الاسماء فقد قال الدارقطنی فی العلل کان شعبہ یحظئ فی اسماء الرجال کثیراً۔

کنز العمال ۶/۴۲ سَیُجَیٔ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَاَقُوْلُ اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلٰکِنَّکُمْ اِرْتَدَدْتُمْ بَعْدِیْ وَرَجَعْتُمُ الْقَھْقَرٰی (قیامت کا دن جلدی آئیگا تو اُن سے بعض کہنے والا کہے گا یارسول اللہ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں گا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور لیکن تم میرے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر تم بدل گئے) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن منافقین کا علم بھی ہوگا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اُس سے بیعت لی اور آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے۔ بلکہ میں اُس کا مالک آیا تو اُس نے

marfat.com

لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عوض میں اُس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر تم نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں راوی نے کہا ہے وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے باقی رہا یہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ آپ کے احسانِ عام سے اور مکارم اخلاق سے آپ نے اُس سے بیعت لی تاکہ اُس کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اُس غلام کی بیعت کو توڑنے نہیں دیا بلکہ اُس کے مقابلے میں اُس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اُس غلام کے نہ لے جانے میں کونسی کمی تھی جسکو آپ نے پورا فرمایا یہ آپ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھیئے:۔

دار قطنی $\frac{1}{251}$ علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اُس نے عرض کی کہ حضور میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے اور دن ہی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرمانہ فرمایا۔ تو اُس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اُس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساٹھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اُس نے اپنا عجز ظاہر کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرما دیئے اور فرمایا کہ یہ مدینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اُس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا وَكُلْهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ (تو ہی اسے کھالے اور تیرا عیال تو تیری طرف سے اللہ تعالےٰ کفارہ منظور فرمائیگا) شرعی کفارہ ساٹھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر حدِ

شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساٹھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں ؟

بخاری شریف ۲/۱۰۰۷ } پر بھی یہی روایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے موجود ہے۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۶/۱۴۸ } (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شکاری کی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آوے) ہرنی آپ کی ملکیت نہ تھی اعرابی کی ملکیت تھی۔ حالانکہ وہ اس کے پاس سویا بھی ہوا تھا۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں۔ یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی محال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت مختار کل ہونے کی تو یہی تمہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام غلاموں پر بھی اختیار کلی ہے۔ جس اختیار کلی کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے لیا۔ اس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ ۶/۱۴۱ } (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کاتب کو اس کی بددیانتی کرنے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین نہ قبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو طلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں وہ مرا میں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ دفن کیا ہے۔ زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر پھینک دیتی ہے چنانچہ میں نے بھی اسے باہر پھینکا ہوا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں ہے ؟

marfat.com

البدایہ والنہایہ ۶/۱۹۴ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ عمر بن خطابؓ کو اپنی خلافت میں غزوۂ کسریٰ میں جب کسریٰ کا تاج اور سنہری کنگن اور اُس کا سامانِ جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وہ کنگن پہنا دیے۔ کیا یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں ؟ کہ ابھی وہ کنگن غیر کی ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پہلے ہی عطا فرما دیے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۴/۲۹۴ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنا دی تو لوگوں نے براء بن عازبؓ کو ۱۴۰ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد پر سونے کو حرام فرمایا ہے۔ تم نے یہ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگوٹھی پہنائی اور فرمایا۔ اَلَیْسَ مَا لَکَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پہن لے جو تجھے اللہ اور اُس کے رسول نے پہنایا ہے) معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔ آپ نے جو براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تو یہ آپ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ص ۶۸ } نَعَمْ صلی اللہ علیہ وسلم حَیٌّ فِیْ قَبْرِہِ الشَّرِیْفِ یَتَصَرَّفُ فِی الْکَوْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ کَیْفَ شَاءَ (تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں) اب تو تمہارے اپنے اکابرین کے مسلمہ فتوے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیارِ کلی اور متصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہو گیا۔ تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارے گھر کی دلیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق بھی غلام کی سنت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

marfat.com

وہابی مولوی صاحب بخاری کی حدیث ہے۔ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسئول عنہا سائل سے زیادہ عالم نہیں اور جلدی خبر دیتا ہوں میں تجھے اس کے علامات کی لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کو نہ تو جانتا ہے نہ میں ہم دونو علم قیامت سے بے خبر ہونے میں مساوی ہیں تم کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام کو مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا کل علم ہے یہ غلط ثابت ہوا۔

محمد عمر "پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سوال کرنا یعنی بحیثیت سائلانہ عرض کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلم ہونے کی دلیل ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اسی اعلمیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ کو مسئول قرار دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا چونکہ آپ کا ارشاد ہے اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ لہٰذا ایسی کلام فرمائی جس نے (۱) آپ کو اپنا فخر بھی نہ ثابت ہونے دیا (۲) اپنی نسبت مسئولیت اور جبرئیل علیہ السلام کو سائلانہ حیثیت دے کر اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی دے دیا (۳) ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی نہ رہ گئی اور جو صاف الفاظ صریحہ سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئول سائل سے اعلم نہیں یعنی اے جبرئیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مساوات نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے جتنا کہ سائل اور مسئول کا فرق ہے یعنی گھر والے اور سوالی کا فرق ہے اور پھر وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمادیا کہ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا

marfat.com

اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علامات کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو در پردہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے بے خبری کو بھی دور فرما دیا لیکن مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کو خداوند جل مجدہٗ نے عالمین کے علم سے نوازا جس میں قیامت بھی ہے عدو کے کہے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام پہلوؤں کو صحیح رکھا جبریل سائل کو مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کا ایک جملہ دعویٰ با دلیل فرما کر ساکت فرما دیا اور عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فرما کر خداوند کے جناب محبوبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے قانون خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کر دیا اور شاید اتنے اشارے کو کوئی غبی نہ سمجھے اور عقدہ لَا يَعْلَمُهُنَّ سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیب بات خمسہ سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی جو مانی الارحام اور قیامت دونوں سے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا فرمایا گو ان امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پردہ ڈال دیا جاوے تو یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی سائل کی جیب میں چپکے سے دو چار روپے ڈال دے اور پھر بھی کہے کہ یہ بادشاہ کا کام ہے۔ میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی مقرر شدہ اور واقعی اسکو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہو گی عام خرچ کرنے کی اجازت نہ ہو گی اور یہ خرچ بھی شاہی سمجھا جاویگا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے

marfat.com

ذمہ نہیں لیتا اور نہ اسکو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چپکے سے دیا بھی تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کرنا خزانچی کے اختیار کو ثابت کرنا ہے ورنہ اسکو بادشاہ کی طرف سے گرفت ہونی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لینا یہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر دال ہے اور اسکا جواب بھی دینا خزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ سے اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَسَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اور وَاِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا سے علوم خمسہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور ما فی الارحام اور ما فی غد اور اشراط ساعۃ میں عیسٰی علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان فرما کر علم بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ثابت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع دے رہا ہوں تو یہ مجھے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کر رہا ہے اور وہابی صاحب اگر مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کروگے تو تم سَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اور اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا اور وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاۃُ الْاِبِلِ الْبُھْمُ فِی الْبُنْیَانِ کے مکذب ثابت ہوگے یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک جملے کے معنی الٹنے سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہوگا۔ کیونکہ مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے تمہارے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئیگا چنانچہ تمہارے تمام اکابرین صرف مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کتنے

marfat.com

ہیں تو ان کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقض لازم آتا ہے لہذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے جملے مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مسئول یعنی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے اظہار کے متعلق، سائل سے یعنی جبرئیل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جانتا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جانتا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارۃً اور پوشیدہ ہی ظاہراً بیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا۔

مسلم شریف ۲/۲۹۳ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا قیامت کی علامت یہ ہوگی کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مَتٰی السَّاعَۃ کے عقدہ کو ذی شعور کے واسطے حل فرما دیا۔ یا نہ؟ جناب حل کر کے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کریگا تو وقت کیسا جب سورج الٹا تو وقت بھی الٹا اور تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم الٹے کئے جاؤ گے ورنہ اشراط ساعۃ کا بیان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان وَاِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّتَهَا کہ قرب قیامت لونڈی اپنے مالک کو جنیگی لونڈیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہونگی جب وہ بچہ جنیگی تو وہ لڑکا اس لونڈی والے کو خریدے گا اور اس سے مالکانہ برتاؤ کریگا اور اسکو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لونڈی پیدا نہیں لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزار سال پیشتر اس کے حمل کی حقیقی اطلاع بخشی ہے ہیں بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد والے افعال کو بھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرما دئے یعنی مافی غد اور مافی غد کے مافی الارحام

marfat.com

جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیوبات ظاہر فرما دیے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔
اور وہ اونٹنیاں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت ہونگے جن کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور وہ شہروں میں بس کر بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے ابھی نہیں اس وقت نہیں تھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل مافی غد کو ہزارہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو بلا اُپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم خمسہ غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اندرونی بیرونی قیامت کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کرتا ہے کسی ان پڑھ کو کہو کہ حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا؟ اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم خمسہ سے بے خبر تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیوں فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آجاؤ تو تمہاری پیش کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا ہی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی اجازت نہیں

وہابی " طبرانی اور ابن مردویہ و در منثور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اس کے وقت پر اسکو ظاہر کریگا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس سے پہلے جو فتنے اور خونریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔
لہٰذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔

محمد عمر " افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھنے سے محروم

نوٹ: اور جو کہ کتاب وہ علم بھی نہ جانتا ہے۔

marfat.com

رکھتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ کسی مروی سے کوئی دریافت کرے کہ فوجداری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے کہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اسکا مقام بتادیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائیگا۔ کچہری روڈ پر چلے جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکرٹیٹ کا بڑا دفتر ہے اس سے آگے گزر کر بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں اور اس کمروں کے اندر کی میزوں کرسیوں الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتادی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ مجھے علم نہیں تو لوگ سائل کو کم عقل سمجھیں گے ذرا اس سے اور آگے چلیے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں جو فائلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہیئت کذائیہ کا بھی پورا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی تسلی نہ ہو تو سائل سائل نہیں بلکہ مخالف ہے محض تمسخر کی نیت رکھتا ہے۔ اب علم قیامت کے دلائل سنئے

قیام حشر

۱۔ ۲۴/۷ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ
پھر دوبارہ صور پھونکا جاویگا تو فوراً وہ کھڑے ہو کر جھانکنے لگ جائیں گے۔

دوسرے مقام پر اسکی تشریح فرمائی۔

۲۔ یٰسٓ ۲۳/۲۴ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ۔ اور صور پھونکا جاویگا تو وہ فوراً قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑینگے۔

marfat.com

میدان حشر میں عدالتِ الٰہیہ

۳۔ حاقۃ ۲۹/۱ { وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ
اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔

۴۔ مستدرک ۴/۵۶۹ { فَيُلْقَى لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِينِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ
تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کی دائیں جانب کرسی بچھائی جاوے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی

۵۔ طٰہٰ ۱۶/۷ { مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۔ جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اسکی معیشہ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائینگے۔

۶۔ ابراہیم ۱۳/۷ { وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ
اور آپ مجرموں کو ملاحظہ فرماویں گے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑے ہونگے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ ہونگے

۷۔ حاقۃ ۲۹/۱ { وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۔ اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا تو کہیگا اے کاش میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

marfat.com

میدان حشر کی ایک تیسری حالت کا ذکر سنئے۔

۸۔ زمر ۲۴/۷ { وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ فَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ - اور قیامت کے دن، زمین روشن ہوگی اپنے رب کے نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء لائے جائینگے تو ان کے درمیان فیصلہ حق کیا جائیگا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

(اس حالت میں شان مومنین کی یہ ہوگی) یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ اس دن ملاحظہ فرمائیگے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور ایمان کے دائیں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہونگے اور ان کے نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کردوں۔

۹۔ زمر ۲۴/۸ { وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ۔ کیا شان ہوگی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی جب آپ جنتیوں کے دولہا بن کر آگے تشریف لے جا رہے ہونگے۔

(اب اختصاراً میدان حشر کے میانہ درجہ کا ذکر سنیئے)

طٰہٰ ۱۶/۶ { یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا۔ اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ مگر جس کو رحمٰن نے پہلے اذن دیا ہو اور جس کی بات کو مولا کریم پسند فرماویگا۔ یہ طبقہ ہے مومنین گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستہ میں تشریف لے جاتے ہوئے

marfat.com

ساتھ ملا لیں گے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب نہ کہنا کہ خدا نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا

وہابی " ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہما کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس کو پیش کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا جو قرب قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولیٰ نہیں دیا گیا۔

محمد عمر " بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرأت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تم کون ہو جو آپ کو اپنے فتوے سے بے خبر سمجھ لیں مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں نہ کہہ دیا کہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر نہیں ہمیں نہ ہوئی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا آپ کے روبرو آپس میں مذاکرہ قیامت کرنا یہ آپ کے امتحان لینا مقصود نہ تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا نہیں اگر یہی مقصد ہوتا تو علوم خمسہ سے باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوا تو ہمیں اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ علوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے اور ان کا صرف قیامت کے معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متی الساعۃ کا سوال نہیں بلکہ مُرَدُّوا اَمْرَهُمْ

marfat.com

اُبی ابراھیمؑ جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمادیں چنانچہ انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کردیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا جس کو چاہے بتاتے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی معراج کی رات کے اس واقعہ کو اسی لیے بیان فرمایا تاکہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اولوالعزم انبیاء کرام نے آپ سے سوال نہیں کیا تو ہمیں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قیامت کا قیام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مجرموں کے واسطے ہوگا اور جبل کے آرام و تکلیف کے مذاکرے قصہ ہی کرتے ہیں یا مذبذ کا کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا انبیاء علیہم السلام کا مذاکرہ تو یہ اس لیے تھا اور آپ کے روبرو اسی لیے ایک دوسرے پر بات ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ہم نے آجتک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتانی مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت کا ذکر نہ کر بیٹھیں اس جملے کو انہوں نے گستاخی سمجھی آپس میں مذاکرہ کرکے آپ کو جتادیا کہ آپ ملاحظہ فرمالیجئے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے کسی کو جتانا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے انبیاء علیہم السلام کا آسمانوں میں مذاکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے علمی ظاہر کرنے کے واسطے نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بے علم ہونے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سماوی کو بنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لیے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء علیہ السلام کے سامنے علم قیامت میں فخر نہ کہ آیا ہوں کما وحاشا آپ کا یہ مطلب نہ تھا۔

marfat.com

بو تم نے اپنے اختراع سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ بلکہ سماوی مذاکرہ بھی علم قیامت کے عدم افشار کے لئے ہوا اور اپنے بھی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر امت کو ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز نہ افشار کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل اخذ کرے تو یہ اس کے نقص ایمانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو سمجھ کر پھر حدیث میں الٹ پلٹ کرے میں تو یہی کہونگا کہ اللہ تعالیٰ ہر اہل علم کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تجلیات سے بہرہ ور فرماوے۔

وہابی "کنز العمال و در منثور وغیرہ میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ (۲) مافی الارحام کا علم (۳) بارش کب آئیگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

محمد عمر "ان کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں پیش کرنے کی تکلیف نہ فرمادیں۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورۃ الصدر آیات و احادیث کو ہی ملاحظہ فرما لیا کریں گو دلائل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مزید پیش کر سکتا ہوں لیکن بوجہ طوالت کو شتہ کو ہی کافی سمجھیں۔

وہابی "حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا سجدہ کرنے کے لئے بارگاہ الٰہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گر جاؤنگا اس کے بعد مجھے سر اٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہچانونگا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہچانینگے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضاء وضو کے اثر سے روشن اور چمکتے ہونگے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام کو اس وقت غیبی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات وضو سے پہچان ہوگی۔

محمد عمر "تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا ہائے تعصب بڑی بری بلا ہے جس کے

marfat.com

ساتھ تعصب سوطاعن طعنہ سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں مطعون ہو جائے نعمانی صاحب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے اخذ فرمایا کہ جس نے نعمانی صاحب کے تمام مجموعہ اعتراضات کی گٹھری کو پرزے پرزے کر دیا نعمانی صاحب تو اپنے ٹھیکہ میں اپنے ٹھیکہ معہودہ کے خلاف دلیل لے آئے اس حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے اعمال ذاتیہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کو نشانہ ضرور ہوگا۔ لیکن آپ نے پہلی اطلاع فرمادی۔

۲۔ قیامت کے دن۔ رب کریم کے دربار میں آپ کا سربسجود ہونا یہ بھی قیامت کے ذاتیات سے ہے۔

۳۔ آپ کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم الٰہی ہوگا۔

۴۔ آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا

۵۔ آپ کا اپنی امت کو پہچاننا۔ یہ پہچان بھی ابھی بروز قیامت ہوگی لیکن آپ نے اطلاع ہزارہا سال پہلے فرمادی۔

۶۔ آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء وضو کی روشنی کا ابھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کے لئے ابھی سے مطلع فرمادینا۔

۷۔ دنیا میں اپنی امت کے وضو سے غرۃ اغر وی کی فضیلت کو بیان فرمانا اور جو تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانیں گے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ فرما کر اپنی امت میں شامل فرماویں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو ہی صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اصیحابی اصیحابی والی حدیث سے منافقین بھی غُرًّا مُحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ سے آپ

marfat.com

کی اُمت میں شامل ہو جائینگے۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شمولیت سے محروم ہونگے۔

تو اس حدیث شریف سے ایمان داروں کے لئے علم قیام قیامت اظہر من الشمس ہے اور تمہارے اجتہاد متعلقہ عدم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے بھلا مالک کو اپنے مملوک کا علم نہ ہو یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی غیبی دلیل ثابت ہو رہی ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

"وہابی" بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائینگے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پس اچانک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ اُن میں سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں۔

"محمد عمر" اس حدیث پاک میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت کے عوارضات ذاتیہ کو تا آپکے علم غیب قیامت ثابت ہو دوسرا امر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ اُفِیْقُ سے آپ نے اپنی اَوّلیت کی حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نعمانی صاحب کو یہ سمجھ نہ آئی فَلَا اَدْرِیْ محاورہ کے بموجب فرما کر بعد ازاں ارشاد فرمایا مَنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ عزوجل یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ کوئی اور شخص بھی ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی آگے

marfat.com

شمار فرمایا اور وہ اَوَّلُ مَنْ اُفِیْقُ ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان بیہوشوں سے ہیں جو مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا بیہوشی کے مستثناؤں سے ہیں اور آپ کا یہ جملہ شکیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ نبی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ورنہ آپ کا فرمان اَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّفِیْقُ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الٰہی وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا هُمْ بِسُکَارٰی سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ آپ رائی یعنی بیہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی لوگ مرئی بیہوش ہونگے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ ہونگے جو بیہوشی سے مستثنیٰ ہوگا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایت کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فَلَآ اَدْرِیْ کا جملہ ایسا ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیہوشی سے مستثنیٰ فرما دیا تو فَلَآ اَدْرِیْ کا جملہ شان موسویت کو ملحوظ رکھنے کے لئے نہ کہ اپنی بے علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور یہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی خاص مقام اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراً ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہ دیتا ہے کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔ کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنو تو پھر تمہیں شان و فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معلوم ہو۔

آیئے فقیر آپ کو شان موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عرض کرتا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فَاِذَا مُوْسٰی علیہ

marfat.com

السلام رِبَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔

لیکن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

مستدرک ۴/۵۶۱ | فَيُلْقَى لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِيْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خداوند کے دائیں جانب کرسی بچھائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھامے ہوں گے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

کیوں جناب وہابی صاحب پایہ تھامنے والا مقدم یا دائیں جانب کرسی نشین مقدم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لا ادری محض انکساری کے لیے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لا ادری کے ماقبل و مابعد کی عبارت و مقام کے مطابق معنی نہ کروگے تو معاذ اللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑیگا سنیئے۔

یونس ۱۱/۲ | قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو جو اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو

رعد ۱۳/۵ | وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ

اور انہوں نے اللہ کے لیے شریک بنائے فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ اے مشرکو نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جن کو اللہ زمین میں جانتا نہیں۔

marfat.com

یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لَا یَعْلَمُ کے تمہاری طرح ظاہری معنی ہی لیے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کرو ایسے ہی لاادری سے بھی ظاہری معنی نہ لیے جاوینگے بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاوینگے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالےٰ نے وحی کی کہ اے محمد صلے اللہ علیک میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس شرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی رہینگی لہذا آپ کو کل علم نہ ہوا ورنہ ماکان و یکون کا۔

محمد عمر "وہابی صاحب آپ کا ٹھیکہ تو پورا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بیان کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھنا چاہیئے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہوگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس حدیث شریف سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری امت کے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائیگے۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض امتی ہونے کا دعوے رکھنے والے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے درپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

marfat.com

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے فرمایا سَتَرْتُهَا عَنْكَ آپ کی وجہ سے میں اُن کی لغزشوں کو پردہ پوش کردوں گا یعنی آپ کی اُمت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تاکہ آپ کے پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قرب میں رسوائی کا منہ نہ دیکھیں۔ اور پھر اس کا جواب قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

زمر ۲۴/۴ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَءَ الَّذِيْ عَمِلُوْا تاکہ مٹا دے اللہ تعالےٰ ان کے بُرے اعمال کو وَيَجْزِيَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اچھا بدلہ دے گا۔ ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ جو اللہ تعالےٰ نے متبعین سے لغزشوں کی معافی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وعدہ بھی میں نے رب العزۃ سے لیا ہے تاکہ متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے مقابلہ میں میرے غلام بالکل بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جامع صغیر ۲/۲۴ سَاَلْتُ اللّٰهَ الشَّفَاعَةَ لِاُمَّتِيْ فَقَالَ لَكَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ کی طفیل ستر ہزار بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہونگے۔

کیوں جناب یہ ہے تمہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی ایت و حدیث سے جو تم نے اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاذ اللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

marfat.com

جامع صغیر ۲/۵۰ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِھَا حَسَنِھَا وَسَیِّئِھَا

مجھ پر میری امت مع اچھے برے اعمال کے پیش کئے گئے

مشکوٰۃ شریف ۶۹ عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَۃٍ اُوْتِیَھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا۔

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کئے گئے، تو تمام امت کی تمام برائیاں دیکھیں، قرآن کی سورۃ یا ایت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیئات کا علم ہے یا وہابیوں کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہ تعالےٰ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے سیئات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے علمی کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو اصغر اور اکبر کی تمیز فرما رہے ہیں اور اس مختلف فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے امتی کو خبر مابیت میں آپ کے پاس پہنچنا گوارہ ہی نہیں فرمایا بلکہ خود آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کرکے دربار رسالت میں پیش کریگے

ابن ماجہ ۲۹۶
ترمذی شریف ۲/۸۹ وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ۔

اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں متفرق

marfat.com

ہو گی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جماعت ہے۔

بفرمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیئات وحسنات اور ان کے عاملین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متبنہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں عاملین حسنہ ہوں یا سیئہ

وہابی "بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرتے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے، سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرنے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان ومایکون کا علم نہیں۔

محمد عمر "حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہیئے قاضی عیاضی نے لکھا ہے۔ کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقض وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ اَصَلَّی النَّاسُ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھانا مقصود تھا کہ فریضہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اغماء کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کرکے خود بخود

marfat.com

جماعت کرانا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ماکان ومایکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لئے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے اغماض کے بعد مسجد میں جاسکوں گا۔ اس لئے ان کو فقرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکتے ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے رُکے رہے۔

وہابی "ابوداؤد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا این ابوبکر تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان ومایکون کا علم نہیں۔

محمد عمر "خداوند وشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے جو عالمین کے علیم ورحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نعمانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام اَدْعُوْ کے ہے یعنی ابوبکر کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو این کے استعمال سے بے علم کہو گے تو دُنیائے وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔

۱۔ انعام ۲۲/۶ { وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔

۲۔ نحل ۱۴/۴ { ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

۳۔ قصص ۲۰/۷ { فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔

۴۔ حم سجدہ ۲۵/۶ { وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِيَ۔

marfat.com

کیا اللہ تعالےٰ کو شرکاء کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کریگا بلکہ ان کا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکاء کو مشرکین پر بھگتایا جاوے۔

۵۔ تکویر ۳۰/۱ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۔ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کا سوال کیا جاویگا کہ کونسے گناہ میں قتل کی گئی۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ خداوند کا بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ سے سوال کرنا بے علمی پر دال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

۶۔ تکویر ۳۰/۱ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔

اس آیہ کریمہ سے این فرماکر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا این ابوبکر فرماکر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ این ابوبکر فرمانا آپکے علم غیب کی علامت ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد میں تو آپ ان کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابوبکر ہے یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش بھی تھی آپ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مسجد سے بلانا آپ کے غیبی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

"وہابی" "حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے جھگڑے پر آپ نے فرمایا چلے جاؤ اگر علم غیب پہلے ہی ہوتا تو پہلے قلم دوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

"محمد عمر" "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قلم دوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ قانون خداوندی سے

marfat.com

ناواقف ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ نبی اللہ کا تو وصال ہو گیا بس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام قیامت تک قائم و دائم رہیگا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائینگے۔ سوم انہوں نے عِنْدَنَا کِتَابُ اللّٰہِ حَسْبُنَا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؟ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے آئندہ لائحہ عمل بالقرآن کی عوام کو تسلی کرانا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت کے لیے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر نبی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوا کہ آپ کو علم ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر "نعمانی صاحب تم تو یار اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا دوسرا جواب اگر خداوند کو علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اخیر انہوں نے منہی عنہ کو کھا ہی لیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیتے تیسرا جواب پہلے پچاس نمازیں کیوں

marfat.com

فرض فرمائیں جب علم تھا تو پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امر اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عدم علم پر دال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا امتحان مقصود تھا کہ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ لوگوں کے فائدے کو مقدم سمجھتے ہیں یا مجھے تو آپ امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان اول کی پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کی زبان اور تحریر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم یکساں ثابت ہوئی۔ ورنہ آپ ضرور منگوا لیتے لہذا ثابت ہوا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ وصیت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا چھٹا جواب اللہ تعالےٰ نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ملائکہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلاف مشورہ دینا ہے۔ ان تمام استدلات سے واضح ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مختار ہیں جس حکم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا نافرمان سمجھا جاویگا۔

وہابی "حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تین دن کسی کو نہ دیکھتے تو اس کا حال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لیجا کر حال دریافت فرماتے اور بیمار پرسی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے۔

محمد عمر "یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اسکی خبر گیری کیا کرو تاکہ تمہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری جدائی کا موقعہ نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ للعالمین ہیں رحمۃ خود مرحوم کو تلاش کرے تو یہ کمال رحمت

marfat.com

ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو عدم علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملائکہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ملائکہ سے سوال کرتے کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں کا حال دریافت فرماتا ہے تو جیسا کہ یہاں شان مومنین ثابت ہوتی ہے وہابی شان صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔

اس میں بھی تو شان صحابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاذ اللہ منافق نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شان علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے ہے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

"وہابی" ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا فَاِنَّ صَلٰوتِیْ لَهٗ رَحْمَةٌ میرا نماز پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزمرہ کے حادثات کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان ومایکون کا علم ہو۔

"محمد عمر" تم نے تو نعمانی صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف نہ لانا آپ کے عدم علم پر دال نہیں بلکہ آپ کے مختار کل ہونے پر دال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھا لینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

marfat.com

آپ کا میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے فَاِنَّ صَلٰوتِیْ لَهٗ رَحْمَةٌ فرمایا۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اصلی کے دوسرا جنازہ کوئی نہیں لوٹا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہونگے جو میرے نفع دینے کے قائل نہ ہونگے آپ پہلی دفعہ اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے قبر پر پڑھایا تاکہ ان منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی ویسے ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیث پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بیفائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

وہابی " آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا چال چلن کیسا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھتے ورنہ میت کے گھر والوں کو کہ دیتے کہ تم خود پڑھو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

محمد عمر " پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے پیچھے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے بن دریافت کئے جنازہ پڑھایا اور اسکی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اسکا سبب یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتقاد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا دوسری حکمت دریافت فرمانے کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس صورت میں بھی قابل بخشش ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر اور برا ہوا اور میں نے اسکے جنازہ پڑھنے میں پس و پیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ برائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی برائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ نہ پڑھائینگے۔ تو ہم کب فلاح پا سکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہو گی کہ اس کا جنازہ

marfat.com

آپ پڑھائیں۔ اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدید نقانہ کہ بسبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو کئی سے پس و پیش ضرور کیا۔

"وہابی" نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجرۃ پر اس سے بیعت لی اور آپکو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اسکا مالک اس کو لینے آگیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلہ میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ماکان ومایکون کا علم غیب ہوتا تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مبایع کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

"محمد عمر" نعمانی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے استدلال لیتے ہیں جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے بھلا راوی کو کیسے علم ہوا کہ لَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ تمہارا استدلال تب صحیح ہو سکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تمہاری کون سنے یہ دربار رسالت دربار رحمۃ للعالمین ہے آپ کے در دولت پر سائل آئے پھر خالی چلا جائے تو وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ میں فرق آجاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق بیعت میں داخل فرمانا اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ماکان ومایکون کے علوم غیبیہ کے حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس غلام کے ماقبل وما بعد کے اعمال ونتیجے کا علم تھا اسکے بدلہ میں دو غلام بھی دیگر آزاد فرما لیتا باقی جس کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہونگے وہ حقدار آزادی نہ ہوگا۔ اس کے سابقہ اور آئندہ کے اعمال آزادی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرما لیتے خرید تے نہیں ویسے ہی رہنے دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید

marfat.com

کر آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹنیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کراتے تو یہ تمہارے عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع علوم غیبیہ کی دلیل ہے اور اگر نہ آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع ماکان ومایکون کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرانا وہابی دین میں نسخ تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے نزدیک بقانون خداوندی کار ثواب ہے۔ پہلے ص۴۲۶ پر بھی گزر چکا ہے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ (تمہاری طرف سے صاف ہو) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان ومایکون کا علم نہیں ورنہ کسی کی زبانی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

محمد عمر "وہابیوں کی عادت ہے کہ استدلال بنے یا نہ جڑ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب نے بھی اپنے مذہبی وطیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاؤالدین صاحب کنز العمال میں فضل صحابہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی اصحابی کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ اگر تم نے کچھ ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج ہوگا تو دگنی لعنت کے مستحق تم ہو گے ایک میرے اصحابی کی غیبت کر کے اور دوسرا مجھے تکلیف دے کر اور میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف سے کوئی رنج حائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدر ہوں کیوں جی نعمانی صاحب اس حدیث میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی کونسی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا محض وہابیوں کو ہی خوش کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نافہم۔

marfat.com

"وہابی" آپ سورہ کی فضل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سورہ کی فضل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورتوں کی فضل ہے۔

"محمد عمر" تم نے تو بھائی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی تمہیں کہنا چاہیئے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے بھولے بھالے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر وحی اظہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ قبل از انزال جلدی نہ فرمادیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی اظہار کی اجازت نہیں کیوں جی وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

"وہابی" حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے بچے رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

"محمد عمر" اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی صلے اللہ کے کان مبارک مسجد میں سنیں لیکن وہابی اسکو بھی آپ کی بے علمی سمجھے تو اس کو خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کو ہی ملحوظ رکھتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے اپنے دلی ارادہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے کا احسان جتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیوں کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان

marfat.com

بھی تب ہی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر نماز کی نیت فرما لیتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے ہم پر وہابیوں پر احسان کیسا اگر آپ لمبی نماز فرماتے تو وہابی تب بھی تنگ ہی ہوتا پھر کب خوش ہوتا۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم جوتے کی آہٹ تک لوگوں کے منتظر رہتے اگر علم غیب ہوتا تو جوتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

محمد عمر " یہ بھی آپ کا جہت و احسان کو ظاہر فرمانا ہے جیسا کہ کسی کی والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے جوتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کہ دے کہ تو تو جاہل ہے تو لعنت ہے ایسے بچے کی ایسی سمجھ پر۔

ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت و محبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرتا جب تک میرے کان میں تمہارے جوتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے نہ کہ اس سے معاذ اللہ آپ کی بے علمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں اور اس کو کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں لیکن زکوٰۃ کے خوف سے اسکو رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھاتے کیوں لہذا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی

محمد عمر " نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے علمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ معلم الٰہی ہیں اس لئے اتقاء کا سبق سمجھایا ہے۔ وہابی جس کو آپ کی بے علمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی سمجھا دیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر لقطہ پڑی ہو اور تمہارا دل بھی چاہے تو کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم نے میری سنت پر عمل کرنا ہے۔

وہابی " حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی

marfat.com

ہو اور جب غصہ میں ہوتی ہو، حضرت صدیقہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت) کہتی ہو "رب محمد کی قسم" اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو "رب ابراہیم کی قسم" (صدیقہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے معلوم کرتے تھے غیبی علم نہ تھا۔

محمد عمر "فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف میں کتنا واضح ہے اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَۃً وَاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی۔ کہ بے شک جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو یا غصے ہوتی ہو تو تیری رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا۔ رضا و غضب باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنے علم باطنی معلوم کرنے کے مدعی بھی ہوں پھر بھی وہابی کو اعتبار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے جب اس باطنی علم کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے عمادرے کا بھی اظہار فرمادیا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو آپ کے علم غیبی کے دعوے اِنِّیْ لَاَعْلَمُ فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پھر منکرین کے لئے دلیل بھی واضح کرادی لیکن وہابی نہ آپ کے دعوے پر نہ آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لایا الٹا آپ کے اس صاف دعوے علم غیب بمع دلیل پیش کرنے کو نفسانی حسد و بغض کی بنا پر عدم علم کی دلیل پیش کرتا ہے میرے خیال میں نعمانی صاحب کو تو ذھول ہو گیا ہو گا کیونکہ ایسے اہل علم کی یہ شان نہیں ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اس کو تسلیم کرنا نعمانی صاحب کے دعوے کو الٹ دیتا ہے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

وہابی "بخاری مسلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" اور کوئی بات نہیں میں بشر ہوں اور میرے پاس فریق دا اپنے

مقدمے لے کر آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے دوں (حالانکہ حق اس کا نہ ہو) پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوا دوں (تو اس کے لیے وہ جائز نہیں ہو جاتا۔) بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔

اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ما کان وما یکون نہیں تھا۔

محمد عمر "پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی فیصلہ کرتے وقت فرمایا اور اپنے پر چسپاں کر کے مخاصمین کو حق گوئی کی ترغیب دلائی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا دھمکایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا خلاف امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرۃ ان جملوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ بموجب ارشاد الٰہی لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے حقیقت یہی ہے کہ آپنے مخاصمین کو ڈرا دھما کر حق گوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے حکم کے لیے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے ظاہری بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہو گا تو اس کا بوجھ بیان کنندہ پر ہو گا نہ کہ فیصل پر اس واسطے فرمایا اَقْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ میں فیصلہ کروں گا اس طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ فیصل کا علم باطن مخاصمین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے آپ نے اپنے علم غیبی پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قانون کو گواہوں اور متخاصمین کے بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔ اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے

marfat.com

حق میں معاذ اللہ تمام عمر غلطی ہوئی۔ جیسا کہ نعمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کی تکذیب لازم آئیگی۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ دوسری حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ اے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر "ہر شئی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کر کے حاصل کرنا دوسرا یہ ہے کہ معطی خود اپنی طرف سے انعام فرمادے جب خود کسی شئی کو حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شئی کو طلب کرتا ہے تو معطی رب کی طرف وَیُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ کے قانون سے ادنیٰ اشیاء کا عموم بالتبع انعام فرما دیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شئی تھی اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کر کے لے لیا لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کے اس سوال پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سوال کو رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سے عام رکھیں تاکہ ہر شئی کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شئی کا علم ادنیٰ نہیں ہوتا شئی ادنیٰ ہو تو ہو لیکن اس کا علم ادنیٰ نہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم میں ادنیٰ شئی کا علم نقص نہیں کہلا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شئی کا علم عطا فرما دے تو آپ کے علم میں کمزوری نہیں آئیگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہو تو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض کا موقع مل جائیگا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل نہیں لہٰذا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ شئی کا علم بھی

marfat.com

سوال علمائے نافعا میں آگیا جس کو وہابی نہ سمجھ سکا۔

وہابی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن ادد سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ پورا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان ومایکون میں وہ بھی داخل ہے لہٰذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

محمد عمر " پہلا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اعلم مانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدے کی خود ہی تکذیب کردی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو ان سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہوئے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالا قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ہیں وہ یا جنتی ہوں گے یا دوزخی اور دونوں کے اعداد وشمار کی کتاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جسکا بیان آگے باب ۴۶۶ میں مذکور ہے۔ و نہ ترمذی شریف ۲/۳۶ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِیْ یَدِہٖ کِتَابَانِ مذکور ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی واسطے قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپ سے کوئی

marfat.com

نسب مخفی نہیں۔

چوتھا جواب آپ کا فرمان کَذَّبَ النُّسَّابُوْنَ تمام نسبیں بیان کرنے والے جھوٹے ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ سچی نسب کا علم ہی نہیں بقول تمہارے تو دوسروں کو کاذب کیسے کہتے معلوم ہوا کہ آپ کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی۔

پانچواں جواب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا تمہیں دعوے ہے کیونکہ اپنے اوپر دوں کو جھوٹا فرما کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت ہو گئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کلی کے جوابات انشاء اللہ ضمیمہ مقیاس حنفیت میں بیان ہونگے۔

علم غیب از احادیث

۱۔ بخاری شریف ۲/۱۰۸۲ عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ عَنْہُ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا (آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرلے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کروگے تو میں تمہیں خبر دوں گا)

۲۔ بخاری شریف ۲/۱۰۸۲ ۱۵/۱۴۲ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا مِنْ شَیْءٍ لَمْ اَرَہٗ اِلَّا رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتَّی الْجَنَّۃَ

marfat.com

فَالنَّاسُ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہیں دیکھا اُس کو میں نے اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی، معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم کلی ہے

۳۔ مسلم شریف ۲/۳۹۰ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا۔ (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اُس کے تمام مشرقوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے)

۴۔ مسلم شریف ۲/۳۹۰ عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ (یعنی عمر بن اخطب) قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّہْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ہُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (عمر بن اخطبؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو آپ نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا۔ پھر منبر سے اُترے تو ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ بھی آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب کلی کو بیان فرما دیا۔

کیوں جناب وہابی صاحب اس کو کہتے ہیں سو ٹھٹھار کی اور ایک وہار کی نعمانی صاحب نے کتاب تنقیص علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں

marfat.com

آسمان پر ہو گئے کہ اچھی لکھی لیکن ایک حدیث ایسی نہیں بیان فرمائی جس سے آپ کے غیب کل یعنی ماکان ومایکون کے علم کی نفی ثابت ہو محض اپنے اجتہاد سے تمام کام لیا فقیر نے یہ حدیث مسلم شریف صحاح ستہ سے جس میں یہ بات نہیں کہ حدیث پیش کر دی اور اخیر میں محمد عمر نے کہ دیا کہ آپ کا غیب کلی ثابت ہو گیا نہیں نہیں بلکہ حدیث شریف صحاح کے صحیح الفاظ موجود ہیں کہ عمر بن الخطب رضی اللہ تعالے عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابی فرما رہے ہیں فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ بیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ماکان ومایکون کی خبر منبر پر چڑھ کر ایک ہی دن میں فرما دی کیونکہ آپ کو وہابی دیوبندی کا علم غیب تھا کہ بعض میری امت بننے کا دعوے کرنے والے میرے علم غیب ماکان ومایکون کا انکار کرینگے اور میری سفارش کے قائل اور میرے نفع کو نفع سمجھنے والے اور میری گستاخی کو اپنا نقصان سمجھنے والے امتی جن کو اپنے اعمال پر ناز نہ ہوگا۔ میری سفارش پر آسرا رکھنے والے میرے علم غیب ماکان ومایکون کا عقیدہ رکھیں گے اور میری اس شان علمی کو برغم انف عدو بیان کرینگے تو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام ماکان ومایکون کا علم بیان فرما دیا یہ ہے میرے آقا بے مثال کی قوت علمی قربان جاؤں آپ کے علم شریف ماکان ومایکون پر جس کا دیوبندی وہابی منکر ہے اور قربان جاؤں آپ کی قوت گویائی پر قوت بیانیہ بھی میرے خالق نے آپ کو ایسی عطا فرمائی جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے علم کے مقابلہ میں ملائکہ عاجز ہیں اور سرنگوں ہیں اسی طرح علم غیب ماکان ومایکون حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس کے مقابلہ میں ایک چلو برابر ہے جس کا وجود فی الخارج ابتدا سے تا انتہا ہزار ہا برسوں میں ہونا ہے آپ نے ایک ہی دن میں بیان کر ڈالا۔ کوئی وہابی دیوبندی آپ کے علم غیب ماکان ومایکون کی نفی کی ایک ہی حدیث پیش کرے فقیر اس کو ایک صد روپیہ بطور انعام انشاء اللہ پیش کریگا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جتنی احادیث

marfat.com

ایسی پیش کرے اتنے سوہی خدا کے فضل سے انعام حاصل کرے۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

اے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کسی دیوبندی وہابی کی اقتدا میں اپنے ایمان کو نہ کھو بیٹھنا یہ عقیدہ نہ بنا لینا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا آپ کی سفارش سے بھی محروم ہو گے اور وہ تو اس عقیدہ پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر علی الاعلان مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھا دیں اور تم سرے سے آپ کی ذات عالم کو اس سے بے خبر کہ دو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالےٰ قعر دیوبند میں ہی رکھے تاکہ دوسرے سادہ لوح بھولے بھالے مسلمانوں کو قعر جہنم میں نہ لے جاؤ

۵۔ مشکوۃ شریف صـ ۵۴۳ } پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

۶۔ بخاری شریف ۱/۴۵۲ مشکوۃ شریف صـ

عن عمر قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ (حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کو دوزخیوں کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں جس کو یاد

marfat.com

رہا رہا جس کو بھول گیا بھول گیا) اس حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمرؓ ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علم کلی تھا جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا جس پر حضرت عمرؓ کی شہادت بھی موجود ہے۔

۷۔ بخاری شریف ۱/۷ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام سے زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں)۔

۸۔ ترمذی شریف ۲/۲۶ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِيْ يَدِهٖ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا الخ

(عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مگر یہ کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں

marfat.com

پھر اُن کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو اُن میں نہ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہم۔ اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور اُن کے آباء کے نام اور اُن کے قبیلوں کے۔ کم۔ پھر اُن کے آخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ نہ اُن میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لئے، اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالےٰ نے عطا کر دی ہوئی ہیں۔ جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔ اب تم کہو کہ آپ کو غیب کی نہیں تو تمہاری بات کو سچا مانا جائے یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو۔ بہر صورت اِس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۹۔ بخاری شریف ۱/۲۲ عن ابی ھریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط رداءک فبسطتہ فغرف بیدہ ثم قال ضمہ فضممتہ فما نسیت شیئا بعد

ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں تو اُن کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا۔ تو میں نے چادر پھیلائی آپ نے اپنے دستِ پاک کا ایک چلو لیا۔ پھر فرمایا ملا لو اس کو میں نے ملا لیا اسکو تو میں اُس کے بعد کچھ نہیں بھولا) جن کے ایک چلو سے نسیان چلا جائے اور قوتِ حافظہ بڑھ جائے اور نسیان وجود سے ہی نکل جائے تو ان کی ذات کو کوئی ناسمجھ کہے تو وہ خود خاطی ہے۔

۱۰۔ بخاری شریف ۱/۱۷ عن ابن عباس قال ضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللھم علمہ

marfat.com

الکتاب (ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بغلگیر کیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو کتاب (قرآن شریف) کا علم سکھا دے۔ حضرت عباسؓ کو بغلگیر کرکے اُستاد المفسرین بنا دیا۔

۱۱۔ کنز العمال ۱/۳۰۵ } عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانسیت (حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا۔

۱۲۔ زرقانی ۴/۲۰۴ } (عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع (لی اظھر وکشف لی الدنیا (بحیث احطت بجمیع ما ھیھا (فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے لئے اللہ تعالےٰ نے تمام دُنیا کو ظاہر فرمایا تو جو کچھ اُس تمام دنیا میں تھا میں نے اُس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اُس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقۃً دیکھا ہے) یہ جتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو صراحۃً ثابت کر رہی ہیں اجتہاداً ثابت نہیں کئے گئے فافہم وآمن۔

وہابی "مولوی صاحب تم نے تو اتنی حدیثیں اور بے بہا آیتیں پیش کر دیں جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کلی ثابت ہوتا ہے جو ما کان وما یکون کا مجموعہ ہے اور تم نے اُن آیات فرقانیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تفسیر کا حوالہ

marfat.com

تم نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے خلاف بیان کیا ہے

محمد عمر " جناب وہابی صاحب یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے خلاف بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیت سے ہی بیان کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کلی یعنی علم ماکان ومایکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت صریحہ سے اور احادیث صحیحہ مرفوعہ واضحہ کو بیان کر دیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی لفظی ترجمہ سے جو کسی کی سمجھ میں آجائے ایمان ودست کرلے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفاسیر سے تحقیق کرنے کا ہے تو آیئے تمہیں متقدمین کی کتب تفاسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کر دوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کردہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم احادیث صحیحہ سے مفسرین نے بھی یہی سمجھا ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ یہ بات فیصلے کی ہے مول نہیں۔

علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم از تفاسیر

۱۔ **تفسیر نیشاپوری** ۴/۱۴۸ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، قَالَ السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِيْ فِيْ صُوَرِهَا كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى اٰدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ (سدی نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر میری تمام امت اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ کون ایمان لائیگا اور کون کفر کرے گا)

marfat.com

۲۔ تفسیر نیشاپوری ۵/۱۷۰ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ الْأَوَّلِينَ فِيهِ مَعْنَيَانِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ أَيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَأَطْلَعَكَ عَلَى أَسْرَارِهِمَا وَأَوْقَفَكَ عَلَى حَقَائِقِهِمَا مَعَ أَنَّكَ مَا كُنْتَ قَبْلَ ذَالِكَ عَالِمًا بِشَيْءٍ مِنْهَا الثَّانِي أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ مِنْهَا خَفِيَّاتُ الْأُمُورِ وَضَمَائِرُ الْقُلُوبِ أَيْ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أَخْبَارِ الْأَوَّلِينَ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے اولین کی خبروں سے۔ اس میں دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان کو۔ یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ اور اُن کے بھیدوں پر مطلع فرمایا۔ اور اُن دونوں کی حقیقتوں پر واقف کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس سے پہلے اُن سے کچھ نہیں جانتے تھے۔ دوسرا معنی یہ ہیں کہ اس سے مراد تمام خفیہ امور ہیں۔ اور تمام دلوں کے بھید ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے تمام اولین کے اخبار سے)

۳۔ تفسیر نیشاپوری ۲۷/۲۰ { قَدْ نُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْإِنْسَانَ آدَمُ عَلَّمَهُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا أَوْ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم وَالْبَيَانُ الْقُرْآنُ فِيهِ بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان آدم علیہ السلام ہیں اُن کو اللہ نے کل اسماء سکھائے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان قرآن ہے۔ جس میں ما کان وما سیکون کا قیامت تک بیان ہے۔

کیوں جناب یہ ہے حوالہ تفسیر نیشاپوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ما کان وما یکون کا علم سکھایا۔

marfat.com

۴۔ تفسیر ابن جریر ۵/۱۶۲ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذَالِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مُذْ خَلَقَكَ (اور سکھایا اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ تمام اولین کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا) پیدائشی علم کا بڑا افضل ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پیدائش سے ہی علم ماکان ومایکون عطا فرمایا ہوا ہے۔

۵۔ تفسیر ابن جریر ۲۰/۶۱ { حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادۃ قولہ عَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَانَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بَيْنَ حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ لِيَحْتَجَّ بِذَالِكَ عَلَى خَلْقِهِ (قتادہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان کہ اس نے آپ کو بیان سکھایا۔ سکھایا آپ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا و آخرت کا بیان۔ حلال اور حرام کے درمیان تاکہ خلقت پر اس کے ساتھ حجت ہو جائے)

۶۔ تفسیر خازن ۱/۴۱۶ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) يَعْنِي مِنْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّيْنِ وَقِيْلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ وَعَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَكَ عَلٰى ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَكَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِيْنَ وَكَيْدِهِمْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) يَعْنِي وَلَمْ يَزَلْ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ عَظِيْمًا (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی شریعت کے احکام سے اور دین کے امور سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور بعضوں نے

marfat.com

کہا ہے کہ معنی اُس کے اور سکھایا اُس نے آپ کو تمام امور کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اُس نے آپ کو تمام قلب کے ضمائر سے اور سکھایا اُس نے آپ کو منافقین کے احوال سے اور اُن کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا فضل (علم غیب) ہمیشہ بڑا ہے۔

۷۔ تفسیر خازن ج ۴ (اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) یعنی عَلَّمَ مُحَمَّدًا الْقُرْاٰنَ (خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ) اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِی بَیَانَ مَا یَکُوْنُ وَمَا کَانَ لِاَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم یُنْبِئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (رحمٰن جس نے قرآن سکھایا یعنی سکھایا اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کو اُس کو بیان سکھایا۔ ارادہ کیا اُس نے انسان کے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سکھایا اُس کو بیان یعنی جو چیز پیدا ہو چکی۔ اس واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا بیان سکھایا۔ اور اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل السنت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

۸۔ تفسیر معالم التنزیل ج ۴ قَالَ ابْنُ کَیْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ یَعْنِی مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِی بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ لِاَنَّهٗ کَانَ یُبَیِّنُ عَنِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (کہا ابن کیسان نے پیدا کیا اُس نے انسان کو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اُس کو بیان یعنی اُس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو

marfat.com

پیدا ہو گی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں پھر کیوں جناب وہابی صاحب علم قیامت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہو گیا ایمان لاؤ۔ یا نہ

۹۔ تفسیر مدارک ۱/۱۱۲ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ (وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) فِيْمَا عَلَّمَكَ وَاَنْعَمَ عَلَيْكَ

(اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالےٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اس چیز میں جو اس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اس نے انعام کیا)۔

۱۰۔ تفسیر عرائس البیان ص۱۵۹ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) اے عُلُوْمَ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ وَعِلْمَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام خلقت کے عواقب کے علوم اور مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا علم)

۱۱۔ تفسیر جامع البیان ص۸۵ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قَبْلَ نُزُوْلِ ذَالِكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور)

۱۲۔ تفسیر حسینی ص۱۱۶ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) اور بحر الرائق سے فرمائید کہ اں علم مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ است۔ اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ بحر الرائق میں فرماتے ہیں کہ وہ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا علم ہے۔

marfat.com

وہابی "شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ انبیاء اشیاء کے مغیبات کو نہیں جانتے مگر جو اللہ اُن کو جتادے۔ اور حنفیہ نے صراحتاً کفر کا فتوے لگایا ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔

محمد عمر "اِس مقام پر ملّاں علی قاریؒ نے علم غیب ذاتی مراد لیا ہے۔ سو ذاتی کے قائل ہم بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ علم غیب ذاتی کے تمام احناف قائل نہیں ہیں۔ یعنی جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر اللہ کے سکھائے علم غیب ہے۔ اُس کو ہم بھی کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ بار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو علمِ کُلی سکھایا۔ چنانچہ اِسی بنا پر حضرت ملّا علی قاریؒ نے بھی علم غیب ذاتی کا یہاں بیان کیا ہے ورنہ دوسرے مقام پر وہ یوں رقمطراز ہیں سُنئے۔

شرح فقہ اکبر ص۹۔ مَاجَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ كَافٍ شَافٍ كَامِلٌ تَبْيِيْنَ فِيْهِ حُكْمُ كُلِّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ (جو چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے (قرآن شریف) کافی ہے شافی ہے۔ اُس میں ہر حق اور باطل کا کامل حکم بیان ہے)

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں علمِ کُلی ہے۔ اور ملّا علی قاریؒ بھی اس کے قائل ہیں۔

شرح فقہ اکبر ص۱۸ وَقَدْ مَدَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاَنْبِيَاءَ وَالْمَلَائِكَةَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ بِالْعِلْمِ لَا يَنْفِي الْجَهْلَ فَمَنْ اَثْبَتَ الْعِلْمَ فَقَدْ نَفَى الْجَهْلَ وَمَنْ نَفَى الْجَهْلَ لَمْ يُثْبِتِ الْعِلْمَ (اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور فرشتوں اور مومنین کی علم کے ساتھ مدح کی ہے جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ تو جس شخص نے علم کو ثابت کیا تو اُس نے جہالت کی نفی کی اور جس شخص نے جہالت کی نفی کی اُس نے علم کو ثابت نہیں کیا۔

marfat.com

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریف علم سے کی ہے جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تعریف علمی کرے تو اس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اس نے آپ کی مذمت کی۔ خصوصاً جس شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعوے کیا تو وہ خبر نہیں کونسے قعرِ جہنم میں پڑیگا۔

شرح فقہ اکبر ۹۶ { اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِطَّلَعَ نَبِیَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی مَا یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ مِنَ الْخِلَافِ وَمَا یُصِیْبُھُمْ تَالَ اَبُوْسُلَیْمَانَ الدَّارَانِیُّ اَلْفِرَاسَۃُ مُکَاشَفَۃُ النَّفْسِ وَمُعَایَنَۃُ الْغَیْبِ وَھِیَ مِنْ مَقَالَاتِ الْاِیْمَانِ (بے شک اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمت میں ہونا تھا اور جو آپ کی اُمت سے آپ کے بعد اُن کے خلاف اعمال ہونے تھے اور جو اُن کو مصیبت پہنچنی تھی مطلع کر دیا۔ ابو سلیمان دُرانی نے کہا ہے کہ فراست نفس کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے۔ اور یہی مقالاتِ ایمان سے ہے)۔

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ تعالےٰ کی اطلاع سے غیب کُلّی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کے معائنے کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفۂ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی قاریؒ کا ہے۔ جس پر آپ نازاں تھے۔ اور سنیئے:۔

شرح شفاء ۱/۲۰۲:۔ (وَمِنْ مُعْجِزَاتِہِ الْبَاھِرَۃِ) اَیْ اٰیَاتِہٖ

الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْمَعَارِفِ) أَيِ الْجُزْئِيَّةِ وَالْعُلُومِ) أَيِ الْكُلِّيَّةِ وَالْمُدْرَكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ أَوِ الْأَسْرَارِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ۔

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیہ وکلیہ کے قائل ہیں۔

وہابی "بحرالرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت اللہ اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے فقہا کا عقیدہ۔

محمد عمر "اس کا جواب اگر میں کہونگا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کیونکہ یہ عبارت بحرالرائق اور فتاوے قاضی خاں نے بیان کی ہے۔ چنانچہ اس میں بھی بعض فقہا کا اختلاف ہے۔ دیکھئے:۔

شامی ۲/۳۸۰ قِيلَ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ إِعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَالِمُ الْغَيْبِ قَالَ فِي التَّاتَارْخَانِيَّةِ وَفِي الْجَمْعِ۔ ذَكَرَ فِي الْمُلْتَقَطِ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ۔

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاتارخانیہ اور کتاب الجمع ملتقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا)۔

معلوم ہوا کہ فقہا کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ:۔

جامع فصولین جلد ۲ میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاوے قاضی خاں اور بحرالرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

marfat.com

تنویر الحلک فی رویۃ النبی و الملک ص۳۴ وما ذکر قاضی خان من کفر من قال لامرأتہ تزوجتہا بشہادۃ الرسول و الملائکۃ و علا بان الرسول لا یعلم الغیب حیا کیف یعلمہ میتا قلنا واللہ قادر ان یحضرہ و ہو یکلم کل من سلم علیہ و سائر امتہ و انما اتی الکفر من انکارہ الشہود فی النکاح و ہو ثابت بالحدیث المتواتر فانکارہ کفر و النکاح بلا ولی و شہود خاص لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الخصائص) ــــ اور جو قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح ــ وقت رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اس نے کہ رسول زندہ غیب کو نہیں جانتا مردہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات پر کہ آپ کو حاضر کردے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اس نے کفر کا فتوے دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار سے ہے۔ جن کا ثبوت حدیث متواتر سے ہے تو اس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا ولی کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبریٰ میں موجود ہے)

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسمٰعیل نے اس طریق سے دیا ہے:۔

جامع فصولین ۲/۳۰۲ بان المنفی ہو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام فقہا نے جو لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اگر اللہ اور اس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے علم غیب کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسمٰعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاعلام کی نفی نہیں معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

marfat.com

انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام سے استعانت وہابیہ کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور احناف کے نزدیک بہ نزدیک قرآن و حدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اَدِلّہ استعانت

۱۔ تحریم ۲۸/۱ | وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کروگی آپ پر تو بے شک اللہ تعالےٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد امداد کرنے والے ہیں۔)

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ اگر تم میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایک دوسری کی مدد کروگی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرنے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبرئیل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا زمانہ ماضی میں یا استقبال میں اور اسکے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آسکتا ہے جو وَلَتَنْصُرُنَّهٗ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبرئیل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غائبانہ پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحۃً ثابت ہے اور لفظ ظہیر فعیل کے وزن پر ہے۔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے ممد و معاون ہیں۔

marfat.com

۲- توبہ ۱۰/۹ { وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے مددگار ہیں (دنیا میں ہوں یا برزخ میں)

وہابی :- ولی کے معنی مددگار ہیں ؟

محمد عمر " ہاں ضرور۔ (علد ۱۳/۲ اولیاء کے معنی شاہ رفیع الدین صاحب نے کارسازی کے کئے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مکمل کیا ہے۔

۳- توبہ ۱۱/۶ { لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (البتہ تحقیق تمہارے پاس تشریف لائے تمہارے نفسوں سے (اے ہوا (صلے اللہ علیہ وسلم) جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حرص کرنے والے ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور (ہر وقت ہر زمان) رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ ہماری تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے۔ مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشائی کی صورت کو بھی اللہ تعالےٰ نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا۔ تو آپ کی امداد ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا ہی یہ عقیدہ ہے۔

۴- مائدہ ۶/۸ { اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (اور کوئی بات نہیں تمہارا مددگار اللہ تعالےٰ ہے اور اس کا رسول

marfat.com

(صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو دوست بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ بھی اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بھی اور اولیاء کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص اُن سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں مستغیث کو ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

وہابی "یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔

محمد عمر "اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد روحانیت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی اُن کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ اُن کی روحانی طاقت عالمین میں یکساں رہتی ہے۔ اور خصوصاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور اولیاء کرام کا محض انتقالِ مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بھی سواءٌ مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ یعنی اُن کی حیات و ممات یکساں ہے ارشاد فرمایا ہے۔ اہل قبور سے ہمیں آس نہیں توڑنی چاہیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

۵۔ الممتحنہ [۲۸/۲] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ہاں اے ایمان والو قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم اُن سے دوستی نہ کرو کہ وہ آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں جیسا کہ

marfat.com

کفار قبروں والوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں)

باقی رہا کہ اہل قبور کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

نسائی ۱/۲۴۲ } عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اُتِيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں ایک رات سیر کرایا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال بھی وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی ولایت میں غافل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور ہے۔ تو اس کی امداد بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کوئی تخصیص دنیا میں رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اس نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو ہم مخصص کون ہو۔

باقی رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کئی احادیث صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے۔

۶۔ بخاری شریف ۱/۱۸۳ **ترمذی شریف** ۱/۱۲۷ } عن انس بن مالك اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی لوگوں کو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں تو اُن کے جوتوں کی آواز وہ صاحب قبر سنتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ اُس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تو دُلہن کی مانند سو جا،

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ تعالےٰ امداد کا ارشاد فرما دے تو فوراً انکار کر دو۔

"وہابی" کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

"محمد عمر" ضرور۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اعراف ۲/۸ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک ہم نے بنایا شیطانوں کو بے ایمانوں کیلئے مددگار)، کیا تمام جن وانس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارا انصاف اجازت دیتا ہے؟ جادو کے نفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سُنیئے:۔

۷۔ بقرہ ۱/۱۲ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (تو سیکھتے تھے وہ لوگ اُن دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور

marfat.com

وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ)

جادو کا نقصان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت انکو اللہ کی دی ہوئی ہے اس سے انکار ہے۔

۸ مستدرک ۲/۶۱۵ } عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب اسألک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم أخلقہ قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی ادعنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک ھذا حدیث صحیح الاسناد (عمر بن خطابؓ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل۔ تاکہ تو مجھے بخشدے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو محمد علیہ الصلوٰۃ کو کیسے جانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابھی اس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سر اٹھایا۔ عرش کی چوکھٹ پر لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف دیسے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ کہا اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک وہ تمام خلق سے زیادہ محبوب ہے اس کی طفیل مجھ سے دعا مانگ تو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر

marfat.com

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی سندیں درست ہیں،

فرمایئے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک تھا تو کیا اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبق دیا۔ معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے توسل سے اللہ تعالےٰ دعا جلدی منظور فرماتے ہیں۔

۹۔ مستدرک ۱/۵۲۶ و ۱/۳۱۳
ابن ماجہ ص ۱۰۰
ترمذی شریف ۲/۱۹۰

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ اِنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صلى اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى اللہ عَلَيْهِ وسلم عَلِّمْنِيْ دَعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ يَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيَّ بَصَرِيْ فَقَالَ لَهٗ قُلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ اَنْ يَّرُدَّ بَصَرِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَدَعَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ فِي الْمُسْتَدْرَكِ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ فَتُقْضٰى لِيْ (عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا سکھایئے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری آنکھوں کو بینا کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی کی امداد کے ساتھ نبی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اس نابینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک بینا ہو گیا۔ اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب

marfat.com

وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ)

جادو کا نقصان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت انکو اللہ کی دی ہوئی ہے اس سے انکار ہے۔

۸ مستدرک ۲/۶۱۵ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب اسألک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم أخلقہ قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی ادعنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک ھذا حدیث صحیح الاسناد (عمر بن خطابؓ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل۔ تاکہ تو مجھے بخشدے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو محمد علیہ الصلوٰۃ کو کیسے جانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابھی اس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سر اٹھایا عرش کی چوکھٹ پر لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف دیے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ کہا اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اس کی طفیل مجھ سے دعا مانگ تو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر

marfat.com

۱۳۔ ادب المفرد للبخاری ص۱۹۳ شرح شفا علی قاری ۲/۴۱

شرح شفا للخفاجی ۳/۲۹۰ کتاب الاذکار للنووی ص۱۳۵ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدَاہ وَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ وَقَعَ مِثْلُہٗ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالےٰ عَنْہُمَا فَقَالَ یَا مُحَمَّدَاہ (عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہوگیا۔ تو کسی آدمی نے اُسے کہا کہ تو اپنے بڑے محبوب کو یاد کر۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یا محمداہ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمائیے اور ابن عباسؓ سے بھی ایسے ہی روایت مذکور ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمداہ)

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو وقتِ مصیبت یا محمداہ یعنی متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا حرفِ ندا سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عقیدہ اور عمل اور فتوےٰ جو خیر القرون سے ہے

کنز العمال ۷/۱۹۶ وَاَنَا بَیْنَ اَظْہُرِکُمْ نَا اللّٰہُ کَافِیْکُمْ وَرَسُوْلُہٗ قرب قیامت جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کو شیاطین ثابت قدم رکھیں گے اور میں تمہارا پشتیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تمہارے لیے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرب قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی غائبانہ امداد فرمائینگے یعنی قیامت کا قرب ہوگا دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور

marfat.com

کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما)

اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہوئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ کو آپ کی سفارش کا جتانا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ کے اسم پاک ذاتی کو یا محمدؐ کہہ کر پکارنا۔ تاکہ آپ کی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے (۴) اس پکار کو اللہ تعالےٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

۱۰۔ معجم صغیر للطبرانی ص ۱۰۳ } میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عثمان بن حنیفؓ نے کسی دوسرے آدمی کو یہ دعا فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہوگئیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن حنیفؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا

۱۱۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۶۰ } عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً قَضَیْتُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ (حضرت خالدؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا میں اس کی سو حاجت کو پوری کرتا ہوں)

۱۲۔ کنز العمال ۶/۴۲ } اَلَا مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَحِمِیْ لَا تَنْفَعُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ رَحِمِیْ لَمَوْصُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کیا حال ہوگا ان قوموں کا جو گمان کریں گی کہ میرا رحم نفع نہیں پہنچاتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک میرا رحم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

marfat.com

اپنے کبار مشائخ کا تجربہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استعانت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہے۔

۱۶۔ تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵ | وَاَخْرَجَ الْبَزَّازُ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِی الْاَرْضِ سِوَی الْحَفَظَةِ یَكْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا اَصَابَ اَحَدُكُمْ شَیْءٌ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ الْاِسْتِعَانَةِ بِمَنْ لَا یَرَاهُمُ الْاِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِی الْجِنِّ وَلَیْسَ فِیْ ذَالِكَ بَاْسٌ كَمَا یَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ یَسْتَعِیْنَ بِبَنِیْ آدَمَ اِذَا عَثَرَتْ دَابَّتُهٗ اَوْ انْفَلَتَتْ۔ (اور ابن عباسؓ کی حدیث سے بزار نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے جو درخت کا پتہ بھی زمین پر گرے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیئے۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کو پہنچو مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ (یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں) اور حدیث میں دلیل ہے استعانت کے جواز پر جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ بنی آدم سے (غائبانہ) مدد طلب کرے۔ جب اس کا چوپایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے فرمایئے جناب اب تو تمہارے سردار کی صحیح حدیثیں بیان ہو گئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتوےٰ بھی نہیں دے سکتے۔ پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا۔ جو تمہارے لئے بڑی حجت ہے۔

marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد ختم نہ ہوگی۔ سب کے سب منقطع ہونگے لیکن آپکا اسراء زائل ہوگا

۱۴۔ شرح فقہ اکبر ص۱۱۳ { فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَبُّ النِّسْبَۃِ اِلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ کَاشِفُ الْغُمَّۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ (پس تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام اُمتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے نبی منسوب ہیں۔

۱۵۔ تحفۃ الذاکرین شوکانی ص۱۵۵ / کتاب الاذکار ص۱۰۰ { عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّۃُ اَحَدِکُمْ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَلْیُنَادِ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَحْبِسُوْا

اَحْبِسُوْا قَالَ النَّوَوِیُّ بَعْدَ اَنْ رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ کِتَابِ ابْنِ سُنِّیٍ قُلْتُ وَحَکٰی لِیْ بَعْضُ شُیُوْخِنَا الْکِبَارِ فِی الْعِلْمِ اَنَّھَا انْفَلَتَتْ مَعَنَا بَھِیْمَۃٌ فَعَجَزْنَا عَنْھَا فَقُلْتُہٗ فَوَقَفَتْ فِی الْحَالِ بِغَیْرِ سَبَبٍ

(ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے۔ اے اللہ کے بندو روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے بھی وہی (یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَحْبِسُوْا) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رُک گیا)

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر حاجات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رئیس وہابیین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے

marfat.com

اور احناف بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون ہے۔

قصص ۲۸/۶ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کھچے چلے آتے ہیں اسکی طرف ہر شی کے پھل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔

اس آیتہ کریمہ میں اللہ رب العزۃ بیت اللہ کے مجاوروں کنجی برداروں کو اپنا احسان جتا رہے کہ یہ تمہارے پاس جو پھلوں کے نذرانے چاروں طرف سے کھچے چلے آتے ہیں کوئی ٹوکری پھلوں کی لا رہا ہے کوئی جھولی بھر کر لا رہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لا رہا ہے ہر ملک سے چڑھاوے چڑھ رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق حلال پاک ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا۔

۱۔ بیت اللہ کی کنجی برداری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری بحکم الٰہی جائز ثابت ہوئی۔ جو أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ سے ثابت ہے۔

۲۔ مقامات متبرکہ کی طرف پھلوں کے نذرانے لے جانا جیسا کہ اليه کی ضمیر ثبوت دے رہی ہے۔

۳۔ مقامات متبرکہ کے چڑھاوے یہ غذائی رزق حلال پاک اور خاص غذائی انعام ہے جس پر اس کا احسان ہو رہا ہے۔

۴۔ یہ رزق جو عوام وہاں لے جاتے ہیں جب وہ وہاں دیا جائے تو رِزْقًا مِّن لَّدُنَّا یعنی پھر وہ خاص غذائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاورین اس کو تقسیم کر دیں تو تبرکاً پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رِزْقًا مِّن لَّدُنَّا

marfat.com

۱۷۔ قصیدۃ النعمان ص۶۳ } مرثیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یَا مَالِکِی کُنْ شَافِعِی فِی نَاقَتِی ۔۔۔ اِنِّی فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَ

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی ۔۔۔ جُدْ لِی بِجُوْدِکَ وَارْضَنِی بِرِضَاکَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ ۔۔۔ لِاَبِی حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

(اے میرے مالک (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے) میرے ناقہ میں سفارش فرمایئے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنیٰ کا محتاج ہوں۔ اے جن و انسان کے بزرگ ترین اے مخلوقات کے خزانے اپنی سخاوت سے کچھ مجھے بھی عطا فرمایئے۔ اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے تمام مخلوقات میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی نہیں۔)

حنفی کہلانے والو یہ ہے امام ابوحنیفہؒ کا مذہب :۔ اب تم اپنی حنفیت کو امام ابوحنیفہؒ کے عقیدہ کی کسوٹی پر پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمداد من عباد اللہ کا انکار کرکے حنفی کہلانے کے حقدار ہو یا وہابی؟

نذر و نیاز اور قبور بزرگان دین پر اچھاڑ چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا برا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنیوالوں کو معاذ اللہ ٹھگ اور دن کے ڈاکو کہتے ہیں۔

marfat.com

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کیا اماں جان (میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کا طلبگار ہوں) میرے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے اچھاڑ اٹھایئے تو اپنے میرے لئے تین قبروں سے اچھاڑ کو ہٹایا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبور کی زیارت کے لئے جانا (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا ورنہ آپ سیدھے روضہ اطہر پر پہنچ جاتے (قبر پر) اچھاڑ کا ہونا ثابت ہوا۔

قبور پر اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب ۲/۲۲۷ (فی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سُجِّیَ قَبْرُهَا بِثَوْبٍ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھایا گیا۔

توبۃ ۱۱/۱۳ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمایئے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجئے اور اس کے ساتھ ان کے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمایئے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد ازاں) ان کے لئے دعا خیر بھی فرمایئے آپ کا دعا فرمانا ان کے لئے تسلی ہے اور اللہ تعالےٰ بڑا دعاؤں کے سننے والا ہے اور دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر و بزرگان دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

marfat.com

ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

۵۔ اگر مجاورین بے علم بھی ہوں تو رب العزت ان کے بے علم ہونے کی وجہ سے ان کے نذرانے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بے عمل نہ ہونا چاہیئے کیونکہ بے عمل لائق مجاورۃ نہیں۔

وہابی "تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاوری سے قبور کی مجاوری کا استدلال لے لیا وہ قبر ہے وہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاوری جائز ہوتی تو صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ کرتے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے ہو۔

محمد عمر "بیت اللہ تو ابوجہل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر ابراہیم علیہ السلام کی یا آدم علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد سمجھ لو گے اور اس کے حرم خاص مطاف میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت بفضلہ موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی ضمیر بیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ نذر و نیاز لوگ لاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کہلاتے مجاورین تھے اور مجاوریت کا ثبوت قرآن کریم میں لَا يُجَاوِرُونَكَ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاوری نصیب نہ کرے گا اور تیسری عرض ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی کنجی برداری اور مجاورت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود سرانجام دیا ہے سنیئے۔

مشکوۃ شریف ۱۴۹

ابوداود ۲/۱۰۳

حدثنا احمد بن صالح ابن ابی فدیک اخبرنی عمر وابن عثمان بن هاني عن القاسم قال فقلت على عائشة فقلت يا امه اكشفي لي عن قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم و صاحبيه رضي الله تعالى عنهما فكشفت لي عن ثلثة قبور۔

marfat.com

حَتّٰی تَاْتِیَ بِہِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ بَعَثَتْ مَعَہٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَہٗ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَمَعَہٗ شَیْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَھَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھالے حتّٰی کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھیجیں تو بچے کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شئی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔

پھر آگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی اور اسکا نام عبداللہ رکھا۔ یہ بچہ عبداللہ بن ابی طلحہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا ماقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمَا فِیْ لَیْلَتِھِمَا آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے سات مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر اولیاء اللہ کی دعا سے خداوند کا بچہ عطا کرنا۔

۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہو اس کو ان کے پاس بھیجنا۔

۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا۔

۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچے کو گود میں اٹھانا۔

۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خود گھٹی دینا۔

۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا

۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمانا۔

marfat.com

۲۔ معتقدین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

۳۔ بعد از قبول نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

طلاق ۲۸/۱ { وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالےٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متقین چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی آسرا رکھتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالےٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ مگر بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں تو ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ بافراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے (حاسد جلیں تو جلیں اس کو کیا اور اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے)

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲۰۹/۲ { فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَحْمِلْهُ

نذرانہ بھیجنا۔

۲۔ پھلوں کو سامنے رکھکر اہل اللہ کا دعا کرنا یا قرآن پڑھنا

۳۔ پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے۔

ثُمَّ یُعْطِیْہِ اَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُہٗ مِنَ الْوِلْدَانِ پھر آپ اس نذرانے کو حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

"بچے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تبرک لے کر ضرور خوش ہوتے ہونگے" اور سنیئے

معجم صغیر ۱۶۳ } عن ابن عباسؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا اُتِیَ بِالْبَاکُوْرَۃِ مِنَ الثَّمَرَۃِ قَبَّلَھَا وَجَعَلَھَا عَلٰی عَیْنَیْہِ ثُمَّ اَعْطَاھَا اَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُہٗ مِنَ الْوِلْدَانِ

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے کہ بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب پہلے پھل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم توبہ کرو اور بزرگان دین کو پہلے پھل کا نذرانہ دیا کرو تاکہ برکت حاصل ہو جاوے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا پڑھنا اور تبرکاً اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف ۲/۲۲۳ } عن ابی ھریرۃ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی

marfat.com

پیروں بزرگوں پیغمبروں کو پہلا پھل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا۔

مسلم شریف ۱/۴۴۲
ابن ماجہ ۲۴۷

عَنْ ابی ھریرۃ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِذَا اَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا ثُمَّ یُعْطِیْہِ اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَہٗ فَیُعْطِیْہِ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھلوں کا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مُدّ میں برکت فرما۔ (جب دُعا کو ختم فرماتے) پھر چھوٹے بچوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے آگے امام نووی نے لکھا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ذَالِکَ رَغْبَۃً فِیْ دُعَائِہٖ لِلثَّمَرِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَالصَّاعِ وَالْمُدِّ وَاِعْلَامًا لَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم بِاِبْتِدَاءِ اِصْلَاحِھَا لِمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا مِنَ الزَّکٰوۃِ وَغَیْرِھَا وَتَوْجِیْہِ الْخَازِنِیْنَ

اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پہلا پھل باغات سے پیروں پیغمبروں بزرگوں کو پھلوں میں برکت کے واسطے

marfat.com

نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے تھوڑے کھانے کو تبرکاً باقی تمام کھانے میں ملائیں تو تم سیخ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنئے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شادی کی تو ولیمے کے کھانے پر آپنے خود ختم پڑھا۔

مستدرک ۲/۴۱۷ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم زَیْنَبَ بَعَثَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ حَیْسًا مِنْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَۃٍ قَالَ اَنَسٌ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْهَبْ فَادْعُ مَنْ لَقِیْتَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَذَهَبْتُ فَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اِلَّا دَعَوْتُهٗ قَالَ وَوَضَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَهٗ فِی الطَّعَامِ وَدَعَا فِیْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَجَعَلُوْا یَاْکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روائت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دلیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھے جو مسلمانوں سے ملے بلا لا تو میں نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھا بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی صلے اللہ

marfat.com

اللہ علیہ وسلم تمرات فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادع اللہ فیھن بالبرکۃ فضمھن ثم دعا لی فیھن بالبرکۃ فقال لی خذھن فاجعلھن فی مزودک ھذا او فی ھذا المزود کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا فادخل یدک فیہ فخذہ ولا تنثرہ نثرا فقد حملت من ذالک التمر کذا وکذا من وسق فی سبیل اللہ وکنا نأکل منہ ونطعم وکان لا یفارق حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ انقطع ھذا حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ فقد روی ھذا الحدیث من غیر ھذا الوجہ عن ابی ھریرۃ۔

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو جمع کیا پھر ان میں برکت کے لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھالے اور ان کو اپنے اس توشہ دان میں ڈال لے جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو لے اور اس توشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے فی سبیل اللہ کئی اونٹ کے لدے لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل ذخیرہ ختم نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔

اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ بزرگوں کے دربار میں نذرانے لے جانا۔

۲۔ جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے۔

۳۔ اس کو تبرکا باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت ہوتی ہے بدعت نہیں شرک

marfat.com

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس طعام کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اسکو چاٹتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

۲۔ برکت والے دن کا تقرر کرنا۔

۳۔ نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

وہابی "بزرگوں کے لئے نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہو جائیں لیکن بعض پیر ایسے ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا ہی تنگ ہو وہ اپنی نذر لینے سے درگزر نہیں کرتے۔

محمد عمر "جو بزرگان دین ہیں اور رہنمایان طریقت ہیں وہ کسی سے مانگتے نہیں جاتے۔ رعیان رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے پیشہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو مہتمم نہیں مگر پیشوایان حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذرانہ مالا نوال له اجرہ پیش کر دے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا تو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالک کل کو بھی راضی کرتا ہے۔

تنگی کی حالت میں صرف کر کے پیشوایان حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف ۱/۵۲۵ } عن ابی هریرة ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فبعث الی نسائه

علیہ وسلم نے اپنا دست پاک کھانے پر رکھا اور اس پر دعا فرمائی اور فرمایا رماشاء اللہ فرمایا تمام ہی (اس پیالہ ولیہ کو) کھا کر سیر ہوتے اور نکل جاتے۔

اس حدیث شریف سے چار امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ پتھر کے ایک پیالے سے کئی آدمیوں کا سیر ہونا۔

۲۔ ولیمہ کھلانا سنت ثابت ہوا۔

۳۔ میٹھا ولیمہ پکا کر نذرانہ بھیجنا اور آپ کا قبول فرمانا۔

۴۔ کھانا کھانے سے پہلے کھانے پر دعا پڑھنا۔

کیوں جناب وہابی صاحب تم نے بھی کبھی اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

دن مقرر کر کے نیاز پکانا

بخاری شریف ۱/۱۲۶ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِيْنَا امْرَءَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى اَرْبِعَاءَ فِيْ مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِيْ قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ اُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَهُ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذَالِكَ الطَّعَامَ اِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذَالِكَ۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں ایک عورت تھی جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چقندر بوتی تو جب جمعہ کا دن ہوتا چقندر کی جڑیں علیحدہ کر کے دیگچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی بھر جو ڈال کر تمام کو (نیاز) پکاتی تو چقندر کی جڑیں اس میں گوشت کے قائمقام ہوتیں

marfat.com

ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ رات کو تمہاری اس کارروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ رہبر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا خواہ کیسا بھی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی رضا سے رضا مرشد کو مقدم رکھنا۔

۲۔ پیشوا کا مہمان نوازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم وارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل وعیال کو بھوکا سلائے اور اس حالت میں بھی معترض نہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

۳۔ مرشد کی رضا سے بموجب آیتہ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

۴۔ خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

۵۔ صاحب ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی رحمتہ الٰہیہ کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مستدرک ۱/۶۲ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

marfat.com

فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ یُضَیِّفُ
اَوْ یُضِیْفُ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی اِمْرَاَتِہٖ
فَقَالَ اَکْرِمِیْ ضَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا
قُوْتُ صِبْیَانِیْ فَقَالَ ھَیِّئِیْ طَعَامَکِ وَ اَصْبِحِیْ سِرَاجَکِ وَ نَوِّمِیْ صِبْیَانَکِ اِذَا
اَرَادُوْا عِشَاءً فَھَیَّاَتْ طَعَامَھَا وَ اَصْبَحَتْ سِرَاجَھَا وَ نَوَّمَتْ صِبْیَانَھَا
ثُمَّ قَامَتْ کَاَنَّھَا تُصْلِحُ سِرَاجَھَا فَاَطْفَاَتْہُ فَجَعَلَا یُرِیَانِہٖ اَنَّھُمَا یَاْکُلَانِ
فَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
فَقَالَ ضَحِکَ اللّٰہُ اللَّیْلَۃَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِکُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی
اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وسلم کے دربار شریف میں حاضر ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف
بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مامور کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں
نے اپنی بیوی کو کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو ان کی بیوی صاحبہ
نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں
تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں
کو (بھوکے) سلاؤ جب انہوں نے عشا کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر لیا اور چراغ
روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر کھڑی ہو گئیں گویا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اسکو بجھا دیا تو
دونو ایک دوسرے کو کھاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں (درویش بنی کو کھانا کھلا دیا) اور خود
دونو بھوکے ہی رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر

marfat.com

هَدِيَّةٌ فَاَكَلَ مِنْهَا وَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روائت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تازی کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجوریں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی (تو میں نے مال زکوٰۃ آپ کو، خود نہ تناول فرماتے دیکھا اور نذرانہ قبول فرماتے اور استعمال کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا، پھر میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔ کیوں زکوٰتی ملانو اب بتاؤ طلبا کے نام سے زکوٰۃ مال خود ہضم کر جاؤ تو تمہارے لئے جائز اور اولیاء اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے سے مریدین و معتقدین کو بھیج کر بلا طلب نذرانے عطا فرماوے تو ان کو حرام کہو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکور کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے معتقدین و مریدین سے بلا طلب نذرانے قبول فرمانا سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشکوک ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

---

marfat.com

بھائی ہم تو خوشحال ہوں یا تنگحال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الٰہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

وہابی "پیری مریدی محض کھانے کا ڈھنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اور پیسے بٹور لیے۔

محمد عمر "فقیر نے پہلے قرآن وحدیث سے بوضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن اب تمہارے اس اعتراض کو بھی رد کرتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو ھدیہ پیش کرنا اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ہدیہ پیش فرمایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

مستدرک ۳/۶۰۴ | **دلائل النبوۃ** ۱/۸۹

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ . . . قَطَعْتُ تَمْرًا جَيِّدًا ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ فَقَالَ لِقَوْمِهِ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ ثُمَّ لَبِثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذْتُ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ

marfat.com

پیر اور جمعرات کو زیادہ روزے رکھتے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اس کے متعلق، عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیر والا اور ہر جمعرات یا ہر دن پیر والا کے یا ہر دن جمعرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی خصوصیت اور فضیلت ہے کہ اس دن میں عبادت زیادہ کرتے ہیں اور اپنے اکابرین کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ تاکہ جانبین کی بخشش کا باعث بنے۔

۴۔ ترمذی شریف ۱/۹۳ حدثنا محمد بن یحیی نا ابو عاصم عن محمد بن رفاعۃ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ الْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَ اَنَا صَائِمٌ۔

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر والا اور جمعرات کے دن تمام اعمال (دربار الٰہی میں) پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔

یہ محض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیر والا اور جمعرات کو روزہ رکھ تاکہ جب دربار الٰہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہو تو تیری بخشش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کا سفید چیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُزَکّٰی ہیں۔ اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو شاید دشمن کہے معاذ اللہ اپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بقول دشمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فعل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَاتٍ کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہو گی تو جب آپ کو

marfat.com

وہابی جمعرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور جمعرات منانے والوں کو محل کرتے ہیں۔ اور احناف جمعرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلت جمعرات

۱۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ { اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو برکت عطا کر جو جمعرات کے دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

۲۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ { اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔

امام بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پیر کے دن اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ۲/۳۲۹ { حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا ابو عاصم انا محمد بن رفاعۃ عن سھیل ابن ابی صالح عن ابیہ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكْثَرُ مَا یَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَ الْخَمِیْسِ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ كُلَّ اِثْنَیْنِ وَ خَمِیْسٍ اَوْ كُلَّ یَوْمِ اِثْنَیْنِ وَ خَمِیْسٍ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

محمد عمر "بھائی ہم اکثر اپنے قریبی فوت شدہ کے لئے ہی یہ تمام صدقہ خیرات وروزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں زیادتی ہو اور اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کے قانون سے ان کی سیئات خداوند کریم مٹادیں اور حسنات کی زیادتی سے اس کی بخشش ہو جائے لیکن بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کار خیر سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات تقسیم فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف سے روزہ رکھتے ہیں۔ تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت وَرَضُوْا عَنْهُ کے قانون سے ان کی رضا کے لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طفیل اور ان کی دعا سے ہماری بخشش بھی ہو جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کار خیر کی وجہ سے جو محض للہ کیا گیا ہے بخشش فرمادیں اور جمعرات کے دن کی فضیلت ملاحظہ ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۵۔ کنز العمال ۶/۲۶۹ } تُفْتَحُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ وَتُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ اِثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ تمام جنت کے دروازے ہر پیر وار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیر وار و جمعرات کو تمام اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

marfat.com

یہ درجہ حاصل ہے۔ تو ثابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی منزش والا فعل وقوع میں آ ہی نہیں سکتا پھر میرے اعمال پیش کئے جاویں تو میں روزے دار ہوؤں کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیات کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پیر دار اور جمعرات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربار الٰہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیات بھی ہوں گے اس لئے میں ان دونو دنوں میں روزہ رکھتا ہوں تاکہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال سیئہ کو معاف فرمادے جب آپ ان دونوں دنوں میں ہماری معافی کے لئے اتنی کوشش فرمادیں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی ان دونوں دنوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تاکہ ہماری بھی ان دونوں دنوں میں سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہوجاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت و استغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہماری سمجھ میں جمعرات اور پیر دار کی خصوصیت آچکی ہے۔ ہم خصوصاً ان دونو دنوں میں ہر عبادت اور صدقے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی اگر امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تو کوشش کرلو ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم وہابی ہمیں مطعون کرتے ہو کہ یہ جمعراتی ملاں ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن و تشنیع جمعرات کی کروگے یا نہیں اور کرنی چاہیئے یا نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ متقدمین و سابقین کیلئے ہی کوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

وہابی "تمہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگان دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔ کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو جملہ تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا کلام پڑھ کر بخشی تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو

marfat.com

فضیلت حلوا و شہد

ابن ماجہ ۲۴۶ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حلوے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اب تمہارا طعن کہاں تک پہنچتا ہے خود سوچو

فضیلت گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ۔ ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے

ابن ماجہ ۲۴۷ عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَۃً بَیْضَاءَ مِنْ بُرَّۃٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَۃً بِسَمْنٍ نَاْکُلُھَا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دلی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پراٹھا گھی کا گندھا ہوا ہوتو کھائیں معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گھی کے پراٹھے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کرتے تھے۔ آپ تناول فرماتے ملاحظہ ہو۔

marfat.com

کیوں جناب وَجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَّوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کا پورا نقشہ بنتا ہے یا نہیں تو تم کو بھی اگر فریق اول میں شامل ہو کر اسی حلیہ سے کھلے دروازوں جنت میں پہنچنے کی خواہش ہے تو جمعرات منا لو ورنہ دوسرے فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

وہابی "بھلا مروی صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی فضیلت ہے اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملانوں کو جمعرات کے دن حلوا اور گوشت گھی والے پراٹھے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان کو لوگ یہی زیادہ تر دیتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

محمد عمر "حلوا اور گوشت دودھ وغیرہ محض ملانوں اور مسلمانوں کو ہی پسند نہیں بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ سنیئے

فضیلت دودھ

ابن ماجہ ۲۴۶ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَكَةٌ اَوْ بركتان۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ فرماتے ایک برکت ہے۔ یا دو برکتیں۔

marfat.com

وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلُ ذَالِکَ ھٰذا حدیث حسن غریب من حدیث سعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں ہیں یا اپنے کہا کہ کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتادوں سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ (اخیر لاحول ولاقوۃ الا باللہ تک جو اوپر لکھا ہے تمام ایسے ہی پڑھیں) اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ گٹھلیوں یا پتھر کے کنکروں کے ساتھ تسبیح وغیرہ پڑھا کرتے تھے تو بزرگان دین بھی گٹھلیاں اور کنکریاں ملا کر سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکل فرمادیا اور پھر اس کی آسان صورت بھی فرمادی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان کا وظیفہ کرو اور نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ وعبادت کرنے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا جیسا کہ تمہارا دعوےٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت حسنہ ہوتی سیئہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج ہوا تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی روک دیتے تمہیں آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں روکا تو تمہاری آج کون سر پھرا مانتا ہے اور سنیئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور ہیں جو اس کے لئے ممد وشاہد ہے۔

مستدرک ۱/۵۴۷ } حدثناہ اسمٰعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد

marfat.com

ایک پراٹھ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمانا

ابن ماجہ ۲۴۷ { عن انس بن مالك قَالَ صَنَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم خُبْزَةً وَصَنَعَتْ فِيهَا شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ - انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پراٹھ گھی کا تیار کیا معلوم ہوا کہ آپکو پراٹھ کے نذرانے کہتے تھے۔ باقی گٹھلیوں کے ساتھ ذکر و صلوۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگانِ احناف نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کی تسبیح اور وظیفہ پڑھنا

ترمذی شریف ۲/۱۹۶ { حدثنا احمد بن الحسن اصبغ بن الفرج اخبرنی عبد اللہ بن وھب عن عمرو بن الحارث انہ اخبرہ عن سعید بن ابی ھلال عن خزیمۃ عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص عَنْ أَبِيهَا أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ قَالَ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَالِكَ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَالِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ

یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھا دیجئے آپ نے فرمایا تو پڑھ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور بخاری مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جو کئی اسناد سے محدثین کی معتبر اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گٹھلیوں سے درود وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ عائد ہوتا ہے وہ میں وہابی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگا لیں گے۔

"وہابی" بھائی صاحب جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمَا ھُوَ الْیَسِیْرُ عَلَیْکَ مِنْ ھٰذَا اَوْ اَفْضَلُ کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

"محمد عمر" قانون خداوندی ہے کہ خداوند دینی دشمن سے جب علم چھینتا ہے تو عقل بھی ساتھ ہی مفقود کر دیتا ہے اگر ھذا کا مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو آپ اسم اشارہ ھٰذِہٖ مونث فرماتے کیونکہ مرجع مونث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب الیسر اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ ھذا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و نواۃ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہما جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو تمہارے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں

marfat.com

بن الحسن بن قتیبہ العسقلانی ثنا حرملۃ بن یحییٰ انبانا ابن وھب اخبرنی عمرو بن الحارث اَنَّ سعید بن ابی ھلال حدثہ عن عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن ابیھا الخ اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداود نے باب التسبیح بالحصیٰ لکھ کر اس روایت کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے سنیئے۔

۲۔ ابوداؤد ۱/۲۱۷ باب التسبیح بالحصیٰ حدثنا احمد بن صالحنا عبداللہ بن وھب اخبرنی عمرو اَنَّ سعید بن ابی ھلال حَدَّثَہٗ عَنْ خُزَیْمَۃَ عَنْ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنھا عن ابیھا الخ۔ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مسلمانوں کے لئے بلا تاویل حجۃ ہے کوئی ایمان لائے یا نہ

۳۔ مستدرک ۱/۴۷۷ حدثنا علی بن الحسناد العدل ثنا ھشام ابن علی السدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا ھاشم بن سعید عن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَیْنَ یَدَیَّ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ نَوَاۃٍ اُسَبِّحُ بِھِنَّ فَقَالَ یَا بِنْتَ حُیَیٍّ مَا ھٰذَا قُلْتُ اُسَبِّحُ بِھِنَّ قَالَ قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَلٰی رَاْسِکِ اَکْثَرَ مِنْ ھٰذَا قُلْتُ عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ قُوْلِیْ سُبْحَانَ اللہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ ھٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

صفیہ بنت حُیَیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی تھیں ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے حُیَیٍّ کی بیٹی

marfat.com

تم دفنا کر آتے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے ملنے والے آکر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ چھوڑی میت کی رچانا شرع میں درست ہے ؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف سے گڑھی ہوئی ہیں۔

محمد عمر "کپڑا بچھا کر بیٹھنا یا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً نا جائز نہیں باقی رہا بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لئے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور میت کے لئے کچھ قرآن پڑھکر بخشنا یا اُن کے حق میں دعاء خیر تو یہ بھی سنت ہے سنیئے

پھوڑی کا ثبوت

ابوداؤد ۲/۸۹ عن عبدِ اللہِ بن عَمْرِو بن العاصِ قَالَ قَبَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَعْنِی مَیِّتًا فَلَمَّا فَرَغْنَا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَانْصَرَفْنَا مَعَہٗ فَلَمَّا حَاذٰی بَابَہٗ وَقَفَ فَاِذَا نَحْنُ بِامْرَاَۃٍ مُقْبِلَۃٍ قَالَ اَظُنُّہٗ عَرَفَہَا فَلَمَّا ذَھَبَتْ اِذَا ھِیَ فَاطِمَۃُ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَخْرَجَکِ یَا فَاطِمَۃُ مِنْ بَیْتِکِ قَالَتْ اَتَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَھْلَ ھٰذَا الْبَیْتِ فَرَحِمْتُ اِلَیْھِمْ مَیِّتَھُمْ اَوْ عَزَّیْتُھُمْ بِہٖ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی

marfat.com

نے آپ کا فرمودہ وظیفہ انہی گٹھلیوں پر پڑھا۔

میت کو قبر میں دفن کر کے احناف اس کے سر کی جانب بیٹھکر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی بدعت سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

بیہقی شریف ۴/۵۶ اخبرنا ابوعبد اللہ الحافظ حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد قَالَ سألت یحیٰی بن معین عن القراءۃ عند القبر حدثنا مبشر بن اسماعیل الحلبی عن عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیہ انہ قال لبنیہ اذا دخلتمونی قبری فضعونی فی اللحد وقولوا باسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ وسنوا علی التراب سنا واقرؤا عند راسی اول البقرۃ وخاتمتہا فانی رأیت ابن عمر یستحب ذالک

عبدالرحمٰن اپنے باپ علاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کر لو تو مجھے لحد میں رکھو اور کہو اللہ کے نام سے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم اسکو رکھ رہے ہیں اور میری قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقر کا اول پڑھنا یعنی الم سے اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک اور اخیر کی آیتیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک کیوں جناب وہابی صاحب تم نے کبھی اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احناف ہی ہیں۔

"وہابی" تمہارے مرنے وغیرہ میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب

marfat.com

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت والوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت ہے

وہابی "میت والے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا اور وہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔

محمد عمر "بھائی فقیر اسکو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میّت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف ۲/۳۰۳ } عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی سنیئے

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ حَتّٰى رَئَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ .

پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ نے دونوں دست پاک اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دعا کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

وہابی "معلوم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں مانگ لیتے ہو تو ایک زور سے بول اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔

marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آرہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تجھے کس کام نے اپنے گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گھر والوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یا میں نے ان کی دلجوئی کی میت کے سبب۔

کیوں جناب وہابی صاحب ثابت ہوا کہ آپ کے زمانہ میں بھی چھوڑی کا رواج تھا۔ اور ان کی چھوڑی پر میت کی فاتحہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی ترغیب دلائی جاتی۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ دلجوئی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور چھوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی ضرور بچھاتے ہونگے ورنہ تمام قریبی کہاں اکٹھے بیٹھتے ہونگے ہاں البتہ چھوڑی پر حق لوشی اور بے وضو بیٹھنا اور غیبت جھوٹ کا رواج شرعاً یہ منع ہے اگر باوضو بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھکر بخشے تو دونوں کو ثواب ہوگا نہ عذاب اور ثواب و سنت کے طریقہ کو عذاب کہنے والا خود عذاب میں گرفتار ہے اور سنیئے۔

ابوداؤد ۲/۸۹ عن انس قَالَ اَتَی النَّبِیُّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی اِمْرَءَۃٍ تَبْکِیْ عَلٰی صَبِیٍّ لَّھَا فَقَالَ لَھَا اتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ نے اس کو فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

marfat.com

درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

۱۔ **احزاب** ۲۲/۷ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام حق سلام بھیجنے کا (یعنی ذوق شوق سے)

اس آیۃ کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکماً فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اُس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تم بھی صلوٰۃ وسلام ذوق شوق سے پڑھو۔ لہٰذا ہر مسلمان پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے صلوٰۃ وسلام پڑھنا فرض ہوا اور اُس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحقہ حکم بجا لانا اور فریضتین سے سبکدوش ہو کر مستقل رحمت سے سرشار ہونا ہے۔ اللہ اور اُس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو رب کریم کے عمل سے بقدرِ ہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اُسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور اُن کی رحمت

marfat.com

"محمد عمر" یہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے آگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کہنے سے حضرت عبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعاءِ خیر فرمایئے تو جناب حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعاءِ خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعاءِ خیر

مسلم شریف ۲/۳۰۳ فَقُلْتُ وَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ وَاَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُدْخَلاً کَرِیْمًا وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَۃَ اِحْدٰھُمَا لِاَبِیْ عَامِرٍ وَالْاُخْرٰی لِاَبِیْ مُوْسٰی

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی دعاءِ خیر فرمایئے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخشش فرمائی پھر فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دے اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل فرما اور ابو بردہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا آپ نے ابو عامر کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

کیوں جناب دعاءِ خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس پر عمل کرنا۔

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر

marfat.com

اِس حدیث قدسی سے اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی لازمی قرار دیا۔ جیسا کہ صلوٰۃِ الٰہی پڑھی جائے تو یہ عمل ذکرِ الٰہی ہے تو اس کے بعد صلوٰۃِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرمان سے لازمی ہوا۔ تو جو شخص بعد از نمازِ فریضہ درود پاک کو بدعت سمجھے تو وہ منکرِ فرمانِ خداوندی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ پڑھنے کو بدعت کہے تو اُس کو مومن و مسلمان نہیں کہا جائیگا۔ کیونکہ اُس نے ذکرِ الٰہی کے ساتھ ذکرِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو لازمی نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں تمہیں کئی ایسی مثالیں ملیں گی جن میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمل کے ساتھ ملحق فرمایا۔ چنانچہ مذکور ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور پھر فرمایا وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی اطاعت اللہ کا الحاق اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ان کی نافرمانی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے متعلق ہے۔ ایسے ہی نمازِ فریضہ کے بعد درود شریف کا انکار کرنا عین نمازِ الٰہی کا انکار کرنا ہے۔

وہابی " نماز فریضہ کے بعد دعائیں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ لہٰذا وہ دعائیں ہی ہونگی۔

محمد عمر " بڑا افسوس ہے کہ تم ذکر اور دعا کی تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ دعائیں درود شریف کے بعد ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ کے دربار سے بغیر درود شریف دعائیں مردود ہو جاتی ہیں۔

۴۔ **ترمذی شریف** ۱/۶۴ عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطابؓ نے فرمایا۔ کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان اٹکی رہتی ہے۔ اُس سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتی جب تک کہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تو درود پڑھے)

marfat.com

سے دور ہٹا رہا ہے۔ باقی رہا نمازِ فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ وسلام کو حتی طور ادا کرنا اور اس ہیئت کذائیہ سے بلند آواز کر کے پڑھنا تو اس کا ثبوت احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے۔

۲۔ بخاری شریف ۱/۱۱۶ **مسلم شریف** ۱/۲۱۰

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِکَ اِذَا سَمِعْتُہٗ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباسؓ نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نمازِ فریضہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کونسا ذکر مراد ہو سکتا ہے۔ تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

۳۔ خصائص کبریٰ ۲/۱۹۶

عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ قَالَ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ قَالَ اللّٰہُ اِذَا ذُکِرْتَ ذُکِرْتَ مَعِیْ

(ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اللہ تعالےٰ کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ بھی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے)

marfat.com

لوٹایا۔

۶۔ ترمذی شریف ۱/۷۶ عَنْ عبد اللہ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَءْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَلْ تُعْطَہٗ سَلْ تُعْطَہٗ (حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جب بھی میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع کیا۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔ مانگ لے عطا کیا جائے گا

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے اُن کا سوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

۷۔ ترمذی شریف ۲/۱۷۴ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّھِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْھِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَھُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَھُمْ (ابوہریرہؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ فرمایا آپ نے کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر درود شریف نہیں پڑھا تو اُن پر اللہ کو اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اُن کو اور اگر چاہے

marfat.com

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے ایک واحد طاقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کی ہے۔ جو اُس دعا کو دربارِ مولےٰ تک پہنچاتی ہے۔

۵۔ ترمذی شریف ۲/۱۹۶ عن فضالۃ بن عُبَیْدٍ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ ھٰذا حدیث حسن

(فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اُس نے نماز پڑھی۔ پھر اُس نے کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ تو آپ نے فرمایا کہ اے نمازی تُو نے بڑی جلدی کی ہے۔ جب تُو نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہ۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اُس کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اللہ سے دعا مانگ۔ تو فضالہؓ نے فرمایا کہ اُس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعد ازاں نماز پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا۔ اے نمازی (اب تُو) دعا مانگ تو قبول کیا جائیگا۔

اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف پڑھے کے دعا نہ مانگنے دی بلکہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں تسبیحات و تحمید اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم پھر دعا۔ چونکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بعد از نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دہرا

marfat.com

جو شخص بلند ا میں ہے تصور کرتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔ تو اُس نے مجھے کہا کہ میں نے اُس کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس کے ساتھ کرتے دیکھا۔ اور یہ میں نے نبی صلے علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اُس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ یہ تمام آیت پڑھتا ہے۔ اور اُس کے بعد مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اُس نے کوئی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ پڑھتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ تو اُس نے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی یہ نماز کے بعد کا واقعہ جو بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اُس نے ویسے ہی بیان کیا)۔

اب تو تمہارے بڑے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ وسلام بعد از نماز فریضہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تو یہی کہونگا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلاء الافہام ص۷۳ قَالَ الطبرانی حدثنا یحیٰی ابن ایوب العلاف حدثنا سعید ابن ابی مریم عن خالد بن زید عن سعید ابن ابی ھلال عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا سَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

marfat.com

تو اُن کو بخشے۔

معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالےٰ کے عذاب اور بخشش کے مابین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انحصار ہے دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالےٰ دعا کو لوٹاتے نہیں۔

۸۔ جلاء الافہام لابن قیم ص ۲۹۰

ذکرھا ابو موسیٰ المدینی من طریق عبد الغنی بن سعید قال سمعت اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب قال اخبرنی ابو بکر محمد بن عمر قال کنت عند ابی بکر بن مجاھد فجاء الشبلی فقام الیہ ابو بکر بن مجاھد فعانقہ و قبل بین عینیہ فقلت لہ یا سیدی لتفعل ھذا بالشبلی وانت وجمیع من بغداد یتصورہ انہ مجنون فقال لی فعلت بہ کما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل بہ وذالک انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وقد اقبل الشبلی فقام الیہ وقبل بین عینیہ فقلت یا رسول اللہ ھذا بالشبلی فقال ھذا لیقرء بعد صلوتہ لقد جاء کم رسول من انفسکم الی اخر السورۃ ویقول ثلث مرات صلی اللہ علیک یا محمد فلما دخل الشبلی سالتہ عما یذکر بعد الصلوٰۃ فذکر مثلہ صلی اللہ علیک یا محمد

(ابو موسیٰ مدینی نے ہمیں بیان کیا عبد الغنی بن سعید کے طریقے سے انہوں نے کہا کہ میں نے اسمٰعیل بن احمد بن اسماعیل حاسب سے سنا کہ اُس نے کہا کہ مجھے ابو بکرؓ محمد بن عمر نے خبر دی اُس نے کہا کہ میں ابو بکرؓ بن مجاہد کے پاس تھا تو شبلی آیا۔ ابو بکر بن مجاہد اُس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا اور اُس سے معانقہ کیا اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے اُسے کہا اے میرے صاحب تو یہ شبلی کے ساتھ کرتا ہے تو اور تمام

پاس میں ذکر کیا گیا تو اُس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اُس کو جنت کا راستہ بھلا دیا جائیگا۔
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو اُن کی تمام عبادت اُن کے لئے جنت کی راہ بند ہوگی۔
وہابیوں کے سردار اور بانی وہابیت ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۱۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۴۵۹ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نسب العینِ مومناں وقرۃ العین عابدان است۔ در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالتِ عبادات و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است و بعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہتِ سریان حقیقت است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات وافرادِ ممکنات پس آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ذواتِ مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرارِ معرفت منور وفائز گردد۔ آرے شعر

در راہِ عشق مرحلۂ قرب وبعد نیست مے بینمت عیاں ودعامے فرستمت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے۔ بعض از عرفا قدس سرہم نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقتِ محمدیہ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات کے ذرّوں اور ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے خبردار رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار

marfat.com

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ آپ ہماری آواز کو جس جگہ سے بھی ہم درود شریف پڑھیں سنتے ہیں۔ آپ کی سمع مبارک کا اتنا بلند پایہ ہے تو آپ کی نظر پاک بھی ہمیں ضرور ملاحظہ فرما رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تو جیسا کہ ہمارے درود پاک کو سن کر ہماری مشکلیں حل فرماتے ہیں ویسا ہی تمہیں درود شریف پڑھنے کے وقت تمہارا استاذ ہونا بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور تمہاری اس علیحدگی کا فتوےٰ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی بیان کیا جاتا ہے:۔

۹۔ ابن ماجہ ص ۶۵ عن ابن عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خُطِئَ طَرِیْقُ الْجَنَّۃِ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھلایا جائیگا)۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نسیان کے معنی ترک کے ہیں۔ تو جو شخص درود شریف پڑھنے کے وقت درود شریف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی عامل کیوں نہ ہو اس کو جنت کا راستہ نہیں مل سکتا۔

۱۰۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۶۰ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ خُطِئَ طَرِیْقُ الْجَنَّۃِ (بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے

marfat.com

تحقیق تم نے جھٹلا دیا تو جلدی عذاب چمٹنے والا ہو گا)

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالےٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالےٰ صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کریگے اور بخشیں گے۔ ورنہ اگر تم نے دعا نہ مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اسکو جھٹلا دیا تو بفرمانِ الٰہی عذابِ الٰہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲۔ مومن ۲۴/۶ { وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (اور آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے)

اللہ کریم نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے مومنوں کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو اُن کو اللہ تعالےٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نمازِ فرضیہ جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اُس کی سزا جو اللہ تعالےٰ نے سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ فرمائی ہے نہ دیگا؟ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا اعلانِ عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ اور اُس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

۳۔ مومنون ۱۸/۶ { وَقَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا

marfat.com

سے منور اور فائز ہو جائے۔ ہاں عشق کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے میں تجھے ظاہر دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

۱۲۔ ضیاء القلوب مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب صـ۸۔ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کی دا ہنے اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کی بائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ کی ضرب دل پر لگائے۔

فرمایئے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا جس میں تمہیں عذر نہ ہونا چاہیئے ورنہ اُن پر بھی تمہیں وہی فتوے دینا پڑے گا۔ جو دوسرے عالمین پر اور جب تم نے ان پر بھی فتویٰ جڑنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثبت کرنیوالے کو خداوند جنت انشاء اللہ کبھی نہ دیگا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی بُرا جانتے ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے ہوئے تم کون ہو۔

۱۔ فرقان ۱۹/۱۶ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا رب تمہاری پرواہ نہ کریگا۔ اگر تمہاری دعا نہ ہو۔ پھر

marfat.com

انہی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان ہے وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالےٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں) یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو یقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کو اُن کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح ہو تو وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (اور نیکی پر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے رُو سے میت کی معاونت بدعا بفرمان الٰہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ مانعین کو یقین ہے کہ ہماری میت عداوتِ رسالت میں مستقل رہی ہے۔ اس کے لئے دعا سے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

۵۔ الم نشرح پ ۳۰

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا مانگو۔ اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

۶۔ تفسیر ابن جریر طبری ۳۰/۱۳۰

حدثنی علی قال حدثنا ابو صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس فی قولہ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ يَقُولُ فِي الدُّعَاءِ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے کہ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ کہ جب تُو فارغ ہووے تو کھڑا رہو۔ تو یہ قیام دعا کے واسطے ہے۔

(۲) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی قال حدثنی

marfat.com

اور قیامت کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگے ذلیل ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے رب ہمارے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے اُن کا مذاق بنایا)

اِس آیۃ کریمہ سے ثابت ہُوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور مسخرا کرتے ہیں وہ بفرمان الٰہی بلا عذر جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال کرنے کو بدعت کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔

۴۔ بقرہ ۲/۲۳ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (اور جب سوال کریں آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ اُن کو چاہیئے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ وہ رُشد پائیں)

اِس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلانِ عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت قریب ہوں۔ جب مجھ سے میرا بندہ کوئی دعا مانگے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عِبَادِيْ کی قید فرمائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو جلدی قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا نہ مانگنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ عِبَادِيْ میں داخل نہیں ہیں تو اُن کو یقین ہے کہ ہماری دعا مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق منکرین دعا سچے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور کفار کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور

marfat.com

تفسیر ہے۔ پھر قتادہ کی پھر مجاہد کی۔ لہٰذا ان تمام کی مستند تفاسیر سے اس آیۃ کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

۶۔ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل ۴/۲۲۰ (فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ) قال ابن عباس وقتادہ والضحاک ومقاتل والکلبی فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ فَانْصَبْ اِلٰی رَبِّکَ فِی الدُّعَاءِ وَارْغَبْ اِلَیْہِ فِی الْمَسْاَلَۃِ یُعْطِیْکَ (ابن عباسؓ اور قتادہ اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ جب تو نماز فرضی سے فارغ ہو جائے تو اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑا رہ۔ اور سوال کرنے میں اُس کی طرف رغبت کر وہ تجھے عطا کریگا)

۷۔ ابن کثیر ۴/۵۲۶ ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص ۶۴۷ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اُس نے اِس آیۃ کریمہ کو نازل فرما کر ہر نماز کے بعد خصوصاً نماز فرضی کے بعد دعا کو ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہو یا غیر تاکہ جو شخص نماز کے بعد دعا کو بُرا سمجھے گا تو وہ مستوجب عتاب ہوگا۔

۷۔ حشر ۲۸/۱۰ ۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر (میرے حاسد نہ پیدا کر)

marfat.com

عن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَسْئَلِ اللّٰہَ وَارْغَبْ اِلَیْہِ وَانْصَبْ لَہٗ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب تُو فارغ ہووے اُس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال کر اور اُس کی طرف رغبت کر اور اُس کے لئے کھڑا رہ)

(۳) حدثنی محمد بن عمرو قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عیسیٰ وقال حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا الورقاء جمیعا عن ابن نجیح عن مجاہد قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَانْصَبْ فِیْ حَاجَتِکَ اِلٰی رَبِّکَ (مجاہد سے روایت ہے کہ جب تُو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تُو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ)

(۴) حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ قَالَ اُمِرَ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوۃٍ اَنْ یُّبَالِغَ فِیْ دُعَائِہٖ (قتادہ سے روایت ہے کہ جب تُو فارغ ہووے تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ)

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادہ فی قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ صَلٰوتِکَ فَانْصَبْ فِی الدُّعَاءِ (قتادہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان میں۔ کہ جب تُو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑا رہ)

اس آیتہ کریمہ کی اِن تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تُو فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکم الٰہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔ چنانچہ اصولِ تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبد اللہ بن عباسؓ کی

marfat.com

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو دعا کرنے سے انشاء اللہ العزیز وہ عتاب سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

۳۔ بیہقی شریف ۴/۴۲
فتح ربانی ۷/۱۲۶

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ فَمَاتَتْ اِبْنَةٌ لَهٗ وَکَانَ یَتْبَعُ جَنَازَتَهَا عَلٰی بَغْلَتِهٖ خَلْفَهَا فَجَعَلَ النِّسَاءُ یَبْکِیْنَ فَقَالَ لَا اُمَّ لَکُنَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰی عَنِ الْمَرَاثِیْ فَنَقِیْضُ اِحْدَاکُنَّ مِنْ عَبْرَاتِهَا مَا شَاءَتْ ثُمَّ کَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرَ مَا بَیْنَ التَّکْبِیْرَتَیْنِ یَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَصْنَعُ فِی الْجَنَازَةِ هٰکَذَا (عبداللہ بن ابی اوفیؓ اصحاب شجرہ سے تھے۔ اُن کی ایک بیٹی فوت ہو گئی تو کسی عذر کی وجہ سے، اُس کے جنازے کے پیچھے ایک خچر پر اسوار تھے عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت واویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے واویلا سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس پر چار تکبیریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد آپ وہیں کھڑے رہے۔ اندازہ دو تکبیروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے)

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسی قیامت کے دن منکر کے گلے میں ہو گی۔ اور تمہارے اس انکار کی شہادت ہم بھی انشاء اللہ دیں گے۔

marfat.com

اے رب ہمارے بے شک تو بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے

اِس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالمِ ارواح میں پہنچ جاتے ہیں تو اُن کے بقایا مومنین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سابقین کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں بخش اور ہمارے سابقین بالایمان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنادے کہ ہم اُن کے لئے ایسے دعائیں مانگتے ہیں۔ اور اُن سے ہمیں حسد نہ ہو کہ اُن کے لئے دعا نہ کریں یا دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جنازہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے رکتے ہو تو اُس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تم اُن کے بھائی نہیں یا وہ تمہارے بھائی نہیں۔ یعنی یا تم ایماندار نہیں یا وہ ایماندار نہ تھے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرمادے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

دلائل دُعا از احادیث

۱۔ مستدرک ۱/۴۹۱ } عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَا یَدْعُوا اللّٰہَ یَغْضَبْ علیہ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے دُعا نہیں مانگتا اللہ تعالےٰ اُس پر غضب کرتا ہے) فتفکر

۲۔ مشکوٰۃ شریف صـ۱۹۵ } لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے) کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

marfat.com

سوال دیوبندی نمبر ۳ | حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں اور تم نے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی؟

"محمد عمر" فقیر خدا کے فضل سے بلا مخالفتِ غیر اپنی جماعت علیحدہ کرواتا رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالت سعودیہ میں بہت شکایات کیں۔ لیکن فقہ کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسدین کی کوئی دال نہ گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں نجدی کی طرف سے ایک مولوی عبدالخبیر دیوبندی مفتی مقرر ہے اہالیانِ مدینہ طیبہ اُس کو اکثر بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس نے حکمًا روضہ انور کے اندرونی و بیرونی جوانب میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور پُرنور شفیع یوم النشور کی شان میں ترکوں نے پتھروں میں آیاتِ شریفہ مثلاً اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا کندہ کروائی ہوئی تھیں اُنہیں چونے سے چھپوا دیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چسپاں کرکے آیات کو بند کر دیا ہے اور جس جس جگہ آپ کے اسمار گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کرکے مٹا دیئے گئے ہیں۔ اور جالی پاک میں جہاں موجہ مبارک کی جانب یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیتل کی ڈھلائی میں لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں مثلاً جنت البقیع کے جانب شرق مسجد بغلہ و مسجد توبہ وغیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میدانِ اُحد میں دو مسجدیں مسمار کرکے بنیادوں سے اُکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے اُحد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید کر دی گئی ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تمام سنگ مرمر اُکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز اپنے دارالخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات

marfat.com

۴۔ شرح عقائد نسفی صـ ۱۲۲ | وَفِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَ صَدَقَتِہِمْ اَیْ صَدَقَۃِ الْاَحْیَاءِ عَنْہُمْ اَیْ عَنِ الْاَمْوَاتِ نَفْعٌ لَہُمْ اَیْ لِلْاَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ

(اور زندوں کا مُردوں کے واسطے دعا کرنے میں اور اُن کی طرف سے صدقہ کرنا یعنی زندوں کا مُردوں کی طرف سے صدقہ کرنا مُردوں کے واسطے نفع ہے۔ معتزلہ صدقہ اور دعا دونوں کے منکر ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا احناف کے عقائد کی مستند کتاب ہے جس سے یہ ثابت ہُوا کہ مُردوں کے حق میں دُعا کرنا یا اُن کی طرف سے صدقہ کرنا احناف کے نزدیک میت کو مفید ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حنفیت کا دم مارنے والو ذرا انصاف سے کہیو کہ تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے حنفی ہو یا معتزلی

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

تتمہ مجمع البحار ۶۵ | وَتَحَقَّقَ مَا ذَکَرُوْا اَنَّ کَوْنَ الدُّعَاءِ غَیْرُ جَائِزٍ لَمْ یَقُلْ بِہٖ اَحَدٌ لَمَّا نُقِلَ عَنْ حُمْقَی زَمَانِنَا مِمَّنْ لَا شُعُوْرَ لَہُمْ فِیْ عِلْمِ الدِّیْنِ بِوَجْہٍ مِّنَ اَہْلِ الْبِدْعَۃِ الْمُسْتَحْدِثَۃِ طَہَّرَ اللّٰہُ الْاَرْضَ مِنْہُمْ بِمَنِّہٖ۔

(اور جو انہوں نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز نہیں کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن کو علم دین میں کوئی سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہونے کے جو نہی نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالےٰ زمین کو ان سے پاک کرے۔

marfat.com

عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔ اور فرمایا وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَۃِ وَمَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا پھر فرمایا وَذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پھر فرمایا وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ۔

ان ارشاداتِ الٰہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور ہیں اور رہیں گے جس کی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔

جواب نمبر ۴ {وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

آپ کو اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال میں ایسا تھا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا نہیں فرمائی لیکن آپ کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۵ {اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ (اے محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب الٰہی نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے متعلق ارشاد فرمایا فَاِمَّا نَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (جب ہم آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لے جائیں گے تو ان سے ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ وقت آنے پر ان سے ذرا ذرا بدلہ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے

marfat.com

میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مسمار کر کے مزروعہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی اُن تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنانِ مدینہ طیبہ کو تنگ کر کے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مصر و ماحولہٗ اور قسطنطنیہ و ماحولہٗ میں پناہ گزیں ہیں۔ اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت عثمانؓ کا کنواں مسجد نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کا حال سُنیئے۔ مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے مثلاً جبل ابوقبیس پر ایک مسجد تھی جو حرم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آ رہی ہے۔ اور اُس مقام پہ ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے بھی پہلی اذان وہیں پڑھی اُس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابوجہل کے مکان میں ٹٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اُس کا بدلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول و براز ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

وہابی "اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک اِن متبرکہ مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابرہہ کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

محمد عمر "اس میں حکمتِ الٰہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالےٰ نے اُن کو نہیں روکا تو ببیتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ کی غیبی خبر کو اللہ تعالےٰ نے سچا کرنا تھا۔ اِسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی خبرِ صادق میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۳۔ احزاب ۲۲/۶ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ

حرمین شریفین میں سونے کے اقتباس کرکے قصور کے وہابیہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنا رکھا تھا تو فقیر نے اُن کے اس فعل کو اور مسلمانوں کے ورغلانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے وہابیہ نے حرمین شریفین کا حوالہ دیا۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جداگانہ ہیں جس کو وہابیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے۔ اور مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا بیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا از روئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ وہابیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہوا تو خون سے مسجد کی چٹائی نجس ہونے کا احتمال یقینی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عنقریب ہی انشاء اللہ ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان وہابیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف وہابیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ وہابیہ اپنی مساجد میں جاکر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سن لو جو کہ منبع وہابیت ہیں۔

وہابی " بھائی مجھے وہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو برا سمجھتے ہیں۔

محمد عمر " کیوں بھئی وہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑ آئی۔ حالانکہ تمہارے اکابرین اپنا وہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

اخبار توحید۔ مدیر سید محمد داؤد غزنوی ۱۷ اپریل ۱۹۲۹ء۔ اگر کوئی

marfat.com

انہی اعمال کی بنا پر تو قرنِ شیطان کا خطاب ملا۔ ورنہ اور بُرا عمل لوگوں سے ان کا کونسا تھا۔ باقی رہا حرمین شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت ہر وقت نص قطعی سے ثابت ہے عوارضات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سمندر میں نجاست گرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ یہ حرمین شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ بتوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اُس کو ہر سال دھویا جاتا ہے۔ حرمین شریفین میں نہ خود فقیر نے وہابیوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی تحریری کارروائی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے وہابیہ نے حکومتِ سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق آمرین بالمعروف کے کچھ نہ کہنا اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مداخلت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومت سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اُس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب وہابی خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ۶۸ اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور ناسمجھی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہوگا اور اُس کا خون مباح ہوگا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ اُن لوگوں کا ہے۔ جن سے آجکل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ۷۱ مولود شریف کرنے والے یا تسبیح ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر ورنہ حاکم اُن کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے غور فرمایئے کہ شامی کا ۳/۴۲۷ کا مسبوقہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور وہابیت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفتِ اسلامی کو بطریق احسن سمجھ سکتا ہے۔

marfat.com

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک صفاتِ الٰہیہ حادثہ ہیں

کنز الحقائق مولفہ وحید الزمان صـ۳۹۴ } اللہ تعالےٰ کئی نامول اور صفتوں سے موصوف ہے۔ جو قرآن حدیث میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ مشیت۔ سمع۔ بصر اور قوت الکلام۔ اور بعض فعلیہ حادثہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پر استوا کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین وہابیوں کا کلمہ

فتاویٰ نذیریہ ۱/۴۴۹ } سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وظیفہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ الجواب۔ وظیفہ مجموعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم حررہٗ السید ابو الحسن عفی عنہ سید نذیر حسین۔

غیر مقلدین وہابیوں کا نیا قرآن اور نیا رسول

سوانح عمری مولوی عبد اللہ صاحب امرتسری صـ۳۵-۳۶-۳۷ } اور فرماتے تھے (مولوی عبد اللہ صاحب)

marfat.com

شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوص محکمہ اور احادیث مسلمہ کا تابع ہو تو اُسے شیخ الاسلام عبدالوہاب کے نام سے منسوب کرکے "وہابی" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان تیرہ چشموں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اوّل تو یہ نام اہلحدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر "وہابیت" کی ہی رٹ لگانا ہے تو چلو وہابی ہی سہی۔

اہلحدیث کا مذہب مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲۰

اِنْکَانَ تَوْحِیْدُ الْاِلٰہِ تَوَھُّبًا فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ وَاھِبِی

یعنی اگر توحید خداوندی سے آدمی وہابی بنتا ہے تو جنوں اور انسانوں تم گواہ رہو ہم "وہابی" ہیں۔

بجلی اسمانی - مولوی نورحسین گھرجاکھی ص ۶ ؎

ہُن ہیں لکھ عقیدے تیرے دیاں جواب شتابی یاد کریں گا تو بھی ہینوں ملیا اک "وہابی"

مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی نے "تحفہ وہابیہ" کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ لکھا جس کا نام پہلے گذر بھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ بُرا تھا تو انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے چیدہ چیدہ چند عقائد ملاحظہ فرمایئے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا خُدا

مولوی وحیدالزماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے:۔

(اللہ) جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی جگہ خالی نہیں رہتی ہے۔ اور اُس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

marfat.com

کے امام کو مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احمد قادیانی سے کم ہیں۔
فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تحریف کی اور معجزات انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ تمغہ بھی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر و دیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵ } وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى مَنْعِ شَدِّ الرِّحَالِ إِلٰى قَبْرِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الْقُبُوْرِ وَالْمَشَاهِدِ لِأَنَّ ذَالِكَ مِنْ أَعْبَادٍ إِبْلَ مِنْ أَعْظَمِ أَسْبَابِ الْأَشْرَاكِ بِاللّٰهِ بِهَا وَهٰذِهٖ هِيَ الْمَسْأَلَةُ الَّتِيْ أَفْتٰى فِيْهَا شَيْخُ الْاِسْلَامِ رحمۃ اللہ علیہ أَعْنِيْ مَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ زِيَارَةِ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ اور حدیث میں دلیل ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عبدوں سے ہے۔ بلکہ شرک کے بڑے اسباب سے ہے اس کے اہل کے ساتھ اور یہی مسئلہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں،

رحلۃ الصدیق مصنفہ صدیق حسن خان ص ۷۹ } وَالْاِسْتِغْفَارُ لِلْمُجَرَّدِ

کہ الہام ہوا فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اُس کے لفظ یاد رکھئے۔ اور اُس کا بیان کرنا تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ الایۃ یعنی اے پر یہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ بدلِ خود مطالعہ کردہ باش۔ مبادا کہ دائے از ماسوای بنشیند یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَاَوْلَادِكَ وَاَتْبَاعِكَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ یعنی کہدے اپنی بیویوں اور اولاد تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہو کر۔ اور اس کے اخیر میں یہ الہام ہوا اَنَا جَلِيْسُكَ وَاَنِيْسُكَ فَلَا تَحْزَنْ یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ کھا۔ اور یہ بھی الہام ہوا وَلَا تَنْسَ مَا اَوْدَعْتُ فِيْ قَلْبِكَ فَاِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اُس کو مت بھول۔ کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔ اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور فرماتے تھے نیز یہ الہام ہوا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور فرماتے تھے الہام ہوا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا۔ پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے الہام ہوا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔

یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور مصنوعی نبی کے بعض اختراعی الہام تھے جو وہابیوں

marfat.com

قبور کی طرف سفر کر کے جانا کیونکر شرعاً جائز اور موجب ثواب ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن روضۂ مطہرہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم و مزاراتِ دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بیتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسد اور بغض۔ تو بھلا مذہب رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کو کیا تعلق۔ جس کی ذات سے حسد اُس کے مکان کی طرف جانا گناہ تو اُس کے رہنے کی طرف جانا کیسے ثواب ہو سکتا ہے۔ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محب ہیں اس واسطے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ اور لاکھوں ملائکہ روضۂ مطہرہ کے گرد موجود ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی اسی جماعت میں وہاں جا کر شمولیت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور وہابی اگر نسیاناً چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شانِ وہابیت ہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا روضہ اطہر دنیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔ بیت اللہ ہو یا غیر۔

وہابیوں کے مذہب میں بیت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر

تطہیر الاعتقاد ص۲۶ فَاِنْ قُلْتَ هٰذَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عُمِّرَتْ عَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيْمَةٌ اُنْفِقَتْ فِيْهِ الْاَمْوَالُ قُلْتُ هٰذَا اَجْهَلُ عَظِيْمٌ

الزِّيَارَةِ فِيهِ نِزَاعٌ وَمَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ قَبْرٍ فَلَمْ يَزُرْ زِيَارَةً شَرْعِيَّةً بَلْ بِدْعِيَّةً (محض زیارت کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور جس نے سفر محض قبر کے واسطے کیا تو اُس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت کی ہے)

عرف الجادی ص ۲۴۹ :- وجہ منع از سفرِ زیارۃ خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشاں آنست کہ دلیلے بر جوازِ آں از کتاب وسنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست (زیارت کے سفر سے منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبور ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اُس کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے)

فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۰۵ :- مکان متبرک کی طرف سفر کرنا درست نہیں برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔ لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اُس کے لئے ہر جگہ اور ہر مکان کی طرف سفر کرنا درست ہے بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتیٰ مصنفہ حافظ عبداللہ صاحب :- طالب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ وہابیہ مصنفہ اسماعیل غزنوی ص ۱۶-۱۵ :-

آستانوں کی زیارت کیلئے شدِ رحال — اس میں کیا شانِ پرستاری اصنام نہیں

باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر

marfat.com

مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں مسلمانو! ایسے عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا ایندھن بنو تو اس سے اور زیادہ کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے روضۂ اطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم و احادیث صحیحہ و اجماع سے ثابت ہے۔

نساء ۵/۶۱ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (اور جب کہا جاتا ہے ان کو تم اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ منافقین کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھیرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا)

معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں۔

نساء ۴/۱۰۰ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر اس کو موت نے لے لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)

marfat.com

بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ (پھر اگر تو کہے کہ اس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقۃً بڑی جہالت ہے۔

فتح المجید ص۲۰۸ فَاِنَّ هٰذِهِ الْقِبَابَ الَّتِیْ صَارَتْ اَعْظَمَ ذَرِیْعَۃِ الشِّرْكِ وَالْاِلْحَادِ وَاَكْبَرَ وَسِیْلَۃٍ اِلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ وَخَرَابِ بُنْیَانِهٖ غَالِبٌ (پھر یہ تمام قبے شرک اور الحاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب کرنے کی طرف زبردست ہیں ،

وبل الغمام للشوکانی فَمَا اَقْبَحَ مَا ابْتَدَعَهُ الْجَهَلَۃُ مِنْ زُخْرُفَۃِ الْقُبُوْرِ وَتَشْیِیْدِهَا وَمَا اَسْرَعَ مَا خَالَفُوْا وَصِیَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ مَوْتِهٖ فَجَعَلُوْا قَبْرَهٗ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَۃِ الَّتِیْ هُوَ عَلَیْهَا الْاٰنَ وَقَدْ شَدَّ مِنْ عَضُدِ هٰذِهِ الْبِدْعَۃِ۔

عرف الجادی ص۶۰ واز بنا بر قبر نبی آمدہ پس ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہ راست آید از منکرات شریعت باشد و انکار بر آں و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق دانکہ قبر پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند رہنا ان کے نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج

marfat.com

جس میں اس بات کی تمیز نہیں فرمائی کہ تا حین حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بعد میں نہیں بلکہ لو حرف شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال ہو یا بعد از وصال تو اُس کی بخشش کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربار کھلا ہے۔

منافقون پ ۲۸ { وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (اور جب اُن کو کہا جاتا ہے آجاؤ تم بخشوالیں گے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ اور آپ اُن کو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں)

زید { کیا وجہ ہے کہ یہ وہابی آپ کے پاس جانے سے چڑاتے ہیں۔

"محمد عمر" اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اُس کو بیان کریں۔ تو اللہ تعالےٰ شاید ان کو ہدایت دیدے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یوسف ۱۲/۱۲ { قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہی ہے میرا راستہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بینائی پر ہوں اور میرا متبع بھی)

معلوم ہوا کہ جو آپ کے راستے سے متنفر ہے وہ اللہ سے متنفر ہے اور فرمایا

انعام ۶/۱۵۳ { وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (اور بلاشک یہی میرا راستہ سیدھا ہے تو تم اُس پر چلو)

وہابی" یہ زندگی میں ہو گا مرنے کے بعد کب ہو سکتا ہے۔

"محمد عمر" نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی دریافت فرمالیں۔

marfat.com

تفسیر ابن عباس ص۶۳ {(وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ) بمكة (مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ) الى طاعة الله (وَرَسُوْلِهٖ) الى رسوله بالمدينة (ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ) بالتنعيم (فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ) وجب ثواب هجرته (عَلَى اللّٰهِ)

اس آیتہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ ہو یا غیر پہنچے تو اُس کا ثواب اللہ تعالےٰ پر لازمی ہے اور دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے اور جو بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو اُس کے دونوں جہانوں کے مکانوں کو برباد کرنا اللہ تعالےٰ پر واجب ہے۔ اور بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ بیوت رسول صلے اللہ علیہ وسلم جن کی شان میں اللہ تعالےٰ نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیوت کی توقیر بیان فرمائی تو اُن کی طرف نگاہِ بد سے دیکھنے والے کو اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں نظرِ غضب سے اپنی لعنت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔

نساء ۵/۹ {وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرکے جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور اُن کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالےٰ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے)۔

اس آیتہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گنہگار کو لازمی ہے کہ وہ دربار رسالت میں پہنچے

marfat.com

قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ حَتّٰی اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی حَرَّةِ وَاقِمٍ فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فَاِذَا قُبُوْرٌ بِمُجْتَمَعِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَقُبُوْرُ اِخْوَانِنَا هٰذِهٖ قَالَ قُبُوْرُ اَصْحَابِنَا فَلَمَّا جِئْنَا قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ قَالَ هٰذِهٖ قُبُوْرُ اِخْوَانِنَا۔

ابوداؤد ۱/۲۸۶ } مذکورہ بالا حدیث اس میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قبور کی زیارت کے واسطے سفر کرکے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

عن نافع قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا ذَهَبَ اِلٰی قُبُوْرِ الشُّهَدَاءِ عَلٰی نَاقَتِهٖ رَاَيْتُهٗ هٰكَذَا فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ هٰذَا الطَّرِيْقِ عَلٰی نَاقَتِهٖ

ابوداؤد ۱/۲۸۶ } حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا۔ کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہداء کی قبور کی طرف گئے۔ اور اس اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا تو اُن کو اس کے متعلق کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا۔

فرمایئے نام کے اہلحدیث جواب تو بلند آواز سے آمین پکار دو۔ اور شدِ رحال سے زیارتِ قبور کے واسطے جانا سنت کہدو اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بمع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سفر کرکے جانا اور آپ کے بعد اسی سنت پر عمل کرنے کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونا یہ ایک جزو ایمان ہے۔

"وہابی" "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ کا مطلب کیا ہوا؟

"محمد عمر" جواب:۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

marfat.com

کنز العمال ۸/۲۲ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیاتی میں زیارت کی)۔

ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات وممات یکساں ہے۔

دار قطنی ۲/۲۷۹ حدیث مذکورہ بالا کو باسند بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۱۹ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے، یعنی اُس کو لباس وخوراک اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی زندہ ہونے کی دلیل ہے معلوم ہوا کہ آپ کی حیات وممات یکساں ہیں۔

مسلم شریف ۱/۳۱۴
نسائی شریف ۱/۲۸۵
مستدرک ص ۳۷۶

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ پس اب تم زیارت کر لیا کرو)

جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور سفر سے ہی ہو سکتی ہے تو روضۂ اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا۔ کیونکہ زُوْرُوْ صیغۂ امر ہے۔

بیہقی شریف ۵/۲۴۹ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نُرِیْدُ

marfat.com

ثابت ہوا کہ استثنیٰ مفرغ جس میں کہ مستثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ میں ہے۔ اس میں اِلَّا کے ماقبل مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے تو اس میں مستثنیٰ منہ کو مقدر مانا جائیگا۔ کیونکہ اِلَّا اخراج کے لئے آتا ہے اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہٰذا مستثنیٰ منہ کا مقدر ماننا ضروری ہوا اور وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہی مقدر مانا جائیگا۔ ثَلٰثَۃَ مَسَاجِدَ جو مستثنیٰ ہے اس کی جنس سے ہی لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کے جملہ میں اِلَّا کے ماقبل مساجد کو ہی مقدر مانا جا سکتا ہے نہ کہ کچھ اور لہٰذا باقی مساجد کی طرف شد رحال سے اس حدیث میں ممانعت ثابت ہوئی۔ اور شد رحال باقی مساجد کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث سے جائز ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ والی اس حدیث سے منسوخ ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ زیارت قبور کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہابیہ روضۂ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسواسطے منع کرتے ہیں کہ اگر روضۂ اطہر پر چلے گئے تو کہیں کفر و نفاق سے دوچار نہ جائیں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کنز العمال ۶/۲۲۸ غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ (مدینہ طیبہ کا غبار کوڑھ سے شفا بخشتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُبْرِءُ الْجُذَامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُطْفِیُ الْجُذَامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسے ثابت ہوئی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ طیبہ کے بازاروں میں بھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ اندر کا کوڑھ چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے محبوب

marfat.com

شرح نخبۃ الفکر ص۴۶ لیترک النسخ بامر بامرھما ما ورد فی النص لحدیث بریدۃ فی صحیح مسلم کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الخ

امام قسطلانی نے لاتشد الرحال کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو کئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نص میں وارد ہے۔ بریدہ کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے کنت نھیتکم الخ۔ دوسری حدیث۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ مسلم شریف ص۴۴۸ عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وراکبا وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ۔ (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر ہفتے کو کبھی پیدل اور کبھی اسوار ہو کر مسجد قبا تشریف لاتے تھے۔ اور عبد اللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے۔

علامہ ابن حجر نے ان دونو حدیثوں سے ثابت کیا کہ لاتشد الرحال کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب ۲:۔ مختصر معانی ص۱۰۵ ان النفی فی الاستثناء المفرغ الذی حذف فیہ المستثنی منہ واعرب ما بعد الا بحسب العوامل یتوجہ الی مقدر وھو مستثنی منہ لکن الا للاخراج یقتضی خروجا عاما لتناول المستثنی وغیرہ فیتحقق الاخراج مناسب للمستثنی فی جنسہ بما قدر۔

مطول ص۳۷۵ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

marfat.com

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جاتے۔

محمد عمر "اس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب میری قبر کو عید نہ بناؤ یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو دوست دیر سے ملے اسے کہا جاتا ہے کہ تو عید کا چاند بن گیا ہے یعنی دیر سے پہنچا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بفرمان الٰہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ کو یاد رکھنا اور اسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں لوگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہوا ہے۔ لہٰذا آپ نے روضۂ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے حدودِ مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جَآءُوْكَ پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ رسالت کے لائق بنا دیں۔ اور جبرئیل علیہ السلام کی طرح ایسے موٴدبانہ داخل ہونا۔ کہ دربارِ اقدس میں حاضر ہوتے ہی وَيُزَكِّيْهِمْ کے اصول سے تمہاری صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیریں پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ و سلام اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ بجائے تزکیہ اور بخشش کے پچھلی عبادت بھی اَن

marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت نصیب فرماوے۔ اور آپ کا بغض حاسدوں کے دلوں سے نکالے۔ اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ خصوصاً مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کنز العمال ۶/۲۴۸ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا (جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیئے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا)۔

اِس حدیث پاک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہابیہ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے اُن کا خیال ہے کہ شاید اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر بنیت صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب تک مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہو تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضۂ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ کنز العمال ۶/۲۵۴ مسلم شریف ۲/۲۴۶

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے)۔

اللہ تعالےٰ جس مسلمان کو جنت سے بہ نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اُس کو اس ریاض جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

marfat.com

وسلم اگر سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاھداً اللہ تعالےٰ فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدہ سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصاً مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس حدیث کو بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے تمام عقیدے کو فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبور کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ادب کا سبق سکھایا۔

ابو داؤد ۲/۱۴۴ عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتَحْرِقَ ثِیَابَہٗ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اس کے کپڑوں کو آگ جلا دے یہانتک کہ آگ اس کے چمڑے تک پہنچ جائے اس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ قبر پر بیٹھے)

دوسری حدیث میں مذکور ہے فَاِذَا رَجُلٌ یَّمْشِیْ فِی الْقُبُوْرِ عَلَیْہِ نَعْلَانِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ وَیْحَکَ اَلْقِ سِبْتَیْکَ (تو اچانک ایک آدمی قبور میں مع جوتوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ او جوتوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دے) یہ ہیں آداب قبور جو قبرستان میں آپ جوتا لے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا بقول تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بتوں کی تعظیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو بتوں سے ایسا صاف فرمائیں کہ قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی صلے

marfat.com

تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ کے رُو سے ضائع کر جاؤ۔

"وہابی" حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ (میری قبر کو بُت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متواتر جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بُت پرست کرتے ہیں۔ اور وہی تمہارا عمل ہے۔

"محمد عمر" سبحان اللہ۔ جناب تم نے تو علمِ غیب کا اپنی زبان سے اقرار کر لیا۔ کہ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ضرور حاصل تھا لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بُت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بُت کسے کہا جاتا ہے اور بُت کیوں فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بُت کے صفات بیان فرمائے۔ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا (اے میرے باپ تو اُس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیدا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بُت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بُت نہیں سنتا۔ میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سنتا رہوں گا۔ اور بُت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بُت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا بُت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بُت پرست سے بُت کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دور کرتا رہونگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ

marfat.com

کا ظاہر بھی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بھی۔

۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۳۷ } چمڑا اُڑ کر رنگنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے۔

۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۰ } انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالکؒ اور امام حنیفہؒ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ منی ہر چند پاک است۔
عرف الحادی ص۱۰

۸۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱ } زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

۹۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱ } عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

۱۰۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۱ } اگر قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر جاری ہو خون سر سے پاؤں تک۔

۱۱۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۱ } اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو نکسیر پھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

۱۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۲ } اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی لگوانے سے۔

۱۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۵ } اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر رہے۔ تو اس

marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے پُرزور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بُت شکن بنا کر انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر تُزُوْرُوْھَا سے زیارت کا حکم جاری فرمایا۔ تاکہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور وہابیوں کی قبریں بموجب تمہارے عقیدہ کے ضرور بُت ہیں۔ کیونکہ اُن کے باشندے دنیا میں بھی ایسے ہی تھے جیسے قبور میں۔

غیر مقلدین وہابیوں کی فقہ کے مسائل

۱۔ فقہ محمدیہ کلاں مصنفہ محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری صـ۱۲-۱۳

پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق جائز ہے۔ یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۲۔ فقہ محمدیہ کلاں صـ۱۲-۱۳ } جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۳۔ فقہ محمدیہ کلاں صـ۲۳ } جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اُس پہ فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

۴۔ فقہ محمدیہ کلاں صـ۲۴ } پاک ہے جُوٹھا کل درندے کا وہابیہ کے نزدیک خنزیر کا جُوٹھا پاک ہے۔

۵۔ فقہ محمدیہ کلاں صـ۳۶ } ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے

marfat.com

نہیں ٹوٹتی۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(آج کل مخلوطی تعلیم سے لوگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ مخلوطی نماز ہو)

۱۸۔ عرف الجادی ص۱۰ پس دعوے انجس عین بودن سگ وخنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح وعیون مردار ناتمام است۔ پس کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب اور خون بہنے والے اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

۱۹۔ عرف الجادی ص۱۱ طہارت پارچہ آلودہ بنجاست ہمیں سودنش بزمین است وبس در آں نماز گزاردن بمسجد درآمدن رواست وجائز است تاذین محدث بنجاست سے لتھڑی ہوئی جوتی کا پاک ہونا یہی ہے کہ اُس کو زمین سے رگڑا جاوے اور بس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور جنبی اذان کہہ سکتا ہے،

غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

۲۰۔ عرف الجادی ص۱۰۹ ونیست وجہ از برائے منع نکاح باو دختر یکہ ایں کس با مادرش زنا کردہ، ایں دختر بنت شرعی نیست تا داخل باشد زیر قولہ تعالےٰ وَبَنٰتُکُمْ وتوان گفت کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بماء اوست زیرا کہ ایں طوق اگر بشرح است باطل است واگر مراد آنست

marfat.com

کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی)

۱۴۔ فقہ محمدیہ کلاں حصہ دوم صـ۱۰۶ } اور جائز ہے عمل کرنا عورت سے۔

۱۵۔ روضہ الندیہ صـ۲۳۶ } وَيَجُوْزُ اِرْضَاعُ الْكَبِيْرِ وَلَوْ كَانَ ذَا لِحْيَةٍ (اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگرچہ داڑھی والا ہو)

۱۶۔ فقہ محمدیہ کلاں صـ۱۴۶ } لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا جائز ہے برابر ہے کہ فرضی نماز یا نفل ہو اور برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد وہابی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام وہابی بٹیر بازی یا مرغ بازی نماز میں کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں) اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قرآن کریم :- قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (کھڑے ہو تم اللہ ہی کیواسطے فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (تحقیق خلاصی پائی ان مومنوں نے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں)

۱۷۔ فقہ محمدیہ کلاں صـ۱۵۷ } اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی

marfat.com

وہابیہ کے نزدیک کتا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے بشرطیکہ رنگ، بُو و مزہ نہ بدلے

۲۴۔ فتاوی نذیریہ ۱/۲۰۰ { سوال چہ فرمائند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتد چہ حکم است بینوا۔

الجواب:۔ حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے کیا حکم ہے بیان کرو۔

الجواب:۔ کنوئیں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنوئیں کا کتا گرنے سے متغیر نہ ہووے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

۲۵۔ فتاوی نذیریہ ص ۳۴۸ { سجدۂ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدۂ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)

۲۶۔ اخبار اہلحدیث ۲۱ محرم ۱۳۳۰ھ۔ مولوی ثناء اللہ نے وادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنۃ مصنفہ عبد الاحد وہابی خانپوری)

عرف الجادی ص ۳۷۔ { وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی۔ اور

marfat.com

کہ غیر شرعی است پس مضر نیست۔ چہ اگرچہ مخلوق از آب اوست لیکن آب نہ آبے ست کہ بداں لحوق نصب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب او را جز جمر دیگر حاصل نیست۔

۲۱۔ نزل الابرار ۲/۲۱ { فَلَوْ زَنَا بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لَهُ أُمُّهَا وَبِنْتُهَا وَكَذَا ابْنُهُ بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لِأَبِيهِ وَكَذَا لَوْ زَنَا أَبُوهُ بِامْرَأَةٍ فَتَحِلُّ لِابْنِهِ ۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اُس کے واسطے اُس کی ماں اور اُس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح اُس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اُس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے کے لئے بھی حلال ہے،

وہابیہ کے نزدیک مشت زنی واجب ہے

۲۲۔ عرف الجادی ص۲۰۶ { بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات نزد دعا حاجت مباح است۔ بلکہ گاہے واجب گردد (الحاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت جائز ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے،

وہابیہ کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے

۲۳۔ عرف الجادی ص۲۳۵ { زبجو صید است (بجو شکار ہے،

marfat.com

جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اُس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطے وہ شرعی حد سے پاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:۔

بیہقی شریف ۸/۲۳۷ ابن ماجہ ۱۸۷ } عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ذی محرم سے زنا کرے تو اُس کو قتل کر دو)

چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے زنا کی دو حدوں سے اُس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد توڑنے کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

وہابی "تمہاری کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنونہ یا صغیرہ سے زنا کرے تو حد نہیں لگائی جاتی۔

محمد عمر "غلط ہے۔

ہدایہ ۴۹۷ } وَاِنْ زَنٰی صَحِیْحٌ بِمَجْنُوْنَةٍ اَوْ صَغِیْرَةٍ تُجَامَعُ مِثْلُهَا حُدَّ الرَّجُلُ خَاصَّةً وَهٰذَا بِالْاِجْمَاعِ (اگر صحیح نے دیوانی کے ساتھ زنا کیا یا صغیرہ سے جو قابل جماع ہو تو آدمی کو خصوصاً حد لگائی جاوے گی۔ اور یہ تمام احناف کا اتفاقی مسئلہ ہے)۔

وہابی "تمہاری فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چارپائے سے وطی کی تو اس پر حد نہیں۔

محمد عمر "واقعی اُس پر حد نہیں۔ کیونکہ اُس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔

marfat.com

ساس سے نکاح جائز ہے۔

۲۷۔ نزل الابرار ۲/۲۹ { وَكَذَا لَوْ جَامَعَ اُمَّ امْرَأَتِهٖ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ (اور اگر کسی نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی)

۲۸۔ نزل الابرار ۲/۲۸ { وَكَذَا لَوْ جَامَعَ زَوْجَةَ ابْنِهٖ لَا تَحْرُمُ عَلٰى ابْنِهٖ (اور اگر کسی شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوتی)۔

وہابیہ کے نزدیک کنجری بازی جائز ہے

۲۸۔ نزل الابرار ص ۳۳ { وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ وَالْمُؤَقَّتِ كَذَا لِكَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا فِيْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَجُوْزُ وَهَا لِاَنَّهٗ كَانَ ثَابِتًا۔ وَقَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلَيْهِ (اور نکاح متعہ اور وقت مقرر کرکے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع واقع ہے)

وہابی "تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہٰذا میں تمہارے مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد واجب نہیں۔ خواہ اس کے ساتھ اس نے وطی بھی کی ہو۔ اور اس کو جانتا بھی ہو۔

محمد عمر "جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اس واسطے کہ حد شرعیہ اس شخص کے واسطے ہوتی ہے

marfat.com

چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزل الابرار صفحہ ۳۳ جو پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور یہ شیعہ روافض کا شعار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین ص۲۱۷ اَمَّا الرَّافِضَۃُ فَتَفَرَّقَتْ اربع عشر فرقۃ القطعیۃ وَ الکیسانیۃ والکیریۃ. وَ المغیریۃ والمحمدیۃ الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے امام و مقتدا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایضاح الحق میں فرماتے ہیں:۔ خود را از منکران جند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی لشکر میں منسلک کرو اور۔

معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین ص۸۱:۔ آئمہ اہل سنت را برحق مے داند وخود را محمدی مے گوید (آئمہ اہل سنت کو برحق جانے اور اپنے آپ کو محمدی کہلائے)

بجلی آسمانی ص۲۹:۔

یعنی چیڑا ہو گ محمدی او جنت وچہ جاوے باجھ محمدیاں دے سبھوں دوزخ حکم سناوے

حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر محظوظ ہوتے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔ چونکہ آپ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے والوں کا غلبی علم تھا۔ اسواسطے انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے احمدی کہلاتے ہیں۔ جو ناواقف کو دھوکا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمہارا بھی محمدی کہلانا

marfat.com

اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے اُس کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

ہدایہ ۲/۴۶۵ } اَنَّهٗ يُعَزَّرُ وَرُبَّمَا بَيَّنَّا اَنَّ مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا (اُس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ یعنی جس نے چوپائے سے وطی کی تو اس آدمی کو بھی اور چوپائے کو بھی قتل کر دو، حدیث پاک میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی سزا فرمائی ہے۔

بیہقی شریف ۸/۲۳۴ } مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ (جو شخص چوپائے سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو)

وہابی "تمہارے مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَةُ بِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

محمد عمر "لعنة الله على الكاذبين
دیکھئے آپ کا بہتان۔

ہدایہ ص۳۰۴ } وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَةُ بِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ اَلَّا الْمُطَلَّقَةَ وَاحِدَةً وَهِيَ الَّتِيْ طَلَّقَهَا الزَّوْجُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِهَا وَقَدْ سَمّٰى لَهَا مَهْرًا (اور متعہ مستحب ہے ہر مطلقہ کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ عورت ہے جسکو خاوند نے قبل دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے (ہم ۳۰) میں لکھا ہے وَالْمُتْعَةُ ثَلٰثَةُ اَثْوَابٍ مِنْ قِسْوَةٍ مِثْلُهَا وَهِيَ دِرْعٌ وَخِمَارٌ وَمُلْحَفَةٌ (اور متعہ تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کرتہ ہے اور دوپٹہ اور چادر۔) حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ (نکاح متعہ باطل ہے، ہاں البتہ تمہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا عمل ہم پر

marfat.com

اور اُس مقام کا نام جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف مجلس شوریٰ قائم کی جاتی تھی دارالندوہ سے موسوم کیا۔ جیسا کہ آجکل ہندوستان میں بھی اُن کے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بتک کا اشاعتی مرکز کو دارالندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اُس تہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں ابلیس بھی اپنے مجرب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دارالندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لئے مشورے پیش کئے۔ تو ابلیس بشکل نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابوجہل نے اُس سے سوال کیا تو اُس نے جواب دیا کہ "اَنَا شَیْخٌ مِّنْ اَھْلِ نَجْدٍ میں نجد کی بزرگ ہوں" ابلیس کو بھی بشکل نجدی ظاہر ہونا پسند آیا"۔ تو ابوجہل نے مشورہ دریافت کیا۔ ابوجہل کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں۔ ابلیس نے کہا کہ جب تک تم اُس کو قتل نہ کرو گے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمہاری حکومتیں چھین لے گا۔ تمہاری عزتیں جاتی رہیں گی۔ اَلَمْ تَرَ وُحْسْنَ حَدِیْثِہٖ کیا تم نے اُس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا وَحَلَاوَۃَ مَنْطِقِہٖ اور اُس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی وَغَلَبَتِہٖ عَلٰی قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا یَاْتِیْ بِہٖ اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابوجہل کو شیخ نجدی کی شعبیہ کا مشورہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوجہل نے چند آدمی ننگے سر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یٰسین کی پہلی پانچ آیتیں پڑھ کر ایک مٹھی اُن کی طرف پھینک دی۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے۔ چنانچہ اُن اشخاص قاتلین کی ہیئت

marfat.com

عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؓ نے تمہارے برخلاف فتویٰ دیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص۳۸ | روی عبداللہ بن عمرؓ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من حلق الشارب۔ ولا بأس فی ذالک مثلۃ وذھابا لماء الوجہ وجمالہ فی بقاء اصول الشعر زینۃ وجمال۔

(عبداللہ بن عمرؓ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جس شخص نے مونچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بچپن ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت مونچھوں کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے)

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ وہابیہ عموماً مونچھیں منڈواتے ہیں۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فرقہ یا یہ عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا محض کوری توحید کا قائل انبیاء اور اولیاء کا حاسد اور اُن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی بڑ لگانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم سمجھنے والا اور عبادتِ الٰہیہ کا پرانا دعویدار ابلیس تھا۔ جو اپنے نفس کے مقابلے میں نبی ولی کی عزت کو کم سمجھنے لگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُس کی تمام عبادت جبط کر کے فَاخْرُجْ مِنْہَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔ اور راندۂ درگاہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ مردودِ متکبر باوجود مردود و ملعون ہونے کے اکڑ کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض متبعینِ سنتِ ابلیسی کو ادا کرتے ہوئے سینہ تان کر قانتین کے حکم کے برخلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں کفارِ مکہ جو ابلیس کے مرکزی ممبر تھے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف ہیٹنگ کی۔

marfat.com

قزوینی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اُس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا مَنْ اعْتَقَدَ اِعْتِقَادَ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ حَلَّ مَالُہٗ وَدَمُہٗ جو تمہیں ابن تیمیہ کے عقیدہ کا ملے اُس کا مال لوٹ لو اور اُس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے وہابیت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامعہ امیر حسین اور جامعہ عمر بن عاص میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ درر الکامنہ صفحہ ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اُس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں وعظ کیا ہے۔ پھر اُس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے نے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دونوں کے فتوے سے آجکل بھی وہابی اُن کی تقلید میں فتوے دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دھواں رمتا رہا۔ باوجود اس کے شاہانِ اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۱۰۵ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور زور شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہما تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۳ھ میں قومی رضاکار بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی صلے اللہ

marfat.com

کو ایڑی کو ادا کرتے ہوئے نجدی بھی ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ قیام بھی اُس کا اُسی طور کو متلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آج تک اِن کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے، یہ تمام واقعہ نجدی ارالدوہ کا تاریخ طبری ۲/۶۸ ابن ہشام ۲/۹۳ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۲/۳۸

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْشٰی اَھْلَ نَجْدٍ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں۔ قسطلانی ۶/۳۱۴ اور بخاری شریف ۱/۱۰۵۱ مشکوٰۃ شریف ۵۸۲ میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے حق میں دعا نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے فتنے اور زلزلے اٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا اور آپ کا رُخ انور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے انگلی کے اشارے سے اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ (فتنہ یہاں سے ہوگا۔ جہاں سے قرنِ شیطان طلوع ہوگا) آپ کا اُس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اس وقت میں مِنْ وَعَنْ صحیح ہو رہا ہے۔

درر کامنہ مصنفہ ابن حجر عسقلانی ص ۱۴۵ ابن تیمیہ حرانی نے بعد ازاں ۶۹۸ھ میں صوفیائے کرام کے حق میں زبان درازی شروع کی۔ اور اس اُمت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے امداد و شفاعت کی اُمید وابستہ رکھنا شرک ہے۔ اور یہ کہا کہ روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ سب سے پہلا یہ شخص ہے۔ جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک کہا۔ چنانچہ روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی کو بدلائل روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین

marfat.com

وہاں محمد بن عبدالوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی صحبت کا وطیرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو رنگانا شروع کیا۔ دانا وں نے سچ کہا ہے

صحبت بد راہ تباہے کند دیگ سیاہ جامہ سیاہے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی صحبت ہی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے تو حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے حتےٰ کہ والد ماجد کے بھیجے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے لوگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے چنانچہ حیات طیبہ کے صفحہ ۱۲ پر درج ہے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتوے اکفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا بدی و علمی وقار ہنا منشور ہا ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متمول اشخاص شاہ صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقید ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ و اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ وہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام و خواص ان کو سوائے محمدی کے وہابی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اُس وقت شاہ صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے

marfat.com

علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کو جائے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتوے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف مذہب ہونے کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسمٰعیل امینی نے محمد بن عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے وہابی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسمٰعیل امینی نے یمن میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں کافی اشاعت کی اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کی ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس حد تک پہنچ گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا جانبا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام الطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم تحریر فرمایا۔ جسکا ایک شعر تحریر کیا جاتا ہے ۔ ص ۲۲

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبٖ

خود ترجمہ فرماتے ہیں (یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالےٰ اے بہترین خلق خدا اے بہترین کسیکہ امید او داشتہ شود و اے بہترین عطا کنندہ) اور بزرگان دین کے تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ الاستناد فی سلاسل الاولیاء ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اوراد فتحیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بھی صحیح ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جواہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا

marfat.com

اھد آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پُر ہو جائیگا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہندو افغانستان میں آکر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا یا ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الاعمال بالنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروا دئے۔ اور ساری سکیم ملیامیٹ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کرتے حتےٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا۔ ۱۲۳۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام دیابنہ کے اُستاد ہیں دہلی میں انگریزی دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اوّل تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک العلیٰ بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتہ ضلع سہارنپور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے حقیقتہً مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پُرزے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوام کالانعام کو وہابی عقیدہ سے مضبوط کر کے وہابی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی مملوک علی صاحب دیوبندی مذہب کی مشین ہیں باقی سب پُرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

marfat.com

تھے۔ لیکن حکومتِ اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس پرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبد الوہاب کے پاس جاکر ہدایت کے مقتدر نمائندے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین دو لائق بیٹے شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سا رنگ چڑھا۔ جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ علمِ دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی "ایدہ" میں اپنا مذہب محمدی کہلوایا۔ گو تمام مسلمان ان کو بدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسمٰعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل اَن پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی ممد و معاون بنا لیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتوے دیتے تھے۔ بھلا اسمٰعیل صاحب کی کون سنتے۔ اسمٰعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تنویر العینین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متنفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانانِ پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسمٰعیل صاحب نے سیاسی موقعہ سوچا کہ سکھوں کے برخلاف اعلانِ جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ متشکل ہو جائیگی

marfat.com

صاحب ھدایہ نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاء عظام اور اولیاء اللہ کی جی بھر کر توہین کی۔ ارسد و مذہب کی اہانت برملا کی۔ اور جواب لکھنے والوں سے اپنی مناظرہ کو شکست کہا۔ حتیٰ کہ حسین علی صاحب واں بھچراں وہابیہ سے بہار تک سقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیاء تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور مانی اسلام کا چونکہ پرانا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شاخ کو ترقی سے بھی نوازا۔ اور باقی اسلامی مدارس آہستہ آہستہ ان کی کس مپرسی کی حالت سے کمزور ہو گئے۔ کیونکہ ان کا پشت پناہ انگریز اور ہندو متمول قومیں تھیں وہ ترقی کر گیا۔ حتیٰ کہ ریاستوں سے چندہ آنا شروع ہو گیا جس کے نشے میں وہابیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ ہر کمالے را زوالے است رب کریم نے اعلیٰحضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے تیار کر دیا۔ انہوں نے فضل ایزدی سے دیوبندیوں کے ہر بول کا جواب احسن طریقہ سے دیا جب تائب ہوتے نظر نہ آئے تو ان کے اکابر کے زہم عقائد لکھ کر تمام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد دیوبندیہ پر زور فتوے کفر کے دیئے تو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا جس کا جواب آج تک وہابیہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تائب ہوئے بلکہ مداہنت فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جو اب تک ان کے مقلدین ان کی تقلید میں کانگرس کے ہی کلمہ گو ہیں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۲۴۸ھ کو بانس بریلی میں نواب صدیق حسن خاں پیدا ہوئے۔ فتوح میں پرورش پائی۔ بھوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علم دین حاصل کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے وہابیت کا سبق سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آکر استاد الوہابین بن گئے۔ اور بھوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فتنہ وہابیہ کی تدوین کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہب وہابیہ ایک

marfat.com

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کسی دیگر وجہ بات سے اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ مثلاً مولوی صدرالدین صاحب وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ وہابیہ اور اعمال حنفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا تسلط جمانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کر کے ان کو والیٔ ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔ اور اُن کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے عرب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کفر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ دیابنہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر بچاروں نے تنگ آ کر ہندوؤں کے ساتھ کانگرس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندوانہ لباس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سبق دینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہندوؤں کے تہوار کی پوری چھوٹی کو جائز کیا۔ اور پیر پیرانؒ کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طعام بخشا اور قرآن پاک کر بھی اہل قبور کی ارواح کو بخشا یا چند آیات قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جب ہندوؤں کو اُن کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص تحریر کرتے ہیں تو ہمارا نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدرسہ قاسمیہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کروایا۔ اور اس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو درغلانا شروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اشرف علی

marfat.com

ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابی زبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے تو لوگ ضرور ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کے مطابق وہابیت نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش کر چکے لیکن وہاں ملاں ملتانی صاحب نے ان کو نہ اٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہ ہو سکا البتہ گوجرانوالہ میں اُن کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام حنبلؒ کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی لقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہلوایا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد حنفی کہلاتی رہی۔ اور ازاں بعد اسمٰعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہلوایا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہلوایا۔ بعد میں وہابی پھر عرصہ تک غیر مقلد کہلاتے رہے۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر مقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیث کے لقب سے منسوب کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ آجکل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدعو ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے

"وہابی" "بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے نئی نئی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔ حالانکہ شرعاً اس کی کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیئے۔

۱۔ احناف میت کی چارپائی لے جاتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے ورثا ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ھذا نے کچھ حقوق الٰہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و واجبات اور کفارات اور منذورات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ فدیہ قرآن کریم اور یہ نقود یا غلہ وغیرہما کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرنے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالےٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرماوے اور اپنے مغفورین میں شامل فرماوے۔

marfat.com

مستقل مذہب شروع ہوگیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسوانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد دکن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الزمان صاحب نے بھی وہابیت کی فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو اس مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے درس شروع کر دیا۔ اور اسمٰعیل صاحب دہلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد غیر مقلد بننے کا دعوے کیا۔ پھر حنبلی کہلا کر پکے نجدی کی شکل میں متشکل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھو کے والے اور حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے رنگ میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا رد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو ایسا زیر کیا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب جب کبھی وہابیت کا مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کروا دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلبا رہ بھولے بھالے بچارے پھنس جاتے ان کا نکلنا مشکل تھا۔ چنانچہ حافظ محمد صاحب خاندانی حنفی علماء میں سے تھے جب مولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھوکے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا جس سے ان کے پرانے مریدین بھی متنفر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سرپرست مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور ولی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہابی نہ بننے دیا۔ چنانچہ اپنی ناکامی دیکھتے

marfat.com

اُولٰئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ان پر شیطان مسلط ہے تو انہوں نے ذکر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطانی فرقہ ہے خبردار ضرور شیطانی فرقہ وہ خسارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول سے منع فرمایا ہے۔

حشر ۲۸ } وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ اور نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھنا

جامع صغیر ۴۵ مصنفہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کنوز الحقائق للامام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۹
کنز العمال ۸/۹۹

} اَکْثِرُوْا فِی الْجَنَائِزِ قَوْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قَوْلَ لا الہ اِلَّا اللہ جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنز العمال ۸/۹۹ } نَاوِدُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کے لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا سامان تیار کرو۔

تو ان مذکورہ بالا احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر ثواب ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں ذکر جہری بالمیت کرنا اہل سنت کے لیے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو دریافت نہ کرنا

marfat.com

۳۔ اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحب قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہکر پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکر نکیر آئینگے اور وہ دریافت کرینگے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا تو جواب دینا جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اور اقراری تھا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وانک رضیت باللہ ربا وبمحمد نبیا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما کیا یہ تینوں رواج بدعت ہے یا واقعی ان کا کوئی ثبوت شرعیہ تمہارے پاس ہے تو بیان کرو۔

محمد عمر جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ پھر تم اللہ کا ذکر بہت کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور دوسرا یہ کا انکار کرنا یا روکنا یہ معیت شیطانی کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

زخرف ۲۵/۳ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِينٌ وَّاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمٰن کے ذکر سے مسلط کر دیتے ہیں ہم اس کے لئے شیطان کو تو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور روکتے ہیں ان کو اللہ کے رستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے روکتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان کو حزب الشیطان سے خطاب کیا ہے سنیئے۔

مجادلہ ۵۸/۲۰ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ

marfat.com

کے دن بندے کی سفارش کریگے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم ہدیہ دیا جاتا ہے تاکہ میت کا سفارشی بنے اور دوسری وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے افشار کا ثواب بھی میت کو پہنچیگا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مشکوۃ شریف ۱۹۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اَھْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ مِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَافْشُوْہُ (فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے قرآن والو قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشار کرو۔

اے ناظرین اگر تم میت کی طرف سے دل کے قرآن دینے کو بند کروگے تو بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشار کو بند کردیا اور جس قرآنی علیہ سے میت کے اعمال سیئہ ساقط ہونے تھے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس بوجھ کا گناہ ناظرین کو بھی ضروری ہوگا۔ باقی رقم یا کھانے کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا تو یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے میت وصیت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شئی کا ہو سکتا ہے سنیئے۔

مسلم شریف ۲/۴۱ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ سے عرض کی یا رسول اللہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی

marfat.com

پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو آجکل چونکہ فرقے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ اسواسطے مابہ الامتیاز صورت یہی ہے کہ کلمہ طیبہ بالجہر پڑھا جاوے۔

وہابی فقہا نے ذکر بالجہر فی الجنازہ مکروہ لکھا ہے۔

محمد عمر بحرالرائق ۲/۲۰۷ } میں مذکور ہے کہ وَلَا بَأْسَ بِمَرْثِيَةِ الْمَيِّتِ شِعْرًا میت کا شعروں میں مرثیہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرثیہ خوانی کر لیا کرو ہم ذکر کلمہ کر لیا کریں گے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط تو اس کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب ہے۔ جبتک قرآن کریم لوگ پڑھتے رہینگے۔ اتنا عرصہ ہی میت کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کئی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک اور کئی لوگوں کے ملک کرنے سے کئی قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا کام تھوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جامع صغیر ۲/۴۳ } اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ روزے اور قرآن قیامت

marfat.com

"محمد عمر" گھر میں اگر بھی ولی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں میت کے پاس اس لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہوگا اور میت کے ذمے کئی فرائض روزے ونماز وکفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا حساب شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے حساب میں یسر کے لئے وہیں فقرا وحفاظ وعلما وغیرہم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور میت کے روزے کا ولی کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

ابن ماجہ ۱۲۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صِیَامُ شَھْرٍ فَلْیُطْعَمْ عَنْہُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنًا ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص فوت ہوگیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضانی روزے کے بدلے مساکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کردے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہوجاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ قضا ہوچکی ہوں اس کی طرف سے بھی ولی ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرعاً جائز ہے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۲۱
ابن ماجہ ۸
ابوداؤد ۱/۱۸۵

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت

marfat.com

اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا موقعہ ملتا صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اسکو اس صدقے کا کوئی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خواہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جائز ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ وَاسْتِحْبَابُهَا وَاِنَّ ثَوَابَهَا یَصِلُهٗ وَیَنْفَعُهٗ وَیَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ اَیْضًا وَهٰذَا کُلُّهٗ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے السنن الکبریٰ ۴/۶۲ میں باب مقرر فرمایا۔ (باب ما یستحب لولی المیت من التصدق عنہ وان لم یوص بہ) اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کے واسطے نئے یادداموں کا حیلہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اس کے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ نووی نے کہا ، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خیرات کو معیوب جانو گے تو تم مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ میں داخل ہو کر خداوند کے عتاب نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

وہابی " اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آ کر کیوں نہیں دیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی غیرت کے واسطے اور ریاکاری ہے

marfat.com

الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اگر ظاہر کرو تم صدقوں کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور فقراء کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دیگا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالےٰ خبردار ہے۔

قبر پر تلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہٖ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے سنیئے

کنز العمال ۸/۸۹ اِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَسَنَّرْتُمُ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَاْسِهٖ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ يَسْتَوِيْ جَالِسًا ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ اَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ثُمَّ لِيَقُلْ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا فَاِنَّهٗ اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ اَخَذَ مُنْكَرٌ وَّنَكِيْرٌ اَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا مَا نَصْنَعُ بِهٖ فَقَدْ لُقِّنَ حُجَّتَهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حُجَّتُهٗ دُوْنَهُمْ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ اَعْرِفْ اُمَّهٗ قَالَ اَنْسِبْهُ اِلٰى حَوَّاءَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی فوت ہو جائے تو تم

marfat.com

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو چاہیئے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابوداؤد ۱/۱۸۵ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَاتَتْهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ هَمِيَادٍ نِصْفِ دِينَارٍ هَمِيَادٍ صَاعٍ حِنْطَةٍ اَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو ضرور ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کرے جمعے کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں ادا کرتا اس واسطے میت کا ولی قبل از حساب ہی اسکی طرف سے گندم یا رقم صدقہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جامع صغیر ۲/۱۴۱ اَلصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ

صدقہ مردے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی برائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فیتر نے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہراً ریاکاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا ریاکاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا زکوٰۃ دینا سب ریاکاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود نبٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہراً و چھپا کر دینا دونوں طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۲/۲۷۱ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا

marfat.com

کنز العمال ۸/۸۸ اَلْقَبْرُ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ اَوْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو جن کی ولایت میں شک نہیں ان کی قبر کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں۔

ارشادات حضرت پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانی رح

استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آپ کا عقیدہ

فتوح الغیب مترجم شاہ عبدالحق محدث دہلوی مقالہ ۲۳ مسئلہ ۳

بِكَ تُنْكَشَفُ الْكُرُوْبُ وَبِكَ تُسْقَى الْغُيُوْثُ وَبِكَ تُنْبَتُ الزُّرُوْعُ وَبِكَ تُدْفَعُ الْبَلَايَا وَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ (دوہمت تو کشادہ مے شود و دور کردہ مے شود اندوہ ہائے سخت کہ دم باز گیرد و برکت تو دعائے تو آب دادہ مے شود و خلق را دلفرشادہ مے شود بارانہا و تو روئندہ مے شود کشتہا و بامداد و اعانت تو دور کردہ مے شود بلاہا و محنتہا از تمامہ مردم خاص و عام۔ اور تیری ہمت سے دور ہو جائیں سخت غم و تکالیف) کہ فوراً واپس آجائے اور تیری برکت اور دعا سے بارش ہو جائے اور خلق کو بارش بھی جاوے اور تیرے وسیلے سے کھیت اگائے جائیں اور تیری امداد اور مدد سے بلائیں دور کی جائیں اور تمام تکلیفیں خاص و عام آدمیوں سے۔ کیوں جناب وہابی صاحب تم اگر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بات معتبر سمجھتے ہو تو اب اولیاء اللہ کی غائبانہ استمداد کے قائل

marfat.com

اس پر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سرہانے تمہارا ایک آدمی (وہابی دیوبندی نہ ہو سنی ہو) کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بے شک وہ سنے گا اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بلاشک وہ (قبر میں) سیدھا بیٹھ جاویگا پھر چاہیئے کہ کہے اے فلاں شخص فلانی کے بیٹے تو بیشک وہ صاحب قبر کہیگا جس نے ہمیں ہدایت دی تجھے رحم کرے اللہ تعالےٰ (یہ جواب دے گا صاحب قبر) اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہیئے کہ کہے اُس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا گواہی دے لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ اور یہ بھی شہادۃ دیدا کر رضیت باللہ ربا وبمحمد نبیا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے پھر کہتا ہے اسکو اس کے پاس سے ہمارے ساتھ نکل، کیا کریگا تو اس کے ساتھ پس تحقیق پورا کیا اس نے اپنی حجت کو اور لیکن اللہ تعالےٰ عزوجل نے ان کے ورے ہی ارادہ کیا اس کا کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ پھر اگر نہ پہچانوں میں میت کی والدہ کو آپنے فرمایا نسبت کر اس کو حوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوئے۔

۱۔ صاحب قبر کا دنیا والے کی پکار کو سننا اور اس کا آواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

۲۔ صاحب قبر کو زندوں سے فائدہ پہنچنا

۳۔ صاحب قبر کو تلقین کرنا سنت ثابت ہوا۔

وہابی "تمہارے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہہ دیتے ہیں مثلاً کہتے ہیں روضہ داتا گنج بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت شرعی ہے؟

"محمد عمر" ہاں ثبوت ہے۔

marfat.com

یُرَدُّ اِلَیْہِ التَّکْوِیْنُ فَیَکُوْنُ جَمِیْعُ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَھُوَ قَوْلُہٗ فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ روایں بارآمدن بیادحق از سوال وطلب حوائج حالت فنا وغیبتی است کہ آں نہایت احوال اولیا روابدال است پس بعد از رسیدن برتبہ فنا ولایت وبدلیت گاہے رد کردہ میشود او سپرد مے شود پیدا کردن اشیار وتصرف در اکوان کہ عبارت از خرق عادت وکرامت است پس یافتہ مے شود تمامہ آنچہ احتیاج کردہ میشود بسوئے آں بدستوری خدا وقدرت عزوجل یعنی آں در حقیقت فعل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ وایں روتکوین واعطار تصرف در کائنات ثابت ومذکور است بقول حق سبحانہٗ در بعض کتابہائے وے کہ بر پیغمبراں خود فرستادہ اے فرزند آدم منم خدا نیست. خدا جز من میگوئم چیزے را پیدا شو پس پیدا مے شود آں چیز اطاعت وفرمانبرداری کن مرا میگوئی تو مر چیزے را شو پس میشود۔

یہ ہے فرمان حضرت شیخ پیر پیراں عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تصرف فی الامور کی طاقت ہر وقت رہتی ہے یا اذن کی ضرورت ہوتی ہے؟

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۴

وَقَدْ یُقْفَلُوْنَ اِلٰی حَاجَۃٍ بَعْدَ اَنْ جُعِلُوْا اُمَنَاءَ وَخُوْطِبَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ بِاَلَّا تُفَارِقَ حَالَتَہٗ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ فَلَا یَحْتَاجُوْنَ فِیْھِمَا اِلٰی اِذْنٍ لِاَنَّھُمْ صَارُوْا کَالْمُفَوَّضِ اِلَیْھِمْ اَمْرُھُمْ فَھُمْ فِیْ قَبْضَتِہٖ حَیْثُ مَا ذَھَبُوْا فِیْ شَیْءٍ مِنْ اُمُوْرِھِمْ (اور کبھی امین بنائے جانے کے بعد ایک حالت کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بحالت خود تنہائی سے خطاب کیا جاتا ہے کہ تو آج کے دن ہمارے پاس صاحب

marfat.com

ہر جا و ادا ایمان درست کرد۔

فتوح الغیب مقالہ ۳۹/۲۳۲ { فَتَکُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ کَاَنَّکَ اُحْیِیْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِی الْاٰخِرَةِ (پس مے باش تو دریں حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شدہ پس از مردن بوت ارادی)

فتوح الغیب ص ۲۳۲ { فَتَکُوْنُ کُلِّیَّاتُکَ قُدْرَةً تَسْمَعُ بِاللّٰهِ وَتُبْصِرُ بِاللّٰهِ وَتَنْطِقُ بِاللّٰهِ وَتَبْطِشُ بِاللّٰهِ وَتَسْعٰی بِاللّٰهِ وَتَعْقِلُ بِاللّٰهِ (پس مے باشد ہمہ وجود تو مظہر قدرت الٰہی تعالےٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ مثنوی بخدا دمے بینی بخدا دمیگوئی بخدا دمیگیری بخدا دمیروی بخدا دے فہمی بخدا)

پس ہر جائیگا تمام وجود تیرا قدرت الٰہی کا مظہر بلکہ عین قدرت مبالغہ سنے گا تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور بولے گا تو اس کے ساتھ اور پکڑیگا تو خدا کے ساتھ اور چلے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھیگا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن روشان اولیاء اللہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبانی۔

فتوح الغیب مقالہ ۶/۳۶ { وَیُغْرِقُکَ فِیْ بِحَارِ خَیْرِهٖ فَتَکُوْنُ وِعَاءً لِکُلِّ خَیْرٍ وَمَنْبَعًا لِکُلِّ نِعْمَةٍ وَمَوْرِدِ وَجُوْدٍ وَنُوْرٍ وَضِیَاءٍ وَاَمْنٍ وَسُکُوْنٍ (و غرق گرداند ترا خدائے تعالےٰ در دریائے خیر خود پس میباشی تو ظرف و محل ہر نیکی و باشی تو چشمہ زائندہ مر ہر نعمتہ را خوشی و آراستگی را و روشنائی و امنی و آرام و نور را)

فتوح الغیب مقالہ ۴۶/۲۶۱ { وَهِیَ الَّتِیْ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِیْ عَلَیْهَا اَحْوَالُ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَبْدَالِ لَتَرَقَّدْ

marfat.com

غنیۃ الطالبین صـ۸۹ } يَكْشِفُ لَهُمْ عَنِ الْمَلَكُوتِ وَتُضِيْئُ لَهُمْ اَنْوَاعُ الْعُلُوْمِ مِنَ الْجَبَرُوْتِ وَيَلْقَنُوْنَ عَرَائِبَ الْحِكَمِ وَالْعُلُوْمِ وَيَطَّلِعُوْنَ عَلٰى مَا غَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْاَقْسَامِ الْحُظُوْظِ (منکشف ہو جاتا ہے اور اولیاء اللہ کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہو جاتے ہیں ان کے لئے کئی قسم کے علوم عالم جبروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو القا کئے جاتے ہیں اور مطلع ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں)

" صـ۱۰۴ :- وَقِيْلَ اِذْ طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاكَ مِرْاٰةً تُبْصِرُ فِيْهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (اور بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کریگا۔ جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا)

اب تو حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ کے علم کلی کا حکم صادر فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتوے کفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کر لو اگر تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ از ارشاد حضرت پیر پیران صاحب رح

غنیۃ الطالبین صـ۲۶۱ } وَهُمْ فِيْ نَعِيْمٍ لَا نَفَادَ لَهُ وَالْاٰءٍ لَا انْقِطَاعَ لَهَا وَسُرُوْرٍ لَا غَائِبَةَ لَهُ وَلَا مُنْتَهٰى فَاِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ وَانْتَهٰى مَا قُدِّرَ لَهُمْ

marfat.com

مرتبہ اور امان ہے۔ پس اس میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ امر ہم کی طرح ہو جاتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔

حاضر و ناظر و غیب کے متعلق حضرت پیر پیران صاحب کا ارشاد

غنیۃ الطالبین ص ۲۶۱ { وَاَشْغَلَ قُلُوْبَهُمْ بِمُطَالَعَةِ اَسْرَارِ الْغُيُوْبِ (اور مشغول کیا اس نے ان کے دلوں کو غیوب کے بھیدوں کے مطالعہ کے ساتھ)

" ص ۹۷۵ :۔ وَيَطَّلِعُ عَلٰى اَسْرَارِ تَخْصُّهُ فَلَا يَبُوْحُ بِهَا عِنْدَ غَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ولی اللہ کی شان ہے، اور مطلع ہو جاتا ہے اسکے خاص بھیدوں پر اللہ کے اسکے سوا کے پاس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی)

" ص ۹۸۱ ۔ ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ التَّوْحِيْدِ ثُمَّ يُرْفَعُ عَنْهُ الْحُجُبُ (پھر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پردے اٹھائے جاتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۲ { اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَهُوَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَهُمْ عَلٰى مَا اَصْمَرَتْ قُلُوْبُ الْعِبَادِ وَالْخُطُوْتُ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ اِذْ جَعَلَهُمْ نَوَابِيَّ جَوَاسِيْسَ الْقُلُوْبِ وَالْاُمَنَاءَ عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ (اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اُن کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور وہ عزوجل بندوں کے دلوں کے بھیدوں پر اور نیتوں پر ان کو مطلع کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر دیئے ہیں۔ اور بھیدوں اور غیبات کا امین واقف بنایا ہے۔

marfat.com

وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَةُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وسلم إِذَا دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ عَنْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ عَلَيْهِ وسلم قَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ صلی اللہ عَلَيْهِ وسلم أَنَّهُ قَالَ إِذَا جَاءَ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ۔ (اور اگر دونوں بغلگیر ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کو انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تبرکاً اور شرعاً جائز ہے اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ **فصل** اور مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور دیندار کے واسطے اور پرہیزگار کے واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہو اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت سعدؓ کی طرف بھیجا بنی قریظہ کے کام میں تو حضرت سعدؓ سفید گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ آپ کی طرف کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کے دست پاک کو پکڑتیں اور اس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور ان کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اس کی عزت کرو۔)

ف اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے از ابتداء انتہا ادب المفرد للبخاری صـ۱۹۲ میں مذکور ہے

marfat.com

مِنَ الْبَقَاءِ فِیْ دَارِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِاَحْسَنِ الْاِنْتِقَالِ كَمَا يُنْقَلُ الْعَرُوْسُ مِنْ حُجْرَتِهٖ اِلٰى دَارِ مِنَ الْاَدْنٰى اِلَى الْاَعْلٰى فَالدُّنْيَا فِيْ حَقِّهِمْ جَنَّةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا عُيُوْنِهِمْ قُرَّةٌ وَهُوَ النَّظَرُ اِلٰى وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور ایسی عطاؤں میں جن کا انقطاع نہیں اور ایسے سرورں میں جن کی انتہا نہیں اور نہ حد تو جب میعاد مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئی جو ان کے لئے بقا سے مقدر کیا گیا دار فنا میں نقل کیا اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ دلہن کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرۃ میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہے اور وہ دیکھنا ہے اللہ کے وجہہ کو بلا حجاب)

تبرکاً بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اسکے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ)

غنیۃ الطالبین ص ۳۵ } وَاِنْ تَعَانَقَا وَقَبَّلَ اَحَدُهُمَا رَاْسَ الْاٰخَرِ وَيَدَهٗ عَلٰى وَجْهِ التَّبَرُّكِ وَالتَّدَيُّنِ جَازَ وَاَمَّا تَقْبِيْلُ الْفَمِ فَمَكْرُوْهٌ **فصل** وَيُسْتَحَبُّ الْقِيَامُ لِاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْوَالِدَيْنِ وَاَهْلِ الدِّيْنِ وَالْوَرَعِ وَاَكْرَمِ النَّاسِ وَاَصْلُ ذَالِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى اللہ علیہ وسلم اَرْسَلَ اِلٰى سَعْدٍ فِيْ شَاْنِ اَهْلِ قُرَيْظَةَ فَجَاءَ اِلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللہ علیہ وسلم قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ

marfat.com

ادب المفرد للبخاری صـ۱۹۲ } قَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِکَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَهَا (حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کو عرض کیا کہ کیا آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کو چھوا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا)

ادب المفرد للبخاری صـ۱۹۵ } عن صہیب قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ (حضرت صہیبؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباسؓ کے دست مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے)

فتاویٰ الامام النووی صـ۳۶ } (مسئلہ) تَقْبِیْلُ یَدِ غَیْرِهٖ مَا حُکْمُهٗ (اپنے غیر کے ہاتھ کو بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟)

الجواب:۔ یَسْتَحِبُّ تَقْبِیْلُ اَیْدِیَ الصَّالِحِیْنَ وَفُضَلَاءِ الْعُلَمَاءِ (مستحب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا)

یہ تو عمل ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی سنت۔ اب تم دیوبندی اور وہابی اگر ان احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا انصاف ہے۔ جیسا کہ جواہر القرآن صلـ۳ وغیرہ میں درج ہے۔

دیوبندی:۔ مؤذن جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو تم انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا بدعت نکالی ہوئی ہے۔

marfat.com

غنیۃ الطالبین ص۳۳ وَاِنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَسَّحَ بِالْمِنْبَرِ تَبَرَّکًا بِہٖ (اور اگر محبوب سمجھے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کو تبرکاً ہاتھ پھیرے تو جائز ہے)۔

یہ ہے عقیدہ اور فرمان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنہوں نے از روئے حدیث صحیحہ تعظیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ایمانداروں کے لیے درج کی جاتی ہیں:-

ادب المفرد للبخاری ص۱۹۴ عن ابن عمر قَالَ فَقَبَّلْنَا یَدَہٗ (ابن عمرؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضور کے دست پاک کو بوسہ دیا)۔

ص۱۹۴۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِیْنٍ قَالَ مَرَرْنَا بِالرَّبَذَۃِ فَقِیْلَ لَنَا ھٰھُنَا سَلَمَۃُ بْنُ الْاَکْوَعِ فَاَتَیْنَاہُ فَسَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَاَخْرَجَ یَدَیْہِ فَقَالَ بَایَعْتُ بِھَاتَیْنِ نَبِیَّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْرَجَ لَنَا نَاقَۃً ضَخْمَۃً کَاَنَّھَا نَاقَۃُ بَعِیْرٍ فَقُمْنَا اِلَیْھَا فَقَبَّلْنَاھَا۔

(عبدالرحمٰن بن رزینؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو اُن کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اُس کے پاس آیا تو اُس پر سلام علیکم کہا تو اُس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اُس نے کہا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے تو اُس کے لئے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اُس نے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی ہتھیلی ہے تو ہم اُس کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے اُس کو بوسہ دیا)

اس حدیث پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور مصافحہ بالیدین ثابت ہوا۔

marfat.com

کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تو اس کو میری شفاعت لازمی ہوئی اور اسی طرح خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے،

ردالمختار شامی ۱/۳۷۰ (تتمة) يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفُرَيِ الْاَبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُوْنُ قَائِدًا لَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ۔

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موذن کے کلمہ شہادت اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو رکھنے کے بعد اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اس کے قائد ہونگے۔

کیوں جی نام کے حنفی کہلانے والو اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حنفیت کو تمام کرو ورنہ حنفیت کہلانا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہاء کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں نہیں آئی۔

موضوعات ملا علی قاری ص ۶۴ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِيْ الْعَمَلُ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

حضرت ملا علی قاری رح فرماتے ہیں:۔ میں کہتا ہوں کہ (یہ عمل) جب صدیق اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل (انگوٹھے چومنے کا) کافی ہے۔ نبی صلے

marfat.com

"محمد عمر" یہ بدعت نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

طحطاوی شریف صـ۱۲۲ | ذکر القهستانی عن کنز العباد اَنَّهُ یُسْتَحَبُّ اَنْ یَقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّهَادَتَیْنِ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِیَةِ قُرَّتْ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اِبْهَامَیْهِ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَاِنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم یَکُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَی الْجَنَّةِ وَذَکَرَ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَیْنَیْنِ بِبَاطِنِ اَنَامِلِ السَّبَّابَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِیْ وَکَذَا رُوِیَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهٖ یُعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ (قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ جب موذن پہلی دفعہ کہے تو (سننے والا) کہے صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری دفعہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قُرَّتْ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہونگے۔ اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابوبکرؓ کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر سننا موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت۔ اور

marfat.com

سے سال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور وہ میرا ایسا رسول ہوگا۔ کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ یہ وہی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے بھیجی گئی تھی۔ کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرو۔ پس آدم علیہ السلام نے فوراً یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ جب پہلے انسان نے ان کلمات، پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

تمت بالخیر

ایک ہزار روپیہ انعام

اس شخص کو دیا جاویگا جو اس کتاب مقیاس حنفیت کا جواب نمبروار پیش کرکے شائع کرادے۔

اور یکصد روپیہ

ہر اس شخص کو دیا جاویگا جو کتاب مقیاس حنفیت کا ایک حوالہ غلط ثابت کردے اور جتنے حوالے غلط ثابت کرے اتنے سو روپے انعام حاصل کرے

محمد عمر اچھرہ۔ لاہور

محرر نمبر ۲ غلام یٰسین خوش نویس چوک مستی لاہور

marfat.com

اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

تذکرۃ الموضوعات سید تکلان ص۳۴ وَحُكِيَ عَنْ بَعْضِ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ ذِكْرَهٗ فِي الْاَذَانِ وَجَمَعَ اِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةَ وَالْاِبْهَامَ وَمَسَحَ بِهِمَا عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمَدْ اَبَدًا وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَسَمِعَ عَنْ بَعْضِ الشُّيُوْخِ اَنَّهٗ يَقُوْلُ عِنْدَمَا يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِيْ يَا نُوْرَ بَصَرِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ فَاَلَ وَمَنْ فَعَلَتْهُ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنِيْ وَقَدْ جَرَّبَ كُلٌّ مِنْهُمْ ذَالِكَ وَرَوَى الْحَسَنُ مِثْلَ مَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَيْنِهٖ اِنْتَهٰى۔

(بعض سے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جب آپ کا ذکر اس نے اذان میں سنا اور اپنی دونوں مسبحہ انگلیوں کو اور انگوٹھے کو اکٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی اور ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگوں سے بھی سنا ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں کو ملتے وقت کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ قَلْبِيْ يَا نُوْرَ بَصَرِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ تو آپ نے فرمایا کہ جب سے میں نے یہ عمل کیا ہے میری آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کا تجربہ ہے۔ اور حضرت حسنؓ نے بھی روایت کیا ہے بعینہٖ جیسا کہ خضر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فقط)

انجیل برنباس ص۶۰ مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تو دیکھتا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو کہ اس وقت کے بہت

marfat.com

marfat.com